آئی او ایس خبر نامہ

سلور جبلی اسپیشل 2011-2012

قیمت: ۲۵ روپے

ایک تِھنک ٹینک کا کامیاب تجربہ

یک سالہ آئی او ایس سلور جبلی تقریبات کی رپورٹ

مشمولات

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
1-	اداریہ: آئی او ایس سلور جبلی تقریبات کا ماحصل	4
2-	باب اوّل: خصوصی فیچر ''رُجحان وادارہ سازی میں مصروف آئی او ایس کے 25 برس''---خورشید عالم	5
3-	باب دوم: خصوصی انٹرویوز:	
i	آئی او ایس بانی چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم سے خصوصی انٹرویو	11
ii	آئی او ایس سکریٹری جنرل پروفیسر ظہور محمد خاں سے خصوصی انٹرویو	16
4-	باب سوم: سلور جبلی تقریبات بین الاقوامی کانفرنسز:	
i	کانفرنس-1، نئی دہلی، ''علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ''	19
ii	کانفرنس-2، نئی دہلی، ''ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات''	23
iii	کانفرنس-3، سرینگر، ''سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام''	25
iv	کانفرنس-4، نئی دہلی، ''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری''	27
v	کانفرنس-5، پٹنہ، ''تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات''	29
vi	کانفرنس-6، بنگلور، ''گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت''	31
vii	کانفرنس-7، کولکاتہ، ''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''	33
viii	کانفرنس-8، چنئی، ''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز''	35
ix	کانفرنس-9، حیدرآباد، ''اسلامی آرٹ اور کلچر''	37
x	کانفرنس-10، کالی کٹ، ''خواتین کو بااختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار''	39
xi	کانفرنس-11، کٹک، ''ہندوستان میں عدلیہ: اخلاقیات اور انصاف''	40
xii	کانفرنس-12، علیگڑھ، ''امن وترقی: مذاہب کا کردار''	42
xiii	کانفرنس-13، پونے، ''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''	44
xiv	کانفرنس-14، نئی دہلی، ''اقلیتی شناخت وحقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات''	46
5-	باب چہارم: یک سالہ سلور جبلی کے دوران 14 بین الاقوامی کانفرنسوں کی 112 نکاتی تاریخی قراردادیں	55
6-	باب پنجم: یک سالہ سلور جبلی تقریبات کے دوران انعام واکرام سے نوازی گئی 227 شخصیات	65
7-	باب ششم: سلور جبلی تقریبات کے دوران اجراء کی گئیں 43 کتابیں، جرائد، ڈاکومنٹریز اور ای رپورٹس	75
8-	باب ہفتم: یک سالہ سلور جبلی تقریبات کے دوران اقوال زریں برائے آئی او ایس	79
9-	باب ہشتم: سلور جبلی تقریبات کی کہانی تصویروں کی زبانی	93

اداریہ

آئی او ایس سلور جبلی تقریبات کا ماحصل

بامقصد و روشن مستقبل کی امیدیں اور توقعات

26 سالہ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) ایک ایسا غیر سرکاری ادارہ (این جی او) ہے جس نے گزشتہ 25 برسوں میں متعدد ملّی، اسلامی، قومی، بین الاقوامی اور انسانی ایشوز پر معروضی مطالعہ کے ذریعے اسلامی تناظر میں فکر اور حکمت عملی (Thought and Strategy) بنایا اور اب اس پر عمل کے لئے رواں دواں ہے۔ آئی او ایس کے بانی چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم تو اس کی یک سالہ سلور جبلی تقریبات کو اس کی 25 سالہ کاوش کا نتیجہ مانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر میں 14 اہم موضوعات پر بین الاقوامی کانفرنسیں کرائی گئیں اور پھر ان سب کے دوران مجموعی طور پر مختلف ایشوز پر 112 نکاتی قراردادیں پاس ہوئیں۔

آئی او ایس کے گزشتہ 25 برس میں تقریباً 1000 کانفرنسوں و دیگر پروگراموں کے ساتھ ساتھ 300 سے زائد کتابوں، 250 ریسرچ پروجیکٹس اور 1991ء سے مسلسل شائع ہو رہے اعداد و شمار پر مبنی اپنے طرز کے انوکھے علمی و تحقیقی کیلنڈرس کے ذریعے جو علمی و تحقیقی کام ہوئے ہیں، ان کی نوعیت صرف تھیوریٹیکل ہی نہیں ہے بلکہ وہ مختلف ایشوز میں نئی سوچ، نئی پالیسی اور نئے رُجحان کے آئینہ دار ہیں۔

یک سالہ سلور جبلی تقریبات کے دوران ''علم، ترقی اور امن'' کے لئے مستقبل کا جو خاکہ 14 کانفرنسوں کے دوران بنا ہے، اس سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ آئندہ 25 برسوں میں بلاسودی معیشت، ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری، بامقصد تعلیم، معروضی میڈیا، بہتر حکمرانی، نئی نسل کی جہت مسلسل اور مقصدیت، خواتین کے حقوق و اختیارات، اسلامی آرٹ و کلچر، بااخلاق و انصاف پرور عدلیہ، مذاہب کے تعمیری رول اور اقلیتوں کے ایمپاورمنٹ کو فروغ ملے گا اور پھر ایک معاشرہ وجود میں آئے گا جس میں علم، ترقی اور امن کا بول بالا ہوگا۔

اس دوران جہاں مختلف ایشوز میں رجحان سازی کا زبردست کام ہوا اور 43 نئی مطبوعات، ڈاکومنٹریز اور ای رپورٹ منظر عام پر آئیں، وہیں 1999ء سے 8 ممتاز شخصیتوں کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ اور 2007ء سے 4 کو لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کے علاوہ ان ایشوز کے ماہرین و محققین کی خدمات کا اعتراف بھی کیا گیا۔ تبھی تو 227 افراد کو آئی او ایس اعزاز و انعام سے نوازا گیا۔ ایسا پہلی مرتبہ ہوا جب بلاتفریق مذہب و ملت، مکتبہ فکر اور ذات و برادری سبھی کو ایک این جی او کے ذریعے قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اور اس سے یہ پیغام گیا کہ آئی او ایس جیسا تھنک ٹینک سب کا ہے اور سب کی خیر خواہی چاہتا ہے۔

ان 14 بین الاقوامی کانفرنسوں میں ملّی، علاقائی، ملکی و غیر ملکی شخصیات کی شرکت بذات خود اس بات کا اعتراف ہے کہ آئی او ایس تمام حدود سے گزر کر اب آفاقی ہوگیا ہے، نیز اس کی ہر ایک کانفرنس میں نئی نسل اور اصحاب فکر کی قابل ذکر تعداد میں موجودگی اس بات کی ضمانت دے رہی تھی کہ 13 / اپریل 1986ء کو شروع ہوا یہ تھنک ٹینک اب تناور درخت بن چکا ہے اور اس کا مستقبل روشن اور محفوظ ہے۔ دراصل یہ وہ احساس ہے جو اس کا اصل سرمایہ ہے اور جو اس کے وابستگان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے اور دل کو سکون دیتا ہے۔

ارشاد ربّانی

کیا اس شخص کے پاس (کسی صحیح ذریعہ سے) علم غیب ہے کہ اس کو دیکھ رہا ہے، کیا اس کو اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور نیز ابراہیمؑ کے جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی (اور وہ مضمون) یہ (ہے) کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا، اور یہ کہ انسان کو (ایمان کے بارے) صرف اپنی ہی کمائی ملے گی، اور یہ کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی جائے گی پھر اُس کو پورا بدلہ دیا جائے گا اور یہ کہ (سب کو) آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔!!

(سورۃ النجم: ۳۵-۴۲)

(ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ)

چیف ایڈیٹر	ڈاکٹر محمد منظور عالم
گیسٹ ایڈیٹر	اے. یو. آصف
ایڈیٹر	خورشید عالم
منیجنگ ایڈیٹر	ڈاکٹر قمر اسحاق
سرکولیشن منیجر	سید محمد ارشد کریم
کمپوزنگ	نظیر الحسن

خصوصی شمارہ : 25 روپے

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز

162 / جوگابائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-110025

فون نمبر: 26981187,26989253 فیکس: 26981104

E-mail: manzoor@ndf.vsnl.net.in

Web site: www.iosworld.org

باب اوّل

خصوصی فیچر

رُجحان وادارہ سازی میں مصروف آئی او ایس کے 25 برس

خورشید عالم

ایک تجزیہ کے مطابق، آج کی دنیا میں تھنک ٹینکس کا بڑا اہم رول ہے۔ تھنک ٹینکس اپنے اپنے متعین شعبہ یا میدان میں مطالعہ، تحقیق اور تجزیہ کی بنیاد پر ماحصل پیش کرتے ہیں، جو کسی بھی ایشو کو معروضی انداز سے سمجھنے اور اُس کا حل تلاش کرنے نیز پالیسی سازی میں معاون و مددگار بنتا ہے۔

فی الوقت دنیا میں تقریباً 5500 تھنک ٹینکس موجود ہیں جن میں نارتھ امریکا میں 1872 (34.25 فیصد)، مغربی یورپ میں 1208 (22.1 فیصد) اور ایشیاء میں محض 653 (11.95 فیصد) شامل ہیں۔ گزشتہ صدی کے اواخر میں تھنک ٹینکس کے تعلق سے ہندوستان میں قابل ذکر پیش رفت ہوئی ہے اور متعدد تھنک ٹینکس وجود میں آئے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ ان میں اسلامی تناظر میں مختلف اشوز پر کام کرنے والا ایک تھنک ٹینک انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز بھی موجود ہے۔ اسے اقوام متحدہ کے اکانومک اینڈ سوشل کونسل (ECOSOC) کا ''روسٹر'' درجہ بھی حاصل ہے۔ آئیڈیالاگ و ماہر اقتصادیات ڈاکٹر محمد منظور عالم اس کے بانی چیئرمین ہیں۔

آئی او ایس کے نام سے زیادہ معروف اس تھنک ٹینک کا قیام 13 اپریل 1986ء کو نظام الدین، نئی دہلی کے ونیج بلڈنگ میں عمل میں آیا تھا۔ کئی مقامات پر منتقل ہوتے ہوئے اس کے ہیڈ کوارٹرز ان دنوں جوگا بائی، جامعہ نگر، نئی دہلی اور اس کے 6 چیپٹرس علی گڈھ، پٹنہ، کولکاتہ، چنئی، کالی کٹ اور بنگلور میں قائم ہیں۔ علاوہ ازیں متعدد مقامات پر اسٹڈی، ریسرچ و میڈیا سینٹرس بھی اس کے تحت چل رہے ہیں۔ یہ اپنے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے ملک میں مختلف علوم کے ماہرین، دانشوران اور محققین سے مستقل ربط میں رہتا ہے اور اس کے تحت قائم انڈین ایسوسی ایشن آف مسلم سوشل سائنٹسٹس (IAMSS) بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

گزشتہ 25 برسوں میں مختلف امور کے اہم ایشوز پر معروضی انداز سے جو تحقیقی کام ہوا ہے اُن میں 250 ریسرچ پروجیکٹس اور تقریباً 300 کتابیں شامل ہیں۔ انہی ایشوز پر قومی راجدھانی نئی دہلی اور دیگر شہروں میں ایک ہزار سے

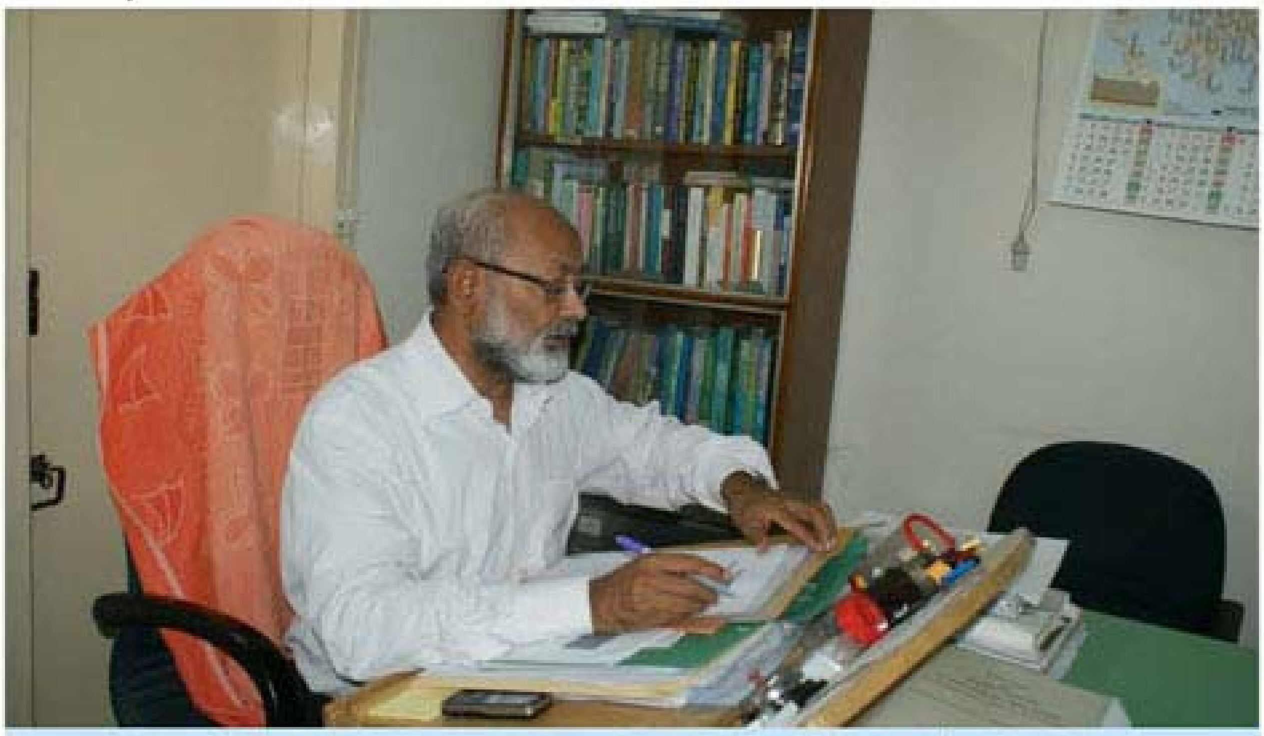

تفکر وتدبر اور مطالعہ میں غرق بانی چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم

زائد سمپوزیم، سمینار، ورکشاپ اور کانفرنس بھی منعقد کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں تقریباً ایک ہزار طلباء و ریسرچ اسکالرز کو اسکالرشپ دیئے گئے ہیں جو کہ مستقل ربط میں ہیں۔

اسی تعلق سے دو شش ماہی "جرنل آف آبجیکٹیو اسٹڈیز" اور "جرنل آف ریلیجئین اینڈ لاء ریویو" اردو سہ ماہی "مطالعات" انگریزی سہ ماہی "هیومن رائٹس ٹوڈے" اور اردو سہ ماہی "آئی او ایس خبر نامہ" اور انگریزی ماہنامہ "آئی او ایس نیوز لیٹر" مستقل شائع ہو رہے ہیں۔

آئی او ایس نے بلا تفریق مذہب وملت، فکر ونظریہ اور مکتبہ فکر ماہرین، دانشوران اور محققین کی خدمات جلیلہ کو وسیع تر مفاد میں مختلف انداز سے منظر عام پر لانے کی پیش رفت کی ہے۔ اسی تناظر میں اس کے ذریعہ ''لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ'' اور ''شاہ ولی اللہ ایوارڈ'' کے بھی سلسلے جاری ہیں اور مزید دو ایوارڈ ''مجدد الف ثانی ایوارڈ'' اور ''آئی او ایس ایوارڈ برائے اقلیت'' بھی شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس طرح ممتاز شخصیتوں کی خدمات کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔ عیاں رہے کہ اب تک چار شخصیتوں واداروں بشمول ماہر قانون جسٹس اے ایم احمدی (2007ء)، امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ، جھارکھنڈ و مغربی بنگال (2008ء)، سابق گورنر بہار، مغربی بنگال و ہریانہ ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی (2009ء) اور مؤرخ پروفیسر بی شیخ علی (2010ء) کو لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ اور آٹھ شخصیتوں مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی عرف علی میاںؒ (تصنیف وتالیف، 1999ء)، قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ (فقہ اسلامی، 2000ء)، ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی (معاشیات، 2001ء)، مولانا شہاب الدین ندویؒ (قرآنی علوم 2002ء)، پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی (اسلامی تاریخ نویسی، 2003ء)، ڈاکٹر طاہر محمود (اسلامی قانون، 2005ء)، مولانا تقی الدین ندوی (علم حدیث، 2010ء) اور محمد خلیل عباس صدیقی (علم عمرانیات، 2011ء) کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ دیئے جا چکے ہیں۔

مزید برآں سلور جبلی تقریبات کے موقع پر 2011-12ء میں پورے ملک میں کل 227 شخصیتوں کو

انعام واکرام سے نوازا گیا ہے جن میں مختلف کمیونٹیز کے اصحاب شامل ہیں۔ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ کسی این جی او کی جانب سے بلاتفریق مذہب وملت مختلف افراد کی خدمات کا اعتراف اتنے بڑے پیمانے پر کیا گیا ہے۔آئی او ایس نے گزشتہ 25 برسوں سے اپنے ریسرچ پروجیکٹس، ورک شاپس، کتابوں، سمپوزیم، سمینار، لیکچرز، شامِ مذاکروں، کانفرنسوں اور کلینڈرس کے ذریعے معروضی انداز سے اسلامی تناظر میں مختلف ایشوز پر جو تحقیقی کام شروع کر رکھا ہے، اس نے اہل الرائے حضرات کی توجہ اپنی جانب یقیناً مبذول کرائی ہے۔

اس تعلق سے اوّلین کوشش 5-4 جولائی 1987ء کو غالب اکیڈمی، نظام الدین، نئی دہلی میں ''ہندوستان میں مسلم صورتِ حال'' پر ایک بہت ہی اہم اور غیر معمولی سمینار کے ذریعے ہوئی جس میں متعدد ماہرین و دانشوروں نے مسلم مسائل کے مختلف پہلوؤں پر اپنے اپنے مقالہ اور تقریر کے ذریعے اظہارِ خیال کیا۔بعد میں ان تمام قیمتی مواد کو معروف دانشور وحقوق انسانی رہنما پروفیسر اقبال انصاریؒ نے ایڈیٹ کیا اور پھر یہ کتابی شکل میں انگریزی میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آئی۔253 صفحات کی یہ معرکۃ الآراء کتاب "Muslim Situation in India" اس لحاظ سے بہت ہی غیر معمولی ہے کہ اس میں شاہ فیصل ایوارڈ یافتہ اسکالر پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی، ماہر اسلامیات ڈاکٹر مشیر الحقؒ، ماہرین سماجیات ڈاکٹر ایس اے ایچ حقیؒ اور ڈاکٹر امتیاز احمد، ماہرین معاشیات ڈاکٹر کے جی منشیؒ اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدیؒ، ماہر بدھسٹ اسٹڈیز ڈاکٹر سنگھا سین سنگھ، معروف صحافی و دانشور سید امین الحسن رضویؒ اور وی ٹی راج شیکھر جیسی اہم شخصیتوں کی مدلل آراء شامل ہیں۔یہ کہا جا سکتا ہے کہ 1987ء میں اس اہم سیمینار کے بعد آئی او ایس نے جو بھی علیحدہ علیحدہ موضوع پر بعد میں پروگرام کئے اور تحقیقی کام کرائے وہ سب اسی کی اگلی کڑیاں تھیں۔

یوں تو ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں مالابار (کیرل) کے ساحل سے ہندوستان میں اسلام کی آمد ہو چکی تھی مگر اس ملک میں بعض غیر ملکی سیاحوں کے سفرناموں کے علاوہ مسلمانوں کی مجموعی صورت حال یا تعلیمی صورتِ حال کے تعلق سے کوئی باضابطہ تفصیل 19 ویں صدی عیسوی میں دو برطانوی دانشور لارڈ میکالے کی مینٹس (Minutes) اور ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی معروف کتاب ''ہندوستانی مسلمان'' (Indian Musalmans) میں ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔بعد ازاں مؤرخ ڈبلیو سی اسمیتھ نے اپنی کتاب ''ماڈرن اسلام ان انڈیا'' اور دیگر دانشوروں نے اپنی اپنی کتاب اس موضوع پر تحریر کیں۔

تقسیم ہند کے بعد بھی اس موضوع پر کچھ انفرادی کام ہوئے اور ہنوز ہو رہے ہیں لیکن یہ کریڈٹ آئی او ایس کو ہی جاتا ہے کہ آزاد ہندوستان میں اس نے پہلے کے تمام کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے 1997ء میں آزادئ ہند کی گولڈن جبلی کے موقع پر مسلمانوں کی مجموعی صورتِ حال کا مختلف ماہرین کے ذریعہ الگ الگ موضوع پر منصوبہ بندی کے تحت علمی و تحقیقی کام کرائے۔اس پروجیکٹ میں کل ملا کر ایک درجن سے زائد کتابوں کے ذریعہ آزادی کے بعد مسلم خواتین، مسلم نوجوان، مسلم تعلیم، مسلم معیشت، مسلم معاشرت، اسلامی اقتصادیات، ہندوستانی عدالتوں میں قوانین اسلامی، مسلم قانون نیز میڈیا اور مسلمان جیسے اہم ایشوز موضوع بحث بنے۔اس طرح آزادی کے بعد مسلمانوں کی صورتِ حال کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس سیریز کا یہ کام بہت ہی قیمتی ثابت ہوا۔

اسی طرح مذکورہ بالا موضوع سے منسلک ایک دوسرا موضوع مسلمانوں کے ایمپاورمنٹ کا ہے۔آئی او ایس نے مذکورہ بالا سیریز کے کام کی بنیاد پر جب یہ محسوس کیا کہ آزادی کے بعد مسلمانوں کی مجموعی صورتِ حال بہت ہی بدتر ہے تو اس نے ان کی بہتری کے لئے ایمپاورمنٹ کو موضوع بحث بنایا۔اس تعلق سے پہلے تو قومی دارالحکومت و ملک کے دیگر شہروں میں اس موضوع پر سیمینار کروائے جس میں مختلف موضوعات کے ماہرین نے بھرپور حصہ لیا۔پھر ان سیمناروں میں پیش کئے گئے مقالوں اور تقریروں کو جہاں یکجا کیا وہاں مختلف ماہرین و دانشوروں کے ذریعہ تعلیم، معیشت، معاشرت، سیاست، کلچر، خواتین، نوجوان اور انفارمیشن وکمیونی کیشن کے ذریعہ ان کے ایمپاورمنٹ کے قیمتی نسخے بتایا۔اس تعلق سے اس کے اس کام کا اعتراف تو سچر کمیٹی رپورٹ پیش کرنے والے جسٹس راجندر سچر نے اپنے اظہار خیال میں بار بار کیا ہے۔ان کا تو واضح طور پر یہاں تک کہنا ہے کہ ان کی کمیٹی کی رپورٹ میں آئی او ایس کے ان کاموں و دیگر کتابوں سے بہت فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

ان کاموں میں ایک قیمتی اضافہ اقلیتوں پر سیریز ''ریڈنگس آن مائناریٹیز'' (Readings on Minorities) ہے جسے پروفیسر اقبال اے انصاریؒ نے چار جلدوں میں ترتیب دیا ہے۔15 برس کی جانفشانی ومحنت کے نتیجہ میں کیا گیا یہ کام اقلیتوں کے موضوع پر ایک مستند دستاویز ہے۔عیاں رہے کہ پہلی جلد عالمی سطح پر مختلف بین الاقوامی ادارے خصوصاً اقوام متحدہ کے اعلامیے اور ان سے متعلق حقوق واختیارات، دوسری جلد میں ہندوستان میں اقلیتوں کے آئینی تحفظ کے علاوہ 1927ء سے 1947ء تک اقلیتی صورتِ حال پر انڈین نیشنل کانگریس، مسلم لیگ ودیگر اہم گروپوں وشخصیات کے اہم دستاویز کے متن اور آئین ساز اسمبلی میں اس موضوع پر بحث کے علاوہ آئین میں ان کو حاصل حقوق واختیارات اور تحفظ کی یقین دہانیوں اور اقلیتوں پر ہندوپاک معاہدوں نیز 1961ء کی قومی یکجہتی کمیٹی کی رپورٹ، 1983ء میں وزیر اعظم کے 15 نکاتی اقلیتی پروگرام، 1992ء میں قومی اقلیتی کمیشن کے تعلق سے قانون، 1993ء کے انسانی حقوق قانون اور قومی حقوق انسانی کمیشن کے قیام کے متعلق ڈاکومنٹس، تیسری جلد میں آئین ہند میں اقلیتوں کو حاصل تعلیمی، لسانی وکلچرل حقوق خصوصاً ہندوستان میں اردو کے ایک اقلیتی زبان کی حیثیت سے متعدد قیمتی مضامین

> سلور جبلی تقریبات کے موقع پر 12-2011ء میں پورے ملک میں کل 227 شخصیتوں کو آئی او ایس انعام واکرام سے نوازا گیا ہے جن میں مختلف کمیونٹیز کے اصحاب شامل ہیں۔ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ کسی این جی او کی جانب سے بلاتفریق مذہب وملت مختلف افراد کی خدمات کا اعتراف اتنے بڑے پیمانے پر کیا گیا ہے۔

دستاویز اور چوتھی وآخری جلد میں قومی و بین الاقوامی سطح پر مذہب کی آزادی کے تعلق سے قیمتی مواد موجود ہیں۔ اقلیتوں کے تعلق سے ڈھائی ہزار سے کچھ کم صفحات کی اس سیریز کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ اقلیتوں کے تعلق سے قومی و بین الاقوامی سطح پر پہلی انسائیکلوپیڈک کوشش ہے۔

تہذیبوں کے درمیان تصادم وتفاہم پر بھی کتابچوں کی سیریز اور بین المذاہب مذاکرات کے تعلق سے ڈائیلاگ پر کتاب بہت ہی قابل تحسین کارنامہ ہے۔ جن کتابوں نے مختلف ایشوز میں بڑے گہرے اثرات مرتب کیے ان میں بزرگ سکھ اسکالر شیر سنگھ آئی اے ایس (ریٹائرڈ) کی مشہور زمانہ کتابیں ''آرکیالوجی آف بابری مسجد''، ماہر اوقاف پروفیسر ایس خالد رشید کی چار کتابیں بشمول ''ساؤتھ ایشیاء میں اوقاف کا تجربہ''، پروفیسر اقبال اے انصاریؒ کی ''فرقہ وارانہ فسادات اور ہندوستان میں اس سے نمٹنے کے قوانین''، پروفیسر سنگھاسین سنگھ کی ترتیب دی ہوئی ''ہندوستان میں زبان کا مسئلہ''، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پی آر او ڈاکٹر راحت ابرار اور آئی او ایس کے سابق پی آر او ڈاکٹر قمر اسحاق کی ترتیب کردہ ''ہندوستان میں مسلم تعلیمی اداروں کی ڈائریکٹری'' اور ڈاکٹر محمد منظور عالم کی پیش کردہ ''بیسویں صدی کے 100 بڑے مسلم رہنما'' خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

کتابوں کے علاوہ جن موضوعات پر کانفرنس، سمپوزیم اور سمینار نے رائے عامہ بنانے میں بڑا زبردست رول ادا کیا، ان میں ''ہندوستان میں مختلف کمیونٹیوں کے درمیان روابط''، ''گلوبلائزنگ ورلڈ میں بین التہذیب ڈائیلاگ''، ''غربت دور کرنے کی اسکیمیں''، ''ہندوعرب تعلقات اور ترقی کے تعلق سے پارٹنرشپ''، ''سبھوں کے لئے شراکت داری بینکنگ کا تجربہ تجارتی نقطۂ نگاہ سے''، ''عالمی تہذیب کے ارتقاء میں اسلام کا رول''، ''دہلی کا ریاستی درجہ''، ''ایودھیا کا عدالتی فیصلہ اور سول سوسائٹی کا ردعمل نیز اس کے قانونی اثرات'' اور ''2011 کی مردم شماری پر غور وفکر'' بہت ہی اہم ہیں۔

اس تعلق سے ضروری معلوم پڑتا ہے کہ گذشتہ دو برسوں کی سرگرمیوں کا خصوصی طور پر جائزہ لیا جائے۔ قابل ذکر ہے کہ ان دو برسوں میں آخری برس 2011ء میں ہی ''علم، ترقی اور امن'' کے لئے مستقبل کے روڈ میپ کے موضوع پر نئی دہلی میں 17-15 اپریل کو سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس سے آئی او ایس کی یک سالہ سلور جبلی تقریبات کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ نئی دہلی ہی میں 15-13 اپریل 2012ء کو ''اقلیتی تشخص اور حقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز اور امکانات'' کے موضوع پر 14 بین الاقوامی کانفرنسوں میں سب سے آخری کانفرنس سے اختتام پذیر ہوئی۔ عیاں رہے کہ 14 کانفرنسوں میں 13 کانفرنسیں پہلی کانفرنس کے مرکزی موضوع ''علم، ترقی اور امن کے لئے مستقبل کے روڈ میپ'' میں رنگ بھرنے کے لئے ملک کے متعدد شہروں میں مختلف ذیلی موضوعات کے تحت طے ہوئیں۔

دیگر ایک درجن موضوعات یہ ہیں: ''ہندوستانی معیشت میں اسلامک وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات'' (نئی دہلی)، ''سرمایہ کاری کے لئے بلا سودی ادارہ جاتی میکنزم بشمول بینکنگ، فائینانس اور انشورنس'' (سرینگر)، ''انڈو آسیان تجارت اور سرمایہ کاری'' (نئی دہلی)، ''تعلیم کے گلوبل رُجحانات-نظرثانی ومتبادل'' (پٹنہ)، ''گلوبلائیزنگ دنیا میں میڈیا کی قوت'' (بنگلور)، ''گلوبلائیزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی'' (کولکاتہ)، ''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز'' (چنئی)، ''اسلامی کلچر اور آرٹ'' (حیدرآباد)، ''خواتین کا ایمپاورمنٹ-مفہوم، ذرائع اور طریقہ کار'' (کالی کٹ)، ''عدلیہ، اخلاقیات اور ڈیلیوری سسٹم'' (کٹک)، ''امن اور ترقی-مذاہب کا رول'' (علی گڑھ)، اور ''ترقی کا عالمی جائزہ-چیلنجز اور متبادل زاویئے'' (پونے)۔

ان موضوعات پر نظر ڈالتے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ روڈ میپ کو تیار کرنے میں سماج کے لئے معیشت کو ریڑھ کی ہڈی مانتے ہوئے سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور وہ بھی سود کی لعنت سے آزاد اسلامی معیشت و اقتصادیات کے اصولوں کے ساتھ۔ دیگر موضوعات میں تعلیم، میڈیا، بہتر حکمرانی، نوجوانوں کو درپیش چیلنجز، اسلامی کلچر اور آرٹ، خواتین کے ایمپاورمنٹ، اخلاقی اقدار کے ساتھ عدلیہ، امن و ترقی کے قیام میں مذاہب کے رول، ترقی کے عالمی جائزے اور اقلیتوں کے تشخص وحقوق جیسے ایشوز پر توجہ خاص سے بھی یہ بات اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ آئی او ایس کے روڈ میپ میں معاشرہ کے تمام عناصر کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اگر تعلیم کے گلوبل رُجحانات کو سمجھتے ہوئے نظرثانی کرکے Options کو تلاش کیا جائے، میڈیا میں آبجیکٹی ویٹی لانے کی راہ نکالی جائے، بہتر حکمرانی کی بات اٹھائی جائے، نوجوانوں کو درپیش چیلنجز کو سمجھا جائے، کلچر اور آرٹ کو اسلامی تناظر میں پیش کیا جائے، خواتین کے ایمپاورمنٹ کے مفہوم کو قدروں کے ساتھ لیا جائے، عدلیہ میں اخلاقیات کو ابھارنے کی بات کی جائے اور معاملے کے جلد نمٹانے کے طریقہ پر سوچا جائے، مذہب سے دوری کے بجائے اس کی تعلیمات سے امن وترقی کو فروغ دیا جائے، دنیا بھر میں ترقی کے معنی ومطلب پر غور وفکر کیا جائے اور سماج کے اقلیتی طبقات کے تشخص اور حقوق کا تحفظ کر لیا جائے تو دنیا میں علم، ترقی اور امن کا یقیناً بول بالا ہو سکتا ہے۔ ان تمام پروگراموں کے ساتھ جو بات خاص طور پر محسوس ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ محض پروگرام نہیں تھے بلکہ یہ مستقبل کے روڈ میپ بھی تھے۔ آئی او ایس کی روایت کے مطابق، ہر پروگرام کے طے ہوتے وقت سب سے پہلے اس کا Concept نوٹ بنا اور پھر اس کے مطابق پورا پروگرام کیا گیا اور پھر حل کو قرارداد کی شکل میں پیش کیا گیا۔

آئی او ایس کی جانب سے 1999ء سے 8 ممتاز شخصیتوں کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ اور 2007ء سے 4 کو لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کے علاوہ سلور جبلی تقریبات کے موقع پر مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی 227 شخصیات کو بلاتفریق مذہب وملت اور مکتبہ فکر ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اعزاز وتوصیفی اسناد سے نوازا گیا۔

اس طرح اس کے Concept نوٹس اور قراردادیں روڈ میپ کے ہتھیار بن گئے۔ ان پروگراموں میں جہاں متعلقہ شعبہ کے ماہرین و دانشوروں کو ملوث کیا گیا وہیں ان کے ذمہ داروں بشمول نائب صدر جمہوریہ ہند، ڈپٹی چیئرمین راجیہ سبھا، ریاستوں کے گورنرز، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں کے ججز، ریاستی وزراء و دیگر اہم عہدیداران بھی بلائے گئے۔ آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کی جانب سے ایسا پہلی مرتبہ ہوا جب کسی غیر سرکاری ادارہ یعنی این جی او کی جانب سے غیر سرکاری ماہرین، دانشوران و دیگر شخصیات کے علاوہ سرکاری ذمہ داران وعہدیداران نے مختلف شعبۂ حیات سے متعلق ایشوز پر غور و خوض کیا اور عملی راہ کی طرف قدم بڑھایا۔

قابل ذکر ہے کہ آئی او ایس کی جانب سے 1999ء سے 8 ممتاز شخصیتوں کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ اور 2007ء سے 4 کو لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کے علاوہ سلور جبلی تقریبات کے موقع پر مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی 227 شخصیات کو بلا تفریق مذہب وملت اور مکتبہ فکر ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اعزاز وتوصیفی اسناد سے نوازا گیا جس سے یہ پیغام گیا کہ ہندوستان میں ایک ایسا تھنک ٹینک ہے جو کہ علم وتحقیق اور نیکی کے فروغ میں سبھی کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور وہ سب کا ہے۔

اس موقع پر ماہرین کی تقریباً تین درجن کتابیں بھی ریلیز ہوئیں جو کہ یقیناً اس کی کتابوں کی لمبی فہرست میں بیش قیمت اضافہ ہے۔ آئی او ایس سابق بدستور ان تمام پروگراموں کی تفصیلات پر مشتمل کتابیں بھی منظر عام پر لائے گا۔

سلور جبلی تقریبات کے دوران جو پروگرام منعقد ہوئے وہ یقیناً تاریخ ساز تھے۔ ویسے قابل ذکر ہے کہ آئی او ایس نے اپنے 25 سالہ دور میں اس رُجحان کو بڑھایا ہے۔ گزشتہ 2010ء کی سرگرمیوں کے کلینڈرز پر نظر ڈالتے ہی یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اس دوران جو پروگرام ہوئے وہ بھی بہت ہی اہم وغیر معمولی تھے۔

2010ء کے رُجحان ساز پروگراموں میں دو روزہ ''عالمی تہذیب کو اسلام کا تحفہ'' (کالی کٹ)، دوروزہ ''اقتصادی مندی — آپشنز کی تلاش'' (دہلی)، دو روزہ ''بشیریت کے چیلنجز'' (چنئی)، یک روزہ ''اسلامی تناظر میں خواتین کے تعلق سے مغرب کی سوچ'' (کولکاتہ)، دوروزہ ''مسلم ذہن کا بحران'' (پٹنہ)، دوروزہ ''فقہ الاقلیات'' (لکھنؤ)، دوروزہ ''اسلام میں ادبِ اختلاف'' (دیوبند) اور یک روزہ ''ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی ایمپاورمنٹ کا روڈ میپ'' (دہلی) قابل ذکر ہیں۔ آخر الذکر سیمینار کے موقع پر آئی او ایس سکریٹری جنرل ڈاکٹر ظہور محمد خاں کی تصنیف کردہ فکر انگیز کتاب ''ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی ایمپاورمنٹ'' کا بھی اجراء دہلی کی وزیر اعلیٰ محترمہ شیلا دکشت کے ذریعے ہوا۔ اس سال دیگر پروگراموں کے دوران متعدد کتابوں کا اجراء بھی ہوا جن میں عبدالحمید احمد ابو سلیمان کی ''جزیرۃ البنین'' شامل ہے۔ دیگر پروگراموں میں ''والدین کی ذمہ داری اور بچوں کی نشوونما''، ''حق تعلیم قانون''، ''گلوبل تہذیب کے تعلق سے قرآنی ریمارکس''، ''لڑکیوں کی تعلیم''، ''فرقہ وارانہ تشدد قانون''، ''مردم شماری 2011ء''، ''ہندوستان میں انتخابی اصلاحات کے لئے مہم''، ''قرآن کریم کی تفہیم''، ''اجودھیا معاملہ پر فیصلے اور سماج کا ردعمل'' اور ''آئین کے بچاؤ میں سماج کا رول'' شامل ہیں۔

بحیثیت مجموعی یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ملت اسلامیہ ہند میں جہاں متعدد تنظیمیں اور ادارے تو موجود تھے مگر تھنک ٹینک کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا تھا، آئی او ایس نے مختلف ایشوز کے معروضی تجزیئے کے سلسلے کو شروع کیا اور ان کے حل کے لئے راہیں سجھائیں۔ اس لحاظ سے آئی او ایس قرآنی تناظر میں رُجحان سازی کی علامت بن کر سامنے آیا ہے نیز آئین ہند کے Affirmative Action کی روح کو اُجاگر کرتے ہوئے میدانِ عمل کا نمونہ بن کر اُبھرا ہے اور اس کی حیثیت کو ملی، قومی و بین الاقوامی طور پر تسلیم بھی کیا جارہا ہے۔

سمپوزیم اور سمینار کے ساتھ ساتھ شامِ مذاکرہ جیسے پروگرام کے ذریعہ عام لوگوں کو بنیادی واہم ایشوز سے قریب کرنے کی کوشش بھی بہت ہی قابل قدر ہے۔ اس کا ایک بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے مسلم صورتِ حال کو اعداد وشمار کے حوالے سے 1991ء سے کلینڈر کی زبانی ہر سال بڑے ہی مؤثر انداز میں پیش کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ قومی و عالمی مسلم صورتِ حال مختلف شعبہ حیات میں ان کلینڈروں سے ایک ہی نظر میں کھل کر سامنے آجاتی ہے اور کلینڈر دیکھتے دیکھتے ایک شخص مسلمانوں کی صورتِ حال سے اسی وقت واقف ہو جاتا ہے۔

ماضی کے تلخ وشیریں تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، حال کی فکر کرتے ہوئے اور مستقبل کا لائحہ عمل بناتے ہوئے اس تھنک ٹینک نے نئی نسل کو بھی ٹارگیٹ کیا ہے۔ انہیں اسکالر شپ کے ذریعہ معاونت کرنے کے ساتھ ساتھ مستقبل کے تانے بانے میں نئے نئے پروجیکٹس میں لگانے کے بعد اب اس نے دہلی سے قریب پلول میں 14-2013ء سے ایک ایسی یونیورسٹی شروع کرنے کا ارادہ کیا ہے جہاں سے معروضیت کا سبق لے کر نئی نسل نکلا کرے گی۔

بقول ڈاکٹر محمد منظور عالم، آئی او ایس نے اپنے پہلے 25 برس فکر اور حکمت عملی بنانے میں لگائے اور اس کے آئندہ 25 برس اس فکر اور حکمت عملی پر عمل پیرا ہونے میں لگیں گے۔ جذبات سے اوپر اٹھ کر اسلامی تناظر میں گہرائی وگیرائی کے ساتھ تھنک ٹینک کے طور پر نئے نئے آئیڈیاز کو بنانا، موجودہ مسائل کو سلجھانا، رجحان سازی کو اُبھارنا، ادارہ سازی اور ان کے مواد کو فراہم کرنا اور ماہرین، دانشوروں اور اہل الرائے کے درمیان رابطہ پیدا کرانا آئی او ایس کا مشن ہے اور وہ اس میں پوری یکسوئی سے مصروف ہے۔ ◻◻

> بحیثیت مجموعی یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ملت اسلامیہ ہند میں جہاں متعدد تنظیمیں اور ادارے تو موجود تھے مگر تھنک ٹینک کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا تھا، آئی او ایس نے مختلف ایشوز کے معروضی تجزیئے کے سلسلے کو شروع کیا اور ان کے حل کے لئے راہیں سجھائیں۔ نیز آئین ہند کے Affirmative Action کی روح کو اُجاگر کرتے ہوئے میدانِ عمل کا نمونہ بن کر اُبھرا۔

باب دوم

خصوصی انٹرویوز

- ڈاکٹر محمد منظور عالم، چیئرمین، آئی او ایس
- پروفیسر ظہور محمد خاں، سکریٹری جنرل، آئی او ایس

''سلور جبلی تقریبات کے 14 پروگرام 25 سال کی کاوش کا نتیجہ ہیں''

آئی او ایس بانی چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم سے خصوصی بات چیت

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) جس کی یک سالہ سلور جبلی تقریبات متعدد مقامات اور مختلف موضوعات پر بین الاقوامی کانفرنسوں کے بعد 13-15 اپریل 2012ء کو نئی دہلی میں اختتام پذیر ہوئیں، اب قومی وبین الاقوامی طور پر محتاج تعارف نہیں رہا۔ اس نے گزشتہ 25 برسوں میں معروضی مطالعہ اور تجزیئے کے ذریعے رُجحان وادارہ سازی کا بڑا کام کیا ہے۔ سلور جبلی تقریبات کی تکمیل پر ایڈیٹر آئی او ایس خبرنامہ خورشید عالم نے اس کے بانی چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم سے پورے ملک میں علمی وتحقیقی طور پر دھوم مچادینے والی سرگرمیوں، اس کے اثرات اور آئی او ایس کے مستقبل کے بارے میں تفصیل سے بات چیت کی جس کے اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں:

سوال: آج سے 26 سال قبل آپ کے ذہن میں ایک تھنک ٹینک کا خیال کیوں، کیسے اور کس طرح آیا؟

جواب: 72-1971ء کی بات ہے۔ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہا تھا۔ مجھے اپنے مضمون کے علاوہ دیگر موضوعات کے مطالعہ کا بھی شوق تھا، اور اسی دوران ایک ایسی کتاب پڑھنے کو ملی جو کہ پس پردہ دنیا کو کنٹرول کرنے سے متعلق تھی۔ اس کتاب کے مطالعہ نے میرے ذہن پر تعمیری اثر ڈالا اور یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ جب ہندوستان کے آئین کے Preamble میں انصاف، برابری، آزادی اور اخوت کو ایک خاص مثبت انداز میں رکھا گیا ہے تو پھر یہ اصول اس ملک کے اندر کیوں ناپید ہوتا جارہا ہے یا اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ دوسری جانب یہ سوال بھی ذہن میں ابھرا کہ جب قرآن اس بات پر زور ڈالتا ہے کہ انصاف، اخوت، مساوات اور عدل قائم کرنے کے لئے اہل ایمان کو کوشش کرنی چاہئے تو آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کے اندر قرآن کی اس تعلیم کی روشنی میں کوئی بڑا کام نہیں ہو پا رہا ہے؟ اس طرح آئینی اور قرآنی دونوں ہی تصورات نے مجھے سوچنے کا موقع فراہم کیا اور اسی پس منظر میں میں نے مختلف پہلو سے مطالعہ شروع کیا۔

اس مطالعہ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ آئین ہند کے مختلف Provisions اس ملک کے شہری کو برابری کا حق دے رہے ہیں، اپنی اپنی شناخت کو محفوظ رکھنے کی گارنٹی فراہم کر رہے ہیں نیز اسی کے ساتھ تعلیم فراہم کرنے کی گنجائش رکھ رہے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی تعصب، تفریق اور ناانصافی ہر سطح پر نظر آرہی ہے۔ جمہوریت کے تینوں ستون مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کے مضبوط ہونے کے باوجود عملی طور پر اس سے استفادہ کرنے یا اس کے دائرے میں شامل ہو کر مستفید ہونے سے کمزور طبقات بالخصوص مسلمان خاص طور سے محروم ہو رہے ہیں، آخر کیوں؟ دوسری طرف قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''تم کو بہترین گروہ کی شکل میں پیدا کیا''۔ ظاہری بات ہے کہ بہترین گروہ کو عوام کے لئے، بنی نوع انسان کے لئے اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور اسی لئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی بات کہی گئی ہے۔ لیکن ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ ہر ملک اور ہر تنظیم نے خود اپنی رسی بنالی ہے اور اپنی اسی رسی کو مضبوطی سے تھام رہے ہیں مگر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے ایک ساتھ پکڑنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ مسلمانوں میں یہ بیماری بھی پیدا ہوئی کہ وہ حسب ونسب کا بہت خیال کرنے لگے اور تقویٰ کا پہلو کمزور ہوتا چلا گیا۔ یہ اور اس طرح کے دیگر سوالات میرے ذہن میں ابھرنے لگے اور بے چینی پیدا کرنے لگے۔ اسی کے نتیجہ میں یہ خیال ہوا کہ ملک کے آئین کا گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہئے، ملک کے قوانین اور سماجی ڈھانچے کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے، ملک کے مختلف طبقات کے Non-Interactive عناصر اور ان کے سماجی اور نفسیاتی پہلو کو بھی جاننا چاہئے، ملک کی ڈیموگرافی اور سماج کے وہ نظریات اور اعتقادات جو مختلف طبقات میں پائے جاتے ہیں، ان کو بھی سمجھنا چاہئے، ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کی تنظیموں کی فطرت، طریقہ کار، تنظیمی ڈھانچے اور ان کے موجودہ اور مستقبل کے فوکسڈ دائرے کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ غور وفکر کا یہ کام 1972ء سے لے کر 1984ء تک مختلف انداز میں ہوتا رہا۔

ڈاکٹر محمد منظور عالم سے بات چیت کرتے ہوئے خورشید عالم

اس مطالعہ کا ہمارے ذہن پر یہ اثر ہوا کہ آئین ہند کے تحت اسلام کے صحیح پیغام کو پہنچانے کا راستہ مکمل طور پر کھلا ہوا ہے۔ سماجی برائیوں اور اونچ نیچ کے رشتے یا پیمانے جو بنے ہوئے ہیں اسے ختم کرنے یا کم کرنے کی پوری گنجائش موجود ہے۔ ان ضروری چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کے نتیجہ میں ایک خاکہ ابھرا کہ مختلف میدانوں میں مسلم تنظیمیں اور ادارے چاہے جس نام اور جس شکل سے بھی کام کر رہے ہیں ان کے

نقائص کو بیان کرنے کی ہرگز کوشش نہیں ہونی چاہئے۔ ان سے آپس میں تو گفتگو ہو سکتی ہے لیکن انہیں عوامی کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور جو میدان خالی ہے اس میں تحقیق اور تجزیہ کے ذریعہ آئین ہند کی روشنی میں کلام اللہ اور سنت رسولؐ کی پیروی کرتے ہوئے عوام تک حقائق لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی اصول کے تحت اس انسٹی ٹیوٹ کا خاکہ بنا۔ اس خاکہ کو اس وقت کی معروف شخصیات جو میرے علم میں تھیں، کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ ملک اور بیرونِ ملک کی 70 قابل ذکر اور اہم شخصیات تھیں۔ ان میں تقریباً 30/35 افراد کے جواب موصول ہوئے اور ان سب نے اس خاکہ کو اصولی طور پر پسند کیا مگر اکثریت نے یہ بات کہی کہ یہ خاکہ بہت ہی پُرعزم ہے جس پر عمل کرنا مشکل ہوگا بلکہ بعض افراد نے یہ بھی کہا کہ یہ ناممکن ہوگا۔ وہ جواب جس میں عزم والی بات تھی نے مجھے بڑی قوت بخشی کہ میں اسے ایک چیلنج کے طور پر قبول کروں اور اللہ کی مدد تلاش کروں۔ اس طرح یہ ادارہ 13 اپریل 1986ء کو قائم ہوا جو کہ کسی سے نہ مقابلے کے لئے اور نہ کسی پر تنقید کے لئے اور نہ کسی کی کمزوریوں کو طشت ازبام کرنے کے لئے ہے بلکہ ان کے اچھے کاموں کو سراہنے اور ان کی معاونت کرنے کے لئے ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) کو قائم کرتے وقت یہ بات بھی واضح تھی کہ ملک کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد خاص طور سے پڑھے لکھے لوگوں کی ایسی ہے جو کہ کسی تنظیم یا کسی آئیڈلوجی سے کوئی گہری وابستگی نہیں رکھتی ہے۔ اس لئے شروع سے ہی یہ بات پلاننگ میں شامل رکھی گئی کہ ہم ان لوگوں تک پہنچیں۔ اس لئے جب یہ ادارہ قائم ہوا تو میں نے ملک بھر کا دورہ کیا۔ مختلف شہروں میں پریس کانفرنسیں کیں۔ مختلف میدانوں کی اہم شخصیات بشمول مسالک کے اہم ذمہ داروں سے ملاقات کر کے تبادلۂ خیال کیا۔ ان ملاقاتوں نے ہمیں ایک نئی سوچ اور گہرائی و گیرائی عطا کی جو کہ مستقبل کے لائحہ عمل اور پلاننگ کو تیار کرنے میں مددگار ثابت ہوئی۔ میں نے 1984-85ء میں پانچ ماہ تک ملک کی متعدد شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔

سوال: آپ 2011-12ء میں یک سالہ سلور جبلی تقریبات کے دوران ملک کی مختلف ریاستوں میں کل 14 موضوعات پر ہوئی بین الاقوامی کانفرنسوں کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

جواب: یہ ایک سال کے 14 پروگرام 25 سال کی کاوش کا نتیجہ ہیں جو آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی ہیں، قلب کو سکون دیتی ہیں اور سوچ کو جلا بخشتی ہیں۔ دراصل آئی او ایس کا مقصد کانفرنسوں و دیگر پروگراموں کے ذریعے ملک کی عوام بالعموم اور مسلمان بالخصوص کو آگاہ کرنا اور واقفیت فراہم کرتے ہوئے نئے مسائل سے دوچار ہونے کا عزم پیدا کرنا ہے۔ یہ حقیقت

ڈاکٹر محمد منظور عالم خوشگوار موڈ میں

کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ان پروگراموں نے قرآن کی ہدایات کی روشنی میں اور دستور ہند میں دیئے گئے اس ملک کے عوام، اقلیتوں اور مسلمانوں کو تمام پرویژنز (Provisions) سے فائدہ اٹھانے اور مستقبل کو سنوارنے کا حوصلہ دیا ہے۔ مجھے بڑا اطمینان اور یقین ہے کہ انشاء اللہ آئندہ نسل اس کام کو جاری و ساری رکھنے کی بھرپور کوشش کرے گی۔

سوال: فکری و عملی سطحوں پر ان کانفرنسوں کے ذریعہ آئی او ایس نے ملک و ملت کو کیا دیا؟ اس نے کیا نئے رُجحانات بنائے، نیز کیا اثرات مرتب کئے؟

جواب: کانفرنس چاہے بین الاقوامی ہو یا ملکی یا علاقائی، اس طرح کی کانفرنسوں میں عموماً مسئلہ کی آگاہی کرنا، عوام میں بیداری لانا، علماء اور دانشوروں کو سوچنے کی دعوت دینا، طلباء و طالبات میں عزم پیدا کرنا، حکومت کی سطح پر حقوق کے بارے میں پائی جانے والی بے چینی کے بارے میں خبر کرنا اور ملت اسلامیہ کو خیر امت کی حیثیت سے اقدامی اور مثبت پہلو پر غور کرانا اور اپنا بھولا ہوا سبق جو گمشدہ میراث ہے کو یاد کرانا ہے اور اس سمت میں جو بھی کوششیں ہو رہی ہیں، اس کو مہمیز دینے کی کوشش ہوتی ہے۔ کوئی قوم اور ملک اس وقت تک ترقی نہیں کرتا جب تک کہ اس کی سوچ اور فکر میں بیداری پیدا نہیں ہوتی لیکن وہ سوچ اور فکر بیکار ہے جو عوام کو بیدار نہیں کرتی۔ افسوس وہاں ہوتا ہے جہاں واقفیت کے بعد اس کو حل کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ آئی او ایس نے لوگوں کے اندر تڑپ پیدا کرنے، نوجوانوں میں نیا عزم لانے، ملک کی سبھی اکائیوں خواہ وہ مذہبی و لسانی ہو یا مختلف ذات، قبائل اور برادری میں بٹی ہوئی ہو، ان کو انسانیت کے زاویے سے سوچنے کا موقع اور غور و فکر کرنے کے لیے اکسانے کی کوشش کی ہے اور یہ سلسلہ مستقل جاری ہے۔

سوال: ان سرکاری و غیر سرکاری اداروں کے نام بتائیں جن سے آئی او ایس ربط میں ہے یا جو آئی او ایس سے ربط میں ہیں؟ کیا یہ سلسلہ عالمی سطح پر بھی متعدد اداروں کے ساتھ بھی قائم ہے؟

جواب: سرکاری، نیم سرکاری اور بین الاقوامی اداروں سے علمی معلومات اور اعداد و شمار حاصل کرنے کے سلسلے میں ہم لوگ ہمیشہ ربط میں رہتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک این جی او ہے اور یہ این جی او اپنے اغراض و مقاصد کے تحت ملک و ملت کے مسائل پر کام کرنے کی کوشش کر رہی ہے، لہٰذا اسی روشنی میں روابط بھی قائم کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئی او ایس کا تعلق سرکاری، نیم سرکاری، غیر سرکاری، بین الاقوامی اور علاقائی اداروں سے برابر رہتا ہے۔

سوال: متعدد ممتاز شخصیات، ماہرین و دانشوروں کے نام بتائیں جو کہ تاسیس

سوال: آئی او ایس سے لے کر آج تک اس سے کسی نہ کسی شکل میں وابستہ ہیں؟

جواب: چاہے وہ علماء کرام کے بڑی شخصیات ہوں جو 25/26 سالوں میں مصروف رہی ہوں اور ان میں سے بعض اللہ کو پیاری ہوگئی ہوں، یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز ہوں، سرکاری ادارہ ہوں، مختلف سطح پر پلاننگ کرنے والے افراد ہوں یا تاجر ہوں، یونیورسٹیوں کے اساتذہ ہوں، طلباء و طالبات ہوں، ان سبھی کیٹگری کے لوگوں سے آئی او ایس کی تاسیس سے لے کر آج تک مسلسل روابط قائم ہیں اور یہ مضبوط و مستحکم ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ روابط خواہ وہ کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہوں، کسی بھی آئیڈیالوجی کے حامل ہوں، کسی بھی گروہ سے تعلق رکھتے ہوں بالخصوص علمی کاموں اور سماجی مسائل سے جوجھنے والے افراد ہوں، ان سبھی سے برقرار ہیں گے۔

سوال: وہ ملکی، قومی، اقلیتی، حقوق انسانی و ملی حقوق جن کو اٹھانے میں آئی او ایس کو فخر ہو سکتا ہے، کے بارے میں براہِ کرم بتائیں؟

جواب: آئی او ایس ایک ایسا ادارہ ہے جو فخر کی بنیاد پر تو کام نہیں کر رہا ہے مگر ملت کو فخر و وقار دلانے کے لئے کوشاں ضرور ہے۔ مسلم عورتوں کو جائیداد میں حقوق کا معاملہ ہو، اقلیتوں کے مختلف ایشوز چاہے وہ جان و مال، پاور شیئرنگ، ایمپاور ہونے کا معاملہ ہو، اسلامی قانون اور اس کے مختلف پہلو پر غور کرنے کی بات ہو، ملک میں پھیلی ہوئی بداخلاقی بالخصوص ہم جنسی کا معاملہ ہو، تعلیمی، اقتصادی اور سماجی سمیت مختلف پہلوؤں کا معاملہ ہو، مسلمانوں کے مختلف مسائل کا تجزیہ ہو، مستقبل کے نوجوانوں کو اسلامی نقطۂ نظر سے لیڈر شپ جو مثالی ہو سکتی ہے کا معاملہ ہو، اوقاف کی جائیداد، اس کی ترقی اور انتظام کا معاملہ ہو، مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان باہمی اعتماد پیدا کرنے کا معاملہ ہو، ریسرچ میتھاڈولوجی کو اسلامی زاویے سے پیش کرنے کا معاملہ ہو اور دیگر میدان ہوں، یہ سب کچھ آئی او ایس کی کوششوں کے دائرے میں ہیں۔

سوال: آئی او ایس کا مستقبل کیا ہے؟ کیا آپ مطمئن ہیں کہ آپ نے جو پودا لگایا ہے وہ مستقبل میں پھلتا پھولتا رہے گا، ٹھیک اسی طرح جس طرح بریٹانیکاانسائیکلوپیڈیا کا پرنٹ ایڈیشن 244سال تک زندہ رہا؟

جواب: آئی او ایس کا مستقبل بہت ہی شاندار ہے۔ اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ جو حشر بریٹانیکا انسائیکلوپیڈیا کا ہوا، وہی آئی او ایس کا ہوگا۔ ویسے مستقبل کی خبر صرف اور صرف اللہ کو ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ کون سی چیز کب تک دنیا میں رہے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی ایک چیز پر آئی او ایس جدوجہد نہیں کر رہی ہے بلکہ انسانیت کے فروغ کے لیے جتنے بھی دائرے ہو سکتے ہیں وہ سب اس کی سوچ کے حدود میں ہے اور جہاں اس کے دائرے میں مستقبل قریب میں ایک مثالی یونیورسٹی بھی قائم کرنا ہے۔ مختلف میدانوں میں مسلمانوں کے لیے جو کام نہیں ہوا، وہاں ادارہ بنا کر کام شروع کرنا ہے۔ اسے ہی ادارہ سازی کہتے ہیں۔ ان ایجنڈا کو پورا کرنے کے لیے نئی نسل کی تعلیم و تربیت، تغیرات زمانہ کا علم اور اخلاقی پہلو سے اس کی تربیت، اس کے اندر تڑپ و اُمنگ اور جذبہ قربانی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے زیور اخلاص سے آراستہ کرنا ہے۔

انہی سب بنیادوں پر مجھے آئی او ایس کے مستقبل کے تابناک ہونے پر ادنیٰ سا بھی شک وشبہ نہیں ہے۔ آئی او ایس کی بنیاد ذات پر نہیں بلکہ افراد کے مشورے پر رکھی گئی ہے جسے ملک کی سوسائٹی ایکٹ کے تحت باضابطہ رجسٹرڈ کرایا گیا ہے جہاں 100 ارکان پر مشتمل جنرل اسمبلی 11 افراد کو گورننگ کونسل کے طور پر منتخب کرتی ہے اور گورننگ کونسل چیئرمین کو منتخب کرتی ہے اور آپسی مشورے سے دیگر عہدہ داران کو نامزد کیا جاتا ہے۔ آئی او ایس نے 23 اکیڈمک کمیٹیاں قائم کی ہے جو مختلف میدانوں میں کام کر رہی ہیں جن میں لیکچرار، پروفیسر اور ریٹائرڈ افراد نیز دیگر ماہرین سب ہی شامل ہیں۔ اس لیے مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ آئی او ایس کا روٹین ورک کبھی متاثر نہیں ہوگا اور یہ نسل در نسل جاری رہے گا اور اس کے سرچشمہ سے سبھی لوگ بلاتفریق مذہب و ملت فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔□□

(صفحہ 64 کا بقیہ)

5- آئی او ایس عملدر آمد کے لئے متعدد کمیشنوں اور رپورٹوں کے جائزے کی غرض سے ضروری اقدامات کرے۔

6- آئی او ایس اقلیتوں کی صلاحیت، ہیریٹیج اور ترقی میں ان کے رول کی جانب کارپوریٹ سیکٹر کی توجہ مبذول کرانے کے لئے ذرائع بتانے کی غرض سے ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔

7- اپنے ایجنڈہ کو آگے بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ آئی او ایس کے دیگر اداروں وتنظیموں سے روابط کی ضرورت کا اعادہ کیا جائے۔

اور اس پر غور وفکر کیا جائے۔ ریسرچ اور سروے کے ایشوز کو پالیسی اور پروگراموں کے ترجیحی سیکٹر کا حصہ بننا چاہئے۔

8- سماج کے سبھی طبقات کے درمیان بیداری پیدا کرنے اور اگر ممکن ہو تو متاثر افراد کو ضروری ریلیف پہونچانے کے لئے قانونی امداد (لیگل ایڈ) کو بہتر بنانے کی غرض سے قانونی امداد سیل (لیگل ایڈ سیل) قائم کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ معصوم مسلم نوجوان جن پر چارج شیٹ کی گئی ہے کے معاملے کو روز بروز کی بنیاد پر نمٹایا جائے۔

9- آئی او ایس ہندوستان میں اوقات کی املاک کے شعبوں میں مسلمانوں کے ایشوز سے متعلق ایجنسیوں سے تعاون کرے۔ اس سیکٹر کو توجہ کی اشد ضرورت ہے۔

10- ایسا محسوس کیا جاتا ہے کہ دیگر تدابیر کے ساتھ سچر کمیٹی اور رنگا ناتھ مشرا کمیشن کی سفارشات پر عملدر آمد اور اس کے اثرات کے لحاظ سے تجزیہ اور جائزہ لینا چاہئے۔□□

''سلور جبلی تقریبات کے دوران آئی او ایس نئی نسل اور اصحاب فکر کو قریب لانے میں کامیاب رہا''

آئی او ایس سکریٹری جنرل پروفیسر ظہور محمد خاں سے خصوصی گفتگو

معروف دانشور، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی میں شعبۂ سیاسیات کے سابق استاد ڈاکٹر ظہور محمد خان جو کہ آئی او ایس کی تاسیس کے تین برس بعد 1989ء میں اس سے منسلک ہوگئے اور فی الوقت اس کے سکریٹری جنرل ہی نہیں بلکہ پالیسی ساز افراد میں سے ہیں اور ملک وملت نیز بین الاقوامی ایشوز پر گہری نظر رکھتے ہیں، ایڈیٹر آئی او ایس خبر نامہ خورشید عالم نے خصوصی ملاقات کے دوران اس تھنک ٹینک کے تعلق سے متعدد اہم وغیر معمولی سوالات کئے جسے نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔

سوال: جامعہ ملیہ اسلامیہ جیسے ملک کے ذی وقار تعلیمی ادارے سے ایک لمبے عرصہ تک وابستگی کے طور پر آپ مسلمانوں کے ذریعہ قائم کردہ تھنک ٹینک آئی او ایس جس سے آپ خو د بھی جڑے ہوئے ہیں کو ایک تھنک ٹینک کے طور پر کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اس کی جانب آپ کی کشش کے وہ کون کون سے فیکٹر محرک بنے؟

جواب: میں نے آئی او ایس سے جڑنے کا کوئی باضابطہ منصوبہ نہیں بنایا تھا۔ اس کا تعارف تو اتفاقیہ طور پر ہوا۔ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ڈین فیکلٹی آف لا تھا۔ یہ شاید 1989ء کی بات ہے۔ آئی او ایس کے زیر اہتمام ایک پروگرام میں معروف کشمیری حقوق انسانی رہنما ودانشور بلراج پوری کا لیکچر ہونا تھا، اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے اس پروگرام کی صدارت کرنے کے لئے کہا۔ دراصل یہاں سے میرا ان سے اور آئی او ایس سے ربط بڑھا۔ سچ تو یہ ہے کہ آئی او ایس کے اغراض ومقاصد کو سمجھنے سے پہلے ہی ڈاکٹر محمد منظور عالم کی شخصیت نے مجھے متاثر کیا۔ ان سے گفتگو کے بعد لگا کہ یہ جس راستے پر گامزن ہیں وہ میرے مزاج کے مطابق اور میرے مقاصد کے قریب ہے کیونکہ میں اسلام کو سمجھنا چاہتا تھا اور مسلم آبادی کے مسائل میں بھی میری دلچسپی تھی۔ آئی او ایس کا تعارف میرے نزدیک آہستہ آہستہ ہوا اور جیسے جیسے یہ سلسلہ بڑھتا گیا میری اس میں شمولیت بڑھتی گئی۔ خاص بات تو یہ ہے کہ یہاں کوئی جبر نہیں ہے، اپنی بات کہنے کا پورا موقع ہوتا ہے۔

سوال: آپ آئی او ایس کی 25 سالہ حیات وکارکردگی نیز ابھی حال میں مکمل ہوئی ایک یک سالہ سلور جبلی تقریبات کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ اس تعلق سے چند اہم نکات پر روشنی ڈالیں۔

ڈاکٹر ظہور محمد خاں سے گفتگو کرتے ہوئے خورشید عالم

جواب: سلور جبلی تقریبات کی ایک بڑی کامیابی یہ ہے کہ اس دوران جن لوگوں سے ہمارا رابطہ ہوا ہے وہ یکطرفہ نہیں ہے۔ جتنی کانفرنسیں ہوئیں وہ کسی نہ کسی آرگنائزیشن یا ادارے کے ساتھ مل کر کی گئیں اور کوشش اس بات کی کی گئی کہ اس کا پورا کریڈٹ اس آرگنائزیشن یا ادارے کو دیا جائے۔ اس تجربہ سے انسٹی ٹیوٹ کو بہت فائدہ ہوا اور وہ لوگوں کے بہت قریب ہوا جس کی وجہ سے لوگوں نے اسے سمجھا اور اسے انسانی وسائل (Human Resources) کو شناخت کرنے میں مدد ملی۔ سلور جبلی تقریبات کے تعلق سے ہمارے نزدیک اصل مقصد نئی نسل اور اصحاب فکر طبقات کو قریب لانا تھا۔ میرے خیال میں آئی او ایس اس مقصد میں کامیاب رہا۔ ہم لوگ اسلامی ورلڈ ویو کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلامی ورلڈ ویو تو اس میں وحدت تخلیق، وحدت خدا، وحدت انسانیت یہ سبھی آج کے مسائل کو دیکھنے اور انھیں حل کرنے میں ایک بنیاد فراہم کرتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعہ ہمیں ورلڈ ویو بھی مل جاتا ہے اور اس کو ثابت کرنے کا پورا سامان بھی ہوتا ہے۔ یہ کام تھوڑا مشکل اس لئے ہے کہ اسلامی روح اور آج کے مسائل ان دونوں کو ملا کر جب ہم بات کریں گے تو نقشہ صاف ہوگا اور تب آئی او ایس کا اصل رول سامنے آئے گا۔ اب تو اسلامی تناظر میں تھنک ٹینک کی بات چل پڑی ہے اور دور تک جائے گی۔ کل تک تو مسلمانوں کے حلقے میں تھنک ٹینک کا تصور ہی عنقاء تھا۔

سوال: آئی او ایس کے قیام سے قبل ملک میں متعدد علمی وتحقیقی ادارے، تنظیمیں اور لائبریریاں موجود تھیں۔ مسلمانوں کے علاوہ حکومتی وغیر حکومتی سطح پر بھی اسی طرح کے موضوعات پر کام ہو رہے تھے تو پھر آئی او ایس کے وہ کون کون سے کام ہیں جو ان اداروں کے کاموں سے اسے الگ کرتے ہیں اور اسے ممتاز مقام دیتے ہیں؟

جواب: جو سرگرمیاں پہلے ہو رہی تھیں وہ سیکولر کیریکٹر پر مبنی تھیں۔ یعنی سیکولرزم کے مغربی تصور سے قریب تر مذہب مخالف سوچ تھی جبکہ ہندوستان میں سیکولرازم کا تصور اس کے مخصوص خیال کی بات نہیں کرتا بلکہ سیدھے سیدھے قرآن وحدیث کے حوالے سے بات اور تجزیہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ آئی او ایس کے لئے اس وقت جو چیز سب سے اہم اور ضروری ہے وہ اس انداز سے انسانی وسائل کا دستیاب ہونا ہے جس کی کمیابی ہر وقت محسوس کی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا آئی او ایس کے علمی وتحقیقی کاموں کے اثرات ملک کے مختلف شعبہ جات میں بننے والی پالیسیوں اور ایجنڈوں نیز سماج کی دیگر تنظیموں کے علاوہ سوسائٹی کے عمومی رجحانات پر بھی پڑے؟

جواب: اس پر ابھی کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے کہ اس کا کیا اثر پڑا۔ لیکن جو Response آیا ہے اس سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ اس کا اثر پڑا۔ آئی او ایس کی سرگرمیوں کے حوالے سے پورے ملک سے یہ فرمائش آرہی ہے کہ اسی طرح کے پروگرام ہمارے یہاں بھی کیجئے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہماری بات پہونچ رہی ہے اور لوگ سمجھ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر آئی او ایس لیگل ریفارم، جوڈیشیل ریفارم، پولیس ریفارم، ایڈمنسٹریٹیو ریفارم اور الیکشن ریفارم وغیرہ دیگر ایشوز پر کام کر رہا ہے تو برابر یہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ اسے مزید کیجئے۔ اب تو ہم یہ کہتے ہیں کہ آئی او ایس جیسے مزید ادارے بنائیے اور ہم سے جڑیئے کیونکہ مسائل زیادہ ہیں اور انھیں اکیلے سمیٹا نہیں جا سکتا۔ ویسے انہی باتوں کے پیش نظر مختلف ریاستوں میں اس کے مزید چیپٹرس قائم کیے جا رہے ہیں۔

سوال: ان سرکاری وغیر سرکاری اداروں کے نام بتائیے جن سے آئی او ایس ربط میں ہے یا جو آئی او ایس سے ربط میں ہیں؟ کیا ربط کا یہ سلسلہ عالمی سطح پر بھی متعدد اداروں کے ساتھ بھی قائم ہے؟

جواب: عالمی سطح پر ہم اقوام متحدہ سے جڑے ہوئے ہیں۔ غیر ملکی زر تعاون حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس حکومت ہند کا سرٹیفکٹ ہے۔ انکم ٹیکس میں چھوٹ ہے۔ یہ سب چیزیں ہماری حیثیت کو بتاتی ہیں کہ ہم ایک بین الاقوامی ادارہ ہیں اور ہمارے تعلقات ملک وبیرون ملک مضبوط ہیں۔ جس طرح لوگ ہمارے یہاں آتے ہیں اور ویزیٹر بک پر جو لکھتے ہیں اس کو بھی دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اب لوگ سمجھنے لگے ہیں کہ آئی او ایس کو ایشوز سے دلچسپی ہے۔ حاشیہ پر رہ رہے طبقات کی فلاح سے دلچسپی ہے۔ جو لوگ ان سب میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ ہم سے جڑ رہے ہیں اور یہ سچ ہے کہ اس مہم میں ملک کا بہترین طبقہ ہم سے جڑا ہے۔

سوال: کچھ ممتاز شخصیات وماہرین کے بارے میں بتائیں جو کہ تاسیس آئی او ایس سے لے کر آج تک اس سے کسی نہ کسی شکل میں وابستہ رہے ہیں؟

جواب: بنیادی بات یہ ہے کہ ہم شخصیات کو بیچنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ رائٹس یعنی حقوق پر بات کرتے ہیں۔ ہم ایجوکیشن رائٹس اور لیگل رائٹس پر بات کرتے ہیں تو اس کے ممتاز افراد ہم سے جڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح جب سوشل چیلنج، اکنامی اور بینکنگ ودیگر ایشوز کے مرکزی موضوع کی بات کرتے ہیں تو ہندوستان کے اعلیٰ ترین دماغ میں سے کچھ نہ کچھ ہمارے ساتھ ضرور شامل ہیں۔

سوال: وہ ملکی، قومی، اقلیتی، حقوق انسانی وملی حقوق جن کو اٹھانے میں آئی او ایس کو فخر ہو سکتا ہے، ان کے بارے میں بتائیں؟

جواب: آئی او ایس نے اپنا نظریہ یہ رکھا ہے کہ ساری وہ باتیں ہوں جو حاشیہ پر رہ رہے لوگوں کو راحت پہونچائے۔ مسلمان اگر ملک میں اقلیت ہے تو وہاں اسے کیسے زندگی بسر کرنا چاہئے، یہ ایک اہم سوال ہے جو آج مسلم اقلیت کو درپیش ہے۔ امت مسلمہ کا 30 فیصد حصہ مختلف ملکوں میں اقلیت ہے۔ مسلم اقلیت کو یہ پریشانی اس لئے آرہی ہے کہ اسے نہیں معلوم کہ بحیثیت اقلیت اسے کس طرح رہنا چاہئے۔ پیدائشی طور پر ان کے ذہن میں یہ بات پیوست ہے کہ وہ حکمراں ہیں۔ یہاں ان کے اندر اقلیتی تصور ہی غائب ہے۔ اقلیتوں کو بحیثیت اقلیت کیسے رہنا چاہئے، آئی او ایس اس پر کام کر رہا ہے۔

سوال: آئی او ایس کا مستقبل کیا ہے؟ کیا آپ مطمئن ہیں کہ آئی او ایس جیسا یہ پودا اس عہد کے لوگوں کے نہیں رہنے کے بعد بھی بڑھتا ہوا ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرے گا ٹھیک اسی طرح جس طرح بریٹانیکا انسائیکلو پیڈیا 244 سال تک زندہ رہا۔

جواب: یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ ہم مستقبل کو سو فیصد امید کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس عقیدہ کو جلا ملتی ہے اس بات سے کہ آئی او ایس اس وقت جو سرگرمی کر رہا ہے وہ اس کی بساط سے بہت زیادہ ہے اور اگر کسی ادارے کی سرگرمی بڑھ رہی ہے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ آگے بڑھ رہا ہے اور لوگ اس کے ساتھ جڑ رہے ہیں۔ سلور جبلی تقریبات کے موقع پر کشمیر، پٹنہ اور کولکاتا میں یہ محسوس کر کے مجھے بے انتہا خوشی ہوئی کہ نوجوان ہماری بات سن رہے ہیں اور وہ ہم سے جڑ رہے ہیں۔ ہمارے پاس B ٹیم تیار ہے اور C ٹیم کی تلاش ہے۔ جو نسل جن خدشات کا اظہار کرتی ہے، آنے والی نسل اس سے زیادہ خطرات محسوس کرتی ہے لیکن یہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ آئی او ایس کی جتنی سکت اور بساط ہے، وہ اس سے زیادہ کام کر رہا ہے۔ لوگوں تک پہونچنا اور انہیں مزید قریب لانا ہمارا اصل مقصد ہے۔ جدید علوم کے دانشور اور علماء جو 300 سال میں نہیں ملے انھیں آئی او ایس نے ایک دوسرے سے قریب کیا، وہ طبقہ جو انگریزی نہیں سمجھتا لیکن پورا دن پروگرام میں بیٹھا تقریر سنتا ہے، یہ اپنے آپ میں ایک بہت بڑا کام ہے، اس نئے رجحان کو کیسے استعمال کریں، اس پر آئی او ایس کام کر رہا ہے۔ درحقیقت آئی او ایس نے جدید علوم کے دانشور وماہرین اور علماء کے درمیان اس برف کے پہاڑ کو توڑا ہے جو جامد تھا۔ یہ رجحان اگر جڑ پکڑ لیتا ہے تو خود آگے بڑھے گا اور ہر رجحان خود اپنی قیادت طے کرتا ہے۔ آئی او ایس نے ہر شعبہ میں اپنی موجودگی کا احساس کرایا ہے۔ نئے رجحان کو سامنے لانا اور انسانی وسائل کو استعمال کرنا اس کے بنیادی کام ہیں۔ □□

باب سوم

سلور جبلی تقریبات بین الاقوامی کانفرنسز

نمبر شمار	کانفرنسز	صفحہ نمبر
-1	کانفرنس-1، نئی دہلی، ''علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ''	21
-2	کانفرنس-2، نئی دہلی، ''ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات''	23
-3	کانفرنس-3، سرینگر، ''سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام''	25
-4	کانفرنس-4، نئی دہلی، ''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری''	27
-5	کانفرنس-5، پٹنہ، ''تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات''	29
-6	کانفرنس-6، بنگلور، ''گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت''	31
-7	کانفرنس-7، کولکاتہ، ''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''	33
-8	کانفرنس-8، چنئی، ''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز''	35
-9	کانفرنس-9، حیدرآباد، ''اسلامی آرٹ اور کلچر''	37
-10	کانفرنس-10، کالی کٹ، ''خواتین کو بااختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار''	39
-11	کانفرنس-11، کٹک، ''ہندوستان میں عدلیہ: اخلاقیات اور انصاف''	40
-12	کانفرنس-12، علیگڑھ، ''امن و ترقی: مذاہب کا کردار''	42
-13	کانفرنس-13، پونے، ''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''	44
-14	کانفرنس-14، نئی دہلی، ''اقلیتی شناخت و حقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز و امکانات''	46

”علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ“

(نئی دہلی، 17-15 اپریل 2011ء)

(دائیں سے) مولانا عبداللہ مغیثی، پروفیسر اے آر مومن، پروفیسر زیڈ ایم خاں، محترمہ ڈی پورن دیشوری، جسٹس اے ایم احمدی، ڈاکٹر ویرپا موئلی، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر ونے شیل گوتم

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) نے اپنی تاسیس کے 25 سال پورے ہونے پر یک سالہ سلور جبلی تقریبات کا فیصلہ کیا اور اس کا آغاز 17-15 اپریل 2011ء کو ”علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ سازی“ کے موضوع پر انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر، نئی دہلی میں سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس سے ہوا۔ اس کی صدارت آئی او ایس کے سرپرست اور سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس اے ایم احمدی نے کی۔ کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے مرکزی وزیر قانون وانصاف ڈاکٹر ویرپا موئلی نے کہا کہ ہندوستان علم اور ترقی کے معاملے میں آنے والی تین دہائیوں میں امریکہ کو پیچھے چھوڑ دے گا۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستان تیزی کے ساتھ دنیا کی سب سے بڑی نوجوان آبادی والا ملک بن رہا ہے۔ لہٰذا اس تناظر میں علم کی رسائی ہر فرد تک پہنچانے کے لئے ہندوستان کو تحریک آزادی جیسی ایک اور جدو جہد کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ علم کو کچھ مخصوص طبقوں اور مخصوص لوگوں کے دائرے میں محدود رکھنے کی روایت آج کے روشن خیال زمانہ میں بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے جو ترقی کی رفتار کو متاثر کر رہی ہے۔ ہر طبقہ اور ہر فرد پر محیط جامع ترقی پر زور دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ملک کی شناخت انفرادی حوالوں سے نہیں بلکہ تمام لوگوں کی مشترک ترقی، مشترک صلاحیتوں اور مشترک جدو جہد سے ہونی چاہئے اور عوام کو حکمرانی کا علامتی نہیں واقعی اور مکمل اختیار ملنا چاہئے۔

ڈاکٹر ویرپا موئلی نے آئی او ایس کی اس کوشش کو سراہتے ہوئے کہا کہ کانفرنس کے تمام موضوعات وسیع، مثبت اور جدید تصورات پر محیط ہیں اور ایک سال پر محیط ان سرگرمیاں کا پیغام پورے ملک میں ہر سطح پر اثر انداز ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ یہ دانشورانہ سرگرمیاں پالیسی سازی میں مدد فراہم کریں گی اور ملک میں ترقی کی سمت کو متعین کرنے میں معاون ہوں گی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ آئی او ایس ترقی کرے گا تو ملک ترقی کرے گا۔ لہٰذا اس تھنک ٹینک کو مضبوط اور مستحکم کرکے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

یوپی اے چیئرپرسن مسز سونیا گاندھی نے اس موقع پر اپنے ارسال کردہ پیغام میں آئی او ایس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ آئی او ایس نے ملک کے کمزور طبقات کے مسائل پر توجہ دلانے کے لئے اہم رول ادا کیا ہے۔ انھوں نے امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ مراحل میں بھی وہ ملک کی جامع ترقی کے لئے مثبت کوششیں جاری رکھے گا۔ وزیر مملکت برائے فروغ انسانی وسائل محترمہ پورن دیشوری نے بھی اس اجلاس کو خطاب کیا۔ انھوں نے کہا کہ علم اور ترقی کا موجودہ تصور محض معاشیات اور صارفیت (Consumerism) پر مبنی ہے جس کی وجہ سے ساری دنیا میں ناہمواری اور استحصال عام ہوگیا ہے اور اس سے امن کے قیام میں بھی دشواری پیدا ہو گئی ہے۔ لہٰذا اس طرح کی صورتحال میں آئی او ایس جیسے تھنک ٹینک کا سامنے آکر فکری، نظریاتی اور عملی بحث کا مختلف پروگراموں کے ذریعے شروع کرانا بڑا اہم اور قابل تعریف ہے۔

کانفرنس کے دوسرے دن دہلی ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس راجندر سچر نے کہا کہ دنیا میں بدامنی کی اصل وجہ

سماجی نابرابری اور ناانصافی ہے۔ عوامی بے چینی اب کسی نئے نظریہ کی تلاش میں ہے اور اسلام ایک بڑی نظریاتی قوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امن وترقی کے اسلامی تصور کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا یہ صحیح وقت ہے اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے کیوں کہ اسلام ہی امن ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئی او ایس کے ذریعے علم، ترقی اور امن کے پیش نظر مستقبل کے لئے خاکہ بنانے کی کوشش بروقت اور قابل تحسین ہے۔

ملیشیا کی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے سابق سربراہ پروفیسر ایم کمال حسن نے ترقی کے موجودہ نظریہ کے نقائص کو تفصیل سے پیش کیا اور اسے ایک ناکام نظریہ بتایا۔ انہوں نے کہا کہ ترقی کا مغربی ماڈل یک رخی ہے اور محض معاشی ارتکاز کے مقصد پر مبنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ترقی کی مادی تعبیر بھی تمام انسانوں کی ترقی کا ذریعہ نہیں بن رہی ہے۔ آج پوری انسانی دنیا گوناگوں مسائل سے دوچار ہے۔ ماحولیات کے مسائل ہیں، ثقافتی اور سماجی تنازعات ہیں اور سیاسی جبر نے لوگوں کی ترقی کی رفتار کو روک رکھا ہے۔ انہوں نے اس کے بالمقابل اسلامی تصور پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظریہ میں بہبود انسانی کے ٹھوس تصورات واضح اصطلاحوں کے ساتھ موجود ہیں۔ الفلاح کی قرآنی اصطلاح کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انسانی بہبود کے لئے اس سے زیادہ قوی اصطلاح کوئی اور نہیں ہوسکتی ہے۔ عقیدہ توحید کی سماجی تعبیر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ توحید انسانوں کے درمیان ہر طرح کی تفریق کو دور کرنے کی بنیاد ہے۔ آخرت کا تصور بدعنوانی اور ظلم وفساد کو ختم کرنے کے لئے داخلی تحریک دیتا ہے۔ نیشنل لاء یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر فیضان مصطفیٰ نے علم کے احیاء کے لئے ادارہ جاتی اصلاحات پر زور دیا اور تعلیم کے تصور کو وسیع کرنے کے لئے اسلامی تصور تعلیم کے مباحث پر توجہ دلائی۔ کانفرنس کے دوران کئی متوازی اجلاس منعقد ہوئے جن میں '21ویں صدی میں علمی معاشروں کی تشکیل'، 'معاصر دنیا میں ترقی کی حکمت عملی' اور 'گلوبلائزیشن کے دور میں امن' کے موضوع پر آئی آئی ایم کے فاؤنڈنگ ڈائریکٹر پروفیسر ونے شیل گوتم، جامعہ ہمدرد کے سابق پروفیسر علاؤ الدین احمد، آگرہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر منظور احمد، سابق وائس چانسلر جامعہ ہمدرد پروفیسر علاء الدین، معروف اسلامی دانشور ڈاکٹر کلب صادق، آریہ سماجی رہنما سوامی اگنی ویش اور کرسچین لیڈر جان دیال سمیت کئی دانشوروں نے اپنے اپنے مقالے پیش کیے۔

آخری دن اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے جج جسٹس مارکنڈے کاٹجو نے ہندوستان کو مختلف قوموں کا مسکن اور یہاں کی تہذیب کو مشترکہ تہذیب قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ ملک تارکین وطن کا ملک ہے اور یہاں 'کوئی باہر کی اولاد نہیں ہے' بلکہ ہم سب 'باہر کی اولاد' ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں مسلم اور مغل بادشاہوں نے حکمرانی کی مصلحتوں کے پیش نظر فرقہ وارانہ نفرت نہیں بلکہ خیرسگالی کی فضا قائم کی تھی جسے غلط تاریخ نویسی کی وجہ سے کافی نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں مختلف قوموں کے میل جول سے جو مشترکہ ثقافت فروغ پائی ہے اس کا تقاضا ہے کہ تمام لوگوں کے ساتھ منصفانہ اور مساویانہ سلوک کیا جائے۔ تمام طرح کے لوگوں کو اپنی ثقافت کے مطابق رہنے کا موقع دینے والے سکولرزم کے علاوہ ہندوستان کیلئے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے اور ناانصافی یا ایک دوسرے کو ذلیل ورسوا کر کے اس ملک کو نہیں چلایا جاسکتا ہے۔

کانفرنس میں سرکردہ علماء نے ندوۃ العلماء کے پرنسپل اور انٹیگرل یونیورسٹی لکھنؤ کے چانسلر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی کی صدارت میں علم، ترقی اور امن کے تصورات پر اسلامی تناظر میں بحث کی۔ انہوں کہا کہ علم کی بنیاد ایمان ہے کیونکہ تمام علوم اللہ کی بخشش ہیں اور علوم میں دین ودنیا کی تقسیم کرنا منطقی بات نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کی ایک آیت کے حوالے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایمان رکھنے والے لوگوں درجے بلند کرتا ہے۔ انہوں کہا کہ ایمان کی بنیاد پر حاصل ہونے والے علوم سے جو ترقی ہوتی ہے وہ جامع ترقی ہوتی ہے۔ اس میں نفس انسانی اور عالم انسانیت ترقی کرتا ہے جبکہ علوم کا غیر ایمانی اور دنیاوی تصور کچھ خاص پہلوؤں سے اور کچھ خاص طبقوں اور لوگوں کی ترقی کرتا ہے جس میں انسانی کردار کی ترقی کا تصور موجود نہیں ہے۔

جماعت اسلامی ہند کے امیر مولانا سید جلال الدین عمری نے علم کے اسلامی تصور کی بحث کو شروع کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نزدیک اصل علم وحی کی روشنی میں دنیا کو جاننے، سمجھنے نیز ترقی دینے کا علم حاصل کرنا ہے۔ علم کی تقسیم دین ودنیا کی بنیاد پر نہیں بلکہ نافع اور مضر کی بنیاد پر ہے۔ اسلام ایسے علوم کی جستجو، فروغ اور استعمال کی مخالفت کرتا ہے جو کسی نہ کسی انداز میں انسانی دنیا اور کائنات کے تمام عناصر کیلئے نقصان کا موجب ہوں۔ دوسری طرف وہ ایسے تمام علوم میں محنت وجستجو کرنے اور انہیں فروغ دے کر بروئے کار لانے پر زور دیتا ہے، جو انسانوں کے علاوہ حیوانات، چرند وپرند اور دیگر تمام مخلوقات نیز زمین وآسمان کی فضاؤں اور ان میں کارفرما قدرتی عوام کیلئے مفید ہیں۔ اس بحث میں مولانا عبدالوہاب خلجی، پروفیسر انیس چشتی، ڈاکٹر عبدالرشید اگوان اور پروفیسر محسن عثمانی نے بھی حصہ لیا۔ اس بین الاقوامی کانفرنس میں ہندوستان کے متعدد دانشوروں کے علاوہ سعودی عرب، ملیشیا، انڈونیشیا، کمبوڈیا اور بنگلہ دیش کے مندوبین نے شرکت کی۔

ان مباحث میں نیشنل لاء یونیورسٹی، کٹک کے وائس چانسلر پروفیسر فیضان مصطفیٰ، این سی ٹی ای کے چیئرمین پروفیسر اختر صدیقی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملیشیا کے سابق سربراہ پروفیسر کمال حسن، ایل بی شاستری سنسکرت ودیا پیٹھ کے پروفیسر سدیپ جین، دہلی یونیورسٹی کے ڈاکٹر ایچ پی گنگ نیگی، آئی آئی ایم کے فاؤنڈنگ ڈائریکٹر پروفیسر ونے شیل گوتم، جودھ پور یونیورسٹی کے پروفیسر کمار راجیو، جواہر لال نہرو یونیورسٹی سابق کے پروفیسر ایم ایچ قریشی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ڈاکٹر عرشی خان، این سی اے ای آر کے چیف اکنامسٹ ڈاکٹر ابوصالح شریف، آئی ڈی بی جدہ کے سابق ماہر معاشیات ڈاکٹر اوصاف احمد، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس بریلی کے چیئرمین ڈاکٹر طاہر بیگ اور چرچ آف نارتھ انڈیا کے مسٹر والسن تھمپو وغیرہ کے خصوصی لیکچر ہوئے۔ دہلی ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس راجندر سچر، آگرہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر منظور احمد، ہمدرد یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر علاء الدین احمد، مظہر الحق یونیورسٹی پٹنہ کے سابق وائس چانسلر پروفیسر قمر احسن اور آئی او ایس کے سکریٹری جنرل پروفیسر ظہور محمد خان نے کانفرنس کے مختلف سیشنوں کی صدارت کی۔ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اسلام نے بھی اس کانفرنس میں اپنے خیالات پیش کئے جن میں معروف شیعہ عالم مولانا کلب صادق بھی شامل ہیں۔□□

''ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات''

(نئی دہلی، 15-14 مئی 2011ء)

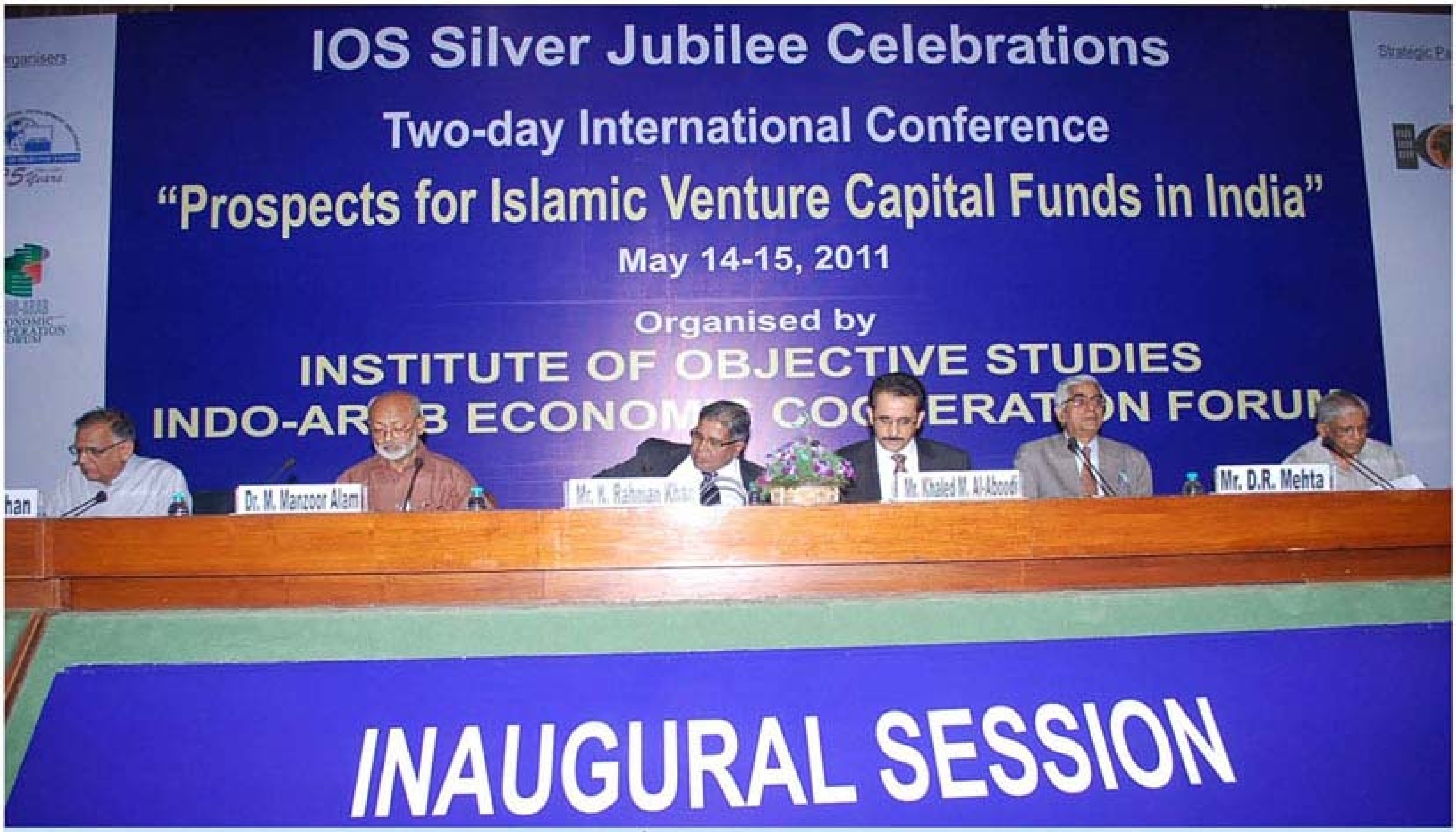

(دائیں سے) ڈاکٹر اوصاف احمد، ڈاکٹر ڈی آر مہتا، خالد ایم العبودی، کے رحمٰن خاں، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر زیڈ ایم خاں

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز اور انڈو عرب اکنامک کو آپریشن فورم کے مشترکہ اہتمام سے 14 اور 15 مئی 2011ء کو ''ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات'' کے موضوع پر ایک دو روزہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ آئی او ایس کی دوسری سلور جبلی کانفرنس تھی۔ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کے رحمٰن خان، ڈپٹی چیئرمین راجیہ سبھا نے فرمائی۔

صدارتی خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کے رحمٰن خان نے کہا کہ اسلامی معاشی نظام کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کسی انسان کا استحصال نہیں ہوتا۔ اس نظریہ میں خطرات (Risk) اور منافع (Profit) دونوں کے امکانات موجود ہیں۔ ان میں توازن اور تطابق کے لئے شراکت کے اصول پر عمل ضروری ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو مروجہ نظام سرمایہ داری اور اسلامی اصولوں پر مبنی نظام بنک کاری کے درمیان فرق پیدا کرتا ہے اور اُسے انسانیت کے لئے مفید، عملی اور کارگر بناتا ہے۔

انھوں نے اسلامی بینک کاری کی افادیت پر زور دیتے ہوئے کہا قرآن ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں رہ نمائی کرتا ہے اور اُس نے معاشی میدان میں بھرپور رہنمائی کی ہے۔ فاضل مقرر نے یہ بھی کہا کہ آئی او ایس فکری و عملی طور پر مختلف ایشوز میں جو رہنمائی کر رہا ہے وہ قابل قدر ہے۔

کانفرنس کا افتتاح SEBI کے سابق چیئرمین اور ریزرو بینک آف انڈیا کے سابق ڈپٹی گورنر ڈی۔ آر۔ مہتا نے کیا۔ انھوں نے اپنے افتتاحی خطبہ میں کہا کہ ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ شروع کئے جانے کے امکانات خاصے روشن ہیں۔ تاہم اس سے قبل ملیشیا اور دوسرے ممالک میں کئے جانے والے کامیاب تجربات سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستان میں معاشی ترقی کے لئے جو ماڈل سب سے زیادہ مناسب اور پاک وصاف ہے، وہ غیرسودی بنیادوں پر ترقی کا ماڈل ہے۔

اس موقع پر موجود اسلامی کارپوریشن برائے ترقی نجی زمرہ ہائے کار (I.C.D.) کے سربراہ خالد العمودی بھی موجود تھے۔ انھوں نے اس تقریب کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی اقتصادی نظام کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اور موجودہ زمانے میں یہ دنیا کے سامنے بہترین متبادل پیش کرتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جن ملکوں میں اسلامی بینک کاری رائج ہے وہاں اسلامی مالیاتی ادارے بین الاقوامی بازاروں کی حالیہ اقتصادی مندی سے محفوظ رہے ہیں۔

آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے آئی او ایس کی پالیسیوں کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک تحقیقاتی ادارے کے طور پر غیر سودی نظام معیشت کے قیام کے لئے پوری طرح یکسو اور کوشاں ہے۔ اس کو پورا یقین

(دائیں سے) شاداب مبین، فیاض احمد لون، ایم ایچ کھٹکھٹے، امتیاز الرحمٰن، روڈی پاک سک، مائک پر ڈاکٹر طاہر بیگ

ہے کہ غیر سودی معیشت ملک وملت دونوں کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

کانفرنس کے دوسرے دن پارلیمنٹ ہاؤس انیکسی میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) اور انڈو عرب ایکانومک کوآپریشن فورم کے زیر اہتمام کانفرنس کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹینٹس آف انڈیا(ICAI) کے صدر جی راما سوامی نے یقین دہانی کرائی کہ ان کا ادارہ اس تعلق سے آئی او ایس کو تحقیق و کھوج میں مکمل تعاون دے گا۔ آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے جی راما سوامی کی پیش کش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے میں جلد ہی عملی وقانونی اقدامات کئے جائیں گے۔ انہوں نے اس موقع پر نوجوانوں کی بڑی تعداد کی شرکت کو اسلامی مالیات کا روشن مستقبل بتایا۔

قبل ازیں دو پینل اجلاس ہوئے۔ پہلے اجلاس میں کانکورڈ (امریکا) سے آئے معروف کمپنی کانکورڈ کیپٹل پارٹنر کے بانی اور سی۔ ای۔ او۔ رُوڈی پاک سِک نے واضح طور پر کہا کہ اسلامی فنڈ منیجروں کا یہ خیال قطعی صحیح نہیں ہے کہ شرعی بنیادوں پر وینچر کیپٹل فنڈز لانچ نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ اپنی بات کی وضاحت میں انہوں نے معروف دانشور ڈاکٹر انس زرقاء کے حوالے سے اسلامی وینچر کیپٹل لین دین کے تعمیری پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ روڈی پاک سک نے کہا کہ ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات بہت روشن ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں آئی او ایس کے ذریعے کی جا رہی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ''آئی او ایس نے جس طرح جن مخصوص حالات میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات کے ایشو کو اٹھایا ہے وہ قابل تعریف ہی نہیں بلکہ فطری بھی ہے''۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں کامرس کے ریسرچ اسکالر فیاض احمد لون نے ''ہندوستان میں Entrepreneurs کے مالی تعاون'' کے موضوع پر اے ایم یو ہی کے پروفیسر انعام الحق کی سرپرستی واشتراک سے اپنے مقالہ میں واضح کیا کہ چند ممالک میں مالی تعاون فراہم کرنے والے ادارے منافع اور خسارہ دونوں میں شراکت کرتے ہیں جبکہ ہندوستان سمیت دیگر ممالک میں مالی تعاون دینے والے ادارے صرف منافع کے حصہ دار ہوتے ہیں اور خسارہ کا ذمہ دار صرف Entrepreneurs کو ہی بتاتے ہیں۔ اسلامی تناظر میں وینچر کیپٹل فنڈز کے موضوع پر یوٹی آئی ایسیٹ مینجمنٹ کمپنی ممبئی کے صدر امتیاز الرحمٰن اور نیشنل انٹر پرینیور شپ نیٹ ورک کے سابق مشیر شاداب مبین نے بھی اظہار خیال کیا۔ تاسیس (TASIS) ممبئی کے بانی ایم ایچ کھٹکھٹے نے اپنے صدارتی کلمات میں وینچر کیپٹل فنڈز کو اسلامی فکر سے ہم آہنگ بتایا۔ ایم ایچ کھٹکھٹے نے اظہار خیال کیا کہ مختلف ایشوز کے ساتھ ساتھ وینچر کیپٹل فنڈز جیسے ایشو کو بھی اسلامی تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کا آئی او ایس جیسے تھنک ٹینک نے اپنی سلور جبلی تقریبات کے دوران یقیناً ایک اچھا موقع فراہم کیا ہے۔

دوسرے پینل اجلاس میں ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈز کے امکانات پر اظہار خیال کرتے ہوئے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اکانومکس اینڈ ڈیولپمنٹ اسٹڈیز بریلی کے چیئرمین ڈاکٹر طاہر بیگ نے کہا کہ سود پر مبنی نظام اقتصادیات حقیقی معنوں میں مالیاتی دہشت گردی ہے کیوں کہ اس کے تحت کسی بھی شخص کو آزادانہ طور پر بزنس کی اجازت نہیں ہوتی اور انٹر پرینیور ہمیشہ دہشت اور خوف وہراس میں رہتا ہے جب کہ اسلامی مالیاتی نظام سبھی کو یکساں مواقع فراہم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں تاسیس بنگلور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر شارق نثار اور ویلتھ سیٹی چنئی کے سی ای او ڈاکٹر اے محمد اجمل نے بھی ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈز کو ہر طرح سے ممکن العمل بتایا۔ اس موضوع پر صدارت کرتے ہوئے یوٹی آئی کے امتیاز الرحمٰن نے کہا کہ اس تجربہ سے ملک وملت کو صحیح معنوں میں فائدہ پہنچے گا۔ ◻◻

(دائیں سے) ''اسلامی اقتصادیات ومالیات'' کا رسم اجرا کرتے ہوئے ڈی۔ آر۔ مہتا، مشتاق احمد علیگ، خالد العبودی، کے رحمٰن خان، ڈاکٹر اوصاف احمد، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر زیڈ ایم خان

''سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام''

(سری نگر، 5-3 جون 2011ء)

(دائیں سے) ڈاکٹر اوصاف احمد، عبدالواحد قریشی، پروفیسر طلعت احمد، کے رحمٰن خاں، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر نذیر احمد نذیر

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی تاسیس کے جشن سیمیں کی مناسبت سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز اور کشمیر یونیورسٹی کے زیر اہتمام ''سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام'' کے عنوان سے تیسری سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس 3 تا 5 جون 2011ء کو کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ تجارت و مالیاتی مطالعات میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کشمیر یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر طلعت احمد نے فرمائی اور کانفرنس کا افتتاح راجیہ سبھا کے ڈپٹی چیئرمین کے رحمان خان نے فرمایا جو کہ کانفرنس کے خصوصی مہمان تھے۔

پروفیسر طلعت احمد نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ بین الاقوامی بازار میں اسلامی بینک کاری اور بیمہ کے ادارے 10 سے 15 فیصدی فی سال کی شرح نمو سے ترقی کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اسلامی بینک کاری، اور غیر سودی مالیاتی ادارے اس تیزی سے مقبول ہو رہے ہیں کہ اس وقت دنیا کے 51 ممالک میں اسلامی مالیاتی ادارے موجود ہیں۔

انھوں نے مزید کہا کہ دنیا کے کئی مالیاتی ماہرین موجودہ مالیاتی بحران کی روشنی میں ایک متبادل کے طور پر غیر سودی اداروں کی وکالت کر رہے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کے ادارہ جاتی نظام اور دیگر ایشوز کے تعلق سے آئی او ایس نے جو بحث چھیڑ رکھی ہے وہ بہت ہی بروقت اور غنیمت ہے۔

راجیہ سبھا کے ڈپٹی چیئرمین کے رحمان خان نے کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کا کوئی مالیاتی نظام ادارہ جاتی حمایت کے بغیر نہ تو قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہی ترقی کر سکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اسلامی مالیات کو ادارہ جاتی نظام پر غور کرنا ہوگا۔ کھاتہ داری اور معیار کاری کے ادارے قائم کرنے ہوں گے تا کہ دنیا کے مالیاتی نظام کو ایک متبادل فراہم کیا جا سکے۔ انھوں نے کہا کہ گذشتہ تیس سال کے اندر ادارہ جاتی نظام کے فروغ پر غالباً توجہ نہیں دی گئی۔ ہندوستان کے حوالہ سے انھوں نے کہا کہ نہ تو ریزرو بینک آف انڈیا اور نہ ہی حکومت ہند نے غیر سودی ادارہ جاتی نظام کے وضع کیے جانے کی سمت کوئی قدم اُٹھایا ہے۔ ہمیں خود یہ نظام وضع کرنا ہوگا اور دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ اس نظام کے وضع کیے جانے کے لئے ماہرین معاشیات، کھاتہ داری اور معیار کاری کے ماہرین کو مل جل کر کوششیں کرنا ہوں گی۔ انھوں نے ہندوستان کے موجودہ مالیاتی نظام میں کوئی تبدیلی کیے بغیر، غیر سودی ادارہ جاتی نظام اپنانے کی وکالت کی۔ انھوں نے کہا کہ گو کہ

ہندوستان میں دنیا کے مسلمانوں کا دوسرا سب سے بڑا ارتکاز ہے لیکن ملیشیا یا سعودی عرب کا مالیاتی نظام یہاں جوں کا توں نہیں اختیار کیا جاسکتا۔ ماہرین کو RBI اور SEBI جیسے اداروں کے قانونی نظاموں کا مطالعہ کرنا ہوگا اور ان کی کارگردگی پر تنقیدی نظر ڈالنا ہوگا تاکہ متبادل نظام کے نقوش واضح کیے جاسکیں۔

آئی او ایس کے سکریٹری مالیات اور مشہور ماہر معاشیات ڈاکٹر اوصاف احمد نے اپنے کلیدی خطبہ میں کہا کہ موجودہ مالیاتی نظام کسی اخلاقی عنصر سے یکسر خالی ہے، غیر سودی مالیاتی نظام اس کمی کو پورا کرسکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس ضمن میں غیر سودی مالیاتی نظام موجودہ مالیاتی نظام پر برتری رکھتا ہے جس میں اخلاقی عناصر قرض کی طلب ورسد پر کارفرما ہوتے ہیں۔

کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ تجارت ومالیاتی مطالعات کے صدر ڈاکٹر نذیر احمد نذیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ سودی نظام پر قائم موجودہ نظامِ مالیات سٹے بازی کے رجحانات کو فروغ دیے جانے کی وجہ سے تنقید کا نشانہ رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ موجودہ مالیاتی بحران نے جو امریکا سے شروع ہوکر دنیا کے دوسرے حصوں میں پھیل گیا ماہرین مالیات اور معاشیات کو اس پر مجبور کردیا ہے کہ وہ اس نظام کے متبادل نظاموں کو تلاش کریں۔ اس ضمن میں اب ماہرین کی نظریں اسلامی بینک کاری کی طرف بھی اُٹھنے لگی ہیں۔

آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے بھی اس موقع پر خطاب کیا۔ انھوں نے اپنے خطاب میں انسٹی ٹیوٹ کی 25 سالہ کارکردگی اور جشن سیمیں کی مناسبت سے منعقد کیے جانے والے پروگراموں کی وضاحت کی۔ ڈاکٹر محمد منظور عالم نے اپنے خطاب میں اسلامی بینک کاری کی فتوحات کا تفصیل سے ذکر کیا اور کہا کہ اسلامی بینک کاری کی فتوحات کے سبب ہی روایتی بینک کاری کے ماہرین بھی غیر سودی بینک کاری کی طرف متوجہ ہورہے ہیں۔

افتتاحی اجلاس کا اختتام کشمیر یونیورسٹی کے رجسٹرار پروفیسر سید فیاض احمد کے ادا کیے ہوئے کلمات شکریہ پر ہوا جس میں انھوں نے ان تمام شخصیات کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ ◻◻

سامعین کا روح پرور منظر

آئی او ایس

”خیرِ کُل کی ہے کوئی جامع کتاب“

آئی. او. ایس. قومی وملی ثقافت ترجماں
آئی. او. ایس. ہے بقائے باہمی کا رازداں

آئی. او. ایس. شرحِ درسِ اعتبارِ زندگی
آئی. او. ایس. رازِ حسن وافتخار زندگی

آئی. او. ایس. انکشافاتِ رموزِ معتبر
آئی. او. ایس. نور افزا ایک پیغامِ سحر

آئی. او. ایس. زیست کا ہے ایک اثباتی نصاب
آئی. او. ایس. خیرِ کُل کی ہے کوئی جامع کتاب

آئی. او. ایس. دانش وبینش کا اک ایسا نظام
تشنہ کام اپنا یہاں حسبِ طلب پاتے ہیں جام

آئی. او. ایس. تابشِ تصریحِ قرآنی نکات
آئی. او. ایس. ظلمتِ شب سے ہے اک راہِ نجات

آئی. او. ایس. معتبر تفسیر جہد لِلبقا
آئی. او. ایس. کے چمن میں بہتی ہے تازہ ہوا

آئی. او. ایس. سے رہے محفوظ اقدارِ حیات
آئی. او. ایس. کی بنائے کل ہے انوارِ حیات

آئی. او. ایس. گلشن ہستی کی ہے ایسا فضا
فرد کو آتا نظر اپنا مقام ومرتبہ

آئی. او. ایس. فرد کی تشکیلِ صالح کا ہے نام
جلوۂ مستور کو لاتا ہے یہ بالائے بام

یوں حقیقت زندگی کی اس نے کردی آشکار
گلشنِ ہستی نے پائی اس سے ایمانی بہار

نوعِ انساں کو دیا پیغامِ امن وآشتی
اس کا دستورِ عمل ہے زندگی میں راستی

لایا ہے حسنِ توازن فرض وحق کے درمیاں
بند آتی ہے نظر سرمایہ داروں کی دکاں

ہو نہ کوئی غم زدہ، خوشیاں بھی ہوں سب کے لیے
آئی. او. ایس. چاہتا اپنا سماج ایسا بنے

-ڈاکٹر عبدالمنان طرزی، موبائل نمبر 09431085811

(بحوالہ ”تعارف تبصرہ تاریخ“ منظوم، صفحہ 21)

''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری''

(نئی دہلی، 10-8 جولائی 2011ء)

(دائیں سے) سعودی سفیر در ہند فیصل حسن طراد، ڈاکٹر محمد منظور عالم، سلمان خورشید، کے۔ رحمٰن خاں، رونالڈ بی الاری، داتو پادو کا صدیق علی اور محترمہ جیندرا انتی اینڈریز

انڈیا انٹرنیشنل سینٹر میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) اور انڈو عرب اکانومک کوآپریشن فورم (آئی اے ای سی ایف) کے زیر اہتمام 'ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری' کے موضوع پر 10-8 جولائی 2011ء کو بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ آئی او ایس سلور جبلی کی چوتھی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے مرکزی وزیر برائے آبی وسائل واقلیتی امور سلمان خورشید نے کہا کہ بحر ہند دراصل ہندوستان و آسیان ممالک کے درمیان پل ہے، جس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ ان ممالک کو جوڑنے والی قوت پانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہی وہ پانی ہے جو آسیان کے دس ممالک سے ہندوستان کی تجارت کو فروغ دیتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ دو دن قبل وہ سنگاپور میں پانی سے متعلق ایک اہم کانفرنس میں شریک تھے جس سے انہیں یہ احساس ہوا کہ پانی کی بنیاد پر متعدد ممالک کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔

اپنے صدارتی کلمات میں راجیہ سبھا ڈپٹی چیئرمین کے رحمٰن خان نے کہا کہ انیسویں صدی یورپ اور بیسویں صدی امریکہ کی تھی جبکہ اکیسویں صدی جنوب مشرقی ایشیا کی صدی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جنوب مشرقی ایشیا کو اب یہ دکھانا ہے کہ وہ کس طرح دنیا کی رہنمائی کرتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جنوب مشرقی ایشیا کی تنظیم آسیان جس کے کئی ممالک کے سفارتی نمائندے یہاں تشریف فرما ہیں، کی اس اہم کانفرنس میں شرکت یہ ثابت کرتی ہے کہ آسیان کو ہندوستان سے تجارت کرنے میں پوری دلچسپی ہے۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ یہ کانفرنس ہند-آسیان تجارت کے مقاصد کو فروغ دینے میں اہم رول ادا کرے گی۔

وزیر مملکت برائے پٹرولیم وقدرتی گیس آر پی این سنگھ جو کسی وجہ سے اس کانفرنس میں شرکت نہیں کرسکے، نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ آئی او ایس نے ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری کا مسئلہ بروقت اٹھایا ہے اور انہیں امید ہے کہ یہ کانفرنس دانشوروں، کارپوریٹ کے نمائندوں اور حکومت کو تبادلۂ خیال اور مواقع فراہم کرنے نیز تجارت، کامرس، سرمایہ کاری اور ہند-آسیان ممالک کے درمیان اقتصادی روابط پیدا کرنے کے لئے مناسب پلیٹ فارم فراہم کرے گی۔

ماہر مینجمنٹ ڈاکٹر ودنے شیل گوتم نے اپنے خصوصی خطبے میں ہند-آسیان کے درمیان تجارت کے فروغ پر زور دیا اور سرمایہ کاری کی مختلف راہوں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان جو کہ ایک بڑی اقتصادی قوت کے طور پر ابھر کر آیا ہے کے یہاں آسیان ممالک کے لئے تجارت کے تعلق سے بہت کشش موجود ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کی کانفرنسوں کے ذریعہ آسیان ممالک کو ہندوستان سے مزید قریب لایا جائے تاکہ ہند-آسیان تجارت و سرمایہ کاری کے مقاصد کو مزید تقویت حاصل ہوسکے۔

برونئی دارالسلام کے سفیر در ہند داتو پادوکا صدیق علی نے کہا کہ اُن کا ملک ہندوستان سے تجارت کرنے میں بہت دلچسپی رکھتا ہے۔ آسیان نئی دہلی کمیٹی کے چیئرمین اور فلپائنس کے سفیر در ہند رونالڈ بی الاری نے کہا کہ آسیان ممالک کے لئے ہندوستان نہایت ہی اہم ہے۔ انہوں نے توقع کی کہ اس پروگرام کی بدولت آسیان ممالک ہندوستان کے مزید قریب آئیں گے اور تجارت

وسرمایہ کاری کو بحسن وخوبی انجام دیں گے۔

سعودی سفیر در ہند فیصل حسن طراد نے کہا کہ ہندوستان اس صدی میں ایک بڑی اقتصادی قوت کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آسیان ممالک ہی نہیں بلکہ دیگر عرب ممالک بھی اس سے تجارتی روابط رکھنے کے خواہاں ہیں۔

انڈونیشائی سفارتخانے کی وزیر کاونسلر محترمہ ہیندرا لینی اینڈریز نے کہا کہ آسیان کے ایک اہم ملک ہونے کی حیثیت سے انڈونیشیا بھی ہندوستان کو بہت اہم گردانتا ہے اور توقع رکھتا ہے کہ اس سے ہندوستان کی تجارت خوب ہوگی اور اس سلسلے میں وہ سرمایہ کاری کے لئے تیار ہے۔

آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا مقصد اس کے سوائے کچھ نہیں ہے کہ ہندوستان جو کہ اس صدی میں ایک بڑی قوت کے طور پر ابھر رہا ہے، اس خطے میں تجارت وسرمایہ کاری میں بھی اپنا نمایاں مقام رکھے۔ آخری روز اپنے اختتامی خطبے میں آسیان امور کے ماہر اور انسٹی ٹیوٹ آف پیس اینڈ کنفلیکٹ اسٹڈیز کے پروفیسر بالاداس گھوشال نے کہا کہ ''ہندوستان کے پاس آسیان ممالک سے تجارتی، اقتصادی وثقافتی رشتے مضبوط کرنے کے سلسلے میں کوئی باضابطہ لائحہ عمل نہیں ہے۔ اُس کی پالیسیاں اقدامی نہیں بلکہ محض ری ایکشنری نوعیت کی ہوتی ہیں۔ چین جب بھی آسیان ملکوں میں کوئی قدم اٹھاتا ہے اس کے جواب میں ہندوستان بھی حرکت میں آجاتا ہے''۔ انہوں نے توقع کی کہ آئی او ایس کی ''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری'' کے موضوع پر اس کانفرنس سے ہندوستان کو اس جانب مزید سنجیدہ اور یکسو بنانے میں مدد ملے گی۔

اسی اختتامی اجلاس کے دوران جودھپور یونیورسٹی میں مینجمنٹ اسٹڈیز کے وزیٹنگ پروفیسر ڈاکٹر کمار راجیو نے کہا کہ ہندوستان کی اقتصادی شرح نمو کی کہانی حقیقی صورت حال کو بیان نہیں کرتی ہے۔ ملک میں ہر سال آٹھ کروڑ غیر مہارتی مزدور پیدا ہو رہے ہیں۔ دراصل ملک کو شمولیاتی ترقی کی ضرورت ہے۔

ماہر معاشیات ڈاکٹر ابوصالح شریف نے کہا کہ ہندوستان کو پروڈکشن کا پاور ہاؤس بننا چاہئے نا کہ صارفین کا گڑھ۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان کئی لحاظ سے آسیان ملکوں کے مقابلے میں پیچھے ہے اور اس کے لئے حکومت کو کئی بنیادی پالیسیوں میں تبدیلی کرنا پڑے گی تبھی جا کر وہ اُن ممالک کے برابر آسکتا ہے۔

آسیان دس ممالک پر مشتمل ہے، جس میں سے پانچ ممالک ملئے دنیا کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ تمام ممالک ہندوستان سے تہذیبی وتمدنی طور پر ہی نہیں بلکہ تجارتی طور پر بھی زمانہ قدیم سے جڑے ہوئے ہیں۔ ان ممالک میں مسلم آبادی قابل ذکر تعداد میں موجود ہیں۔ آسیان ممالک میں انڈونیشیا ایک ایسا ملک ہے جہاں مسلمان سب سے بڑی تعداد میں ہے۔ اس کے بعد اس لحاظ سے ہندوستان کا نام آتا ہے۔

ان حقائق کے پیش نظر آسیان کے دس ممالک میں سے آدھے آدھے ممالک سے ہندوستان کی تجارت وسرمایہ کاری کے پیش نظر آج یہاں دو الگ الگ اجلاس ہوئے۔ پہلا اجلاس ملئے دنیا سے متعلق تھا جبکہ دوسرا دیگر آسیان ممالک سے تجارت وسرمایہ کاری کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔ ایکوم بینک ممبئی کے ایگزیکیٹو ڈائرکٹر و ماہر بینکنگ این شنکر کی زیر صدارت پہلے اجلاس میں ملئے دنیا کے پانچ ممالک انڈونیشیا، ملیشیا، برونئی، سنگاپور اور تھائی لینڈ سے تجارت پر تفصیل سے بات چیت ہوئی۔ صدر اجلاس نے کہا کہ عالمی معیشت کا مرکز مغرب سے مشرق کی جانب تبدیل ہو چلا ہے۔ لہٰذا ہندوستان کے ایک ابھرتی ہوئی اقتصادی قوت کی حیثیت میں آسیان ممالک سے تجارت وسرمایہ کاری کے تعلق سے یہ سہ روزہ کانفرنس بہت ہی اہم ہے اور توقع ہے کہ آسیان ممالک میں مستقبل کی تجارت کے لئے یہ کانفرنس ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگی۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ماہر اقتصادیات ڈاکٹر دستگیر عالم نے کہا کہ ہند وملیشیا کے درمیان تجارت بھی کم اہم نہیں ہے۔ ان کے مطابق ان دونوں ممالک کے درمیان تجارت کی شرح نمو 8.42 فیصد ہے جب کہ تجارتی خسارہ کی شرح میں دن بدن کمی واقع ہوتی جارہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے ملک کی ایکسپورٹ حالت بہتر ہے لیکن امپورٹ زیادہ بہتر ہے۔ ان کے خیال میں اس ملک کے ذریعہ ملیشیا میں امپورٹ سے ان دونوں ممالک کی تجارت وسرمایہ کاری کو چار چاند لگے گا۔ اسی یونیورسٹی کے ڈاکٹر جمیل احمد نے کہا کہ ہند وسنگاپور کی معیشتیں بہت ہی مضبوط ومستحکم ہیں لہٰذا ہندوستان کی سنگاپور سے تجارت بہت ہی مفید ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے مزید فروغ دیا جائے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں فیکلٹی اور سوشل سائنسز کے سابق ڈین پروفیسر نوشاد علی آزاد نے کہا کہ مغرب سے مشرق کی جانب دنیا کی معیشت کے مرکز کے منتقل ہونے سے ہندوستان اور آسیان ممالک کے درمیان تجارت وسرمایہ کاری کے امکانات بہت بڑھ گئے ہیں۔

دوسرے بزنس اجلاس میں فلپائنس، لاؤس، کمبوڈیا، میانمار اور ویتنام سے ہندوستان کی تجارت پر گفتگو ہوئی۔ انسٹی ٹیوٹ آف ڈیفنس اسٹڈیز اینڈ اینالائسس نئی دہلی کے ریسرچ آفیسر ڈاکٹر اُدے بھان سنگھ نے میانمار سے تجارت کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ ملک ہندوستان کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ سنگاپور کے بعد اس سے ملئے دنیا میں سب سے زیادہ تجارت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی چار شمال مشرقی ریاستوں کی سرحدیں اس ملک سے ملتی ہیں۔

این سی اے ای آر نئی دہلی کے سینئر فیلو ڈاکٹر راجیش چڈھا نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ ایک ایسے ہند وآسیان راؤنڈ ٹیبل کا قیام لازمی ہے جو کہ آئی او ایس جیسے تھینک ٹینکوں، پالیسی ساز اداروں اور شخصیات نیز میڈیا پر مشتمل ہو۔

اس موقع پر دہلی اعلامیہ بھی جاری کیا گیا جس میں اس بات پر زور ڈالا گیا کہ ہند وآسیان ممالک کے درمیان پورے طور پر اشتراک وتعاون ہونا چاہئے تبھی تجارت کے تعلق سے مختلف چیلنجوں سے نبرد آزما ہوا جا سکے گا۔ اس اعلامیہ کے مطابق آسیان کے تمام ممالک اور ہندستان قدرتی آفات بحری سلامتی، بحری اثاثے کے استحصال، آبی وسائل و دیگر قدرتی وسائل کی زیادہ یکساں تقسیم کے ایشوز سے تبھی زیادہ بہتر انداز میں نمٹ سکیں گے۔

اعلامیہ میں یہ بات بھی کہی گئی کہ یہ وہ ممالک ہیں جو کہ اپنے پس منظر، کلچر، مذہبی عقائد اور دیگر وسائل کے تعلق سے بہت سی چیزیں قدرے مشترک رکھتے ہیں۔ لہٰذا مثبت اور موثر سوچ کے ذریعہ ان ممالک میں رہ رہی تمام کمیونیٹیز کے لئے اچھے مستقبل کا پلان کرنا ناگزیر ہے۔ □□

''تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات''

(پٹنہ، 18-16 ستمبر 2011ء)

(دائیں سے) پروفیسر جان ارول فلپس، ڈاکٹر محمد غزالی بن محمد نور، ڈاکٹر احمد عبدالحی، محترمہ مارگریٹ الوا، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس ایس این جھا، اور پروفیسر زیڈ ایم خاں

پٹنہ میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے مشترکہ کے اے این سنہا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل اسٹڈیز تعاون سے آئی او ایس سلور جبلی کی پانچویں بین الاقوامی سہ روزہ کانفرنس 18-16 ستمبر 2011ء کو بعنوان ''تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات'' منعقد ہوئی۔ اس کا افتتاح کرتے ہوئے اتراکھنڈ کی گورنر محترمہ مارگریٹ الوا نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ چونکہ ہندوستان کی بیشتر آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے اس لئے اسے اسی نوعیت کے چیلنجز کا سامنا ہے۔ 2011ء کی مردم شماری میں کئی مثبت چیزیں ہیں جن میں سب سے نمایاں یہ ہے کہ ملک کی شرح خواندگی 74 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظاہری بات ہے کہ ملک اسی شرح کے ساتھ ترقی کی راہ پر بھی گامزن ہوا ہے کیونکہ خواندگی اور ترقی کا رشتہ چولی دامن کا ہے۔ محترمہ الوا نے اپنی تقریر کے دوران آئی او ایس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس ادارہ نے ہندوستانی مسلمانوں کے تعلق سے فکری، تحقیقی اور معروضی تحقیق کے شعبوں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کا ہندوستان دنیا کو امید کی ایک نئی کرن دے رہا ہے۔ یہ صورت حال اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔ انہوں نے تعلیم کے شعبوں میں نجی اداروں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کو خوش آئند قرار دیا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملیشیا سے آئے مہمان دانشور ڈاکٹر محمد غزالی بن محمد نور نے کہا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بہت سارے مواقع ابھر کر آج ہمارے سامنے آئے ہیں لیکن اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہم نظامِ تعلیم میں ہونے والی تبدیلیوں سے پیدا شدہ مواقع کا فائدہ اٹھانے کے لئے تیار بھی ہیں یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالم کاری کے اس دور میں تعلیم بھی عالمی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سارے مقامی کلچر، اقدار، رسم و رواج اور روایتی علم کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ روایتی تعلیمی اداروں کو تحفظ فراہم کیا جائے، کیونکہ یہی وہ ادارے ہیں جنہوں نے ماضی میں اقدار پر مبنی تعلیم کو فروغ دیا اور ایسی امید مستقبل میں بھی صرف انہی سے کی جا سکتی ہے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ریاستی ہیومن رائٹس کمیشن کے چیئرمین جسٹس ایس این جھا نے کہا کہ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ تعلیم کے بڑھتے ہوئے عالمی رجحانات کے پیش نظر ان پر نظر ثانی کی جائے اور درپیش چیلنجوں کا مقابلہ

کرنے کیلئے لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ حقوق انسانی کی پامالی میں بھی بسا اوقات ان رجحانات کا رول ہوتا ہے۔ اس لئے مثبت اور منفی دونوں پہلوں پر توجہ دینی چاہئے۔ ملیشیا کی معروف دانش گاہ ایشیاء یونیورسٹی کے ماہر تعلیم پروفیسر جان ارول فلپس نے کہا کہ ملیشیا نے اس سلسلے میں قابل ذکر پیش رفت کی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں روایتی تعلیمی اداروں کو درپیش خطرات سے بچایا جا سکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں تجربات کی روشنی میں ہندوستان میں بھی اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر اپنے صدارتی خطبہ میں آئی او ایس چیئر مین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ اصل غربت مالی غربت نہیں بلکہ تعلیم اور تکنیک کے شعبہ میں کمزور ہونا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے مسلمان آج تعلیم اور ہنرمندی کے شعبہ میں انتہائی پسماندگی کے شکار ہیں اور یہ پسماندگی ان کے اندر نسل در نسل منتقل ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اب اگلی نسل میں اسے منتقل ہونے سے روکا جائے۔ ڈاکٹر منظور عالم نے کہا کہ اس کیلئے سیاسی، سماجی اور ذاتی سطح پر بھی اقدام کرنے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران تعلیم کے شعبہ میں بہار کے تابناک ماضی کے حوالے سے کہا کہ اگر تھوڑی سی محنت کی جائے اور منصوبہ بند طریقے سے آگے بڑھا جائے تو بہار اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر لے گا اور ظاہر ہے کہ اس میں مسلمانوں کی بھی حصہ داری ہوگی۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے معروف سرجن ڈاکٹر احمد عبدالحئی نے کہا کہ آج سے 25-20 سال قبل بہار ایجوکیشن ہب تھا لیکن آج اس کی حالت تعلیم کے شعبہ میں انتہائی خستہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ترقی یافتہ ممالک سے سبق لینا چاہئے۔ ان کا تعلیم کے شعبہ میں بجٹ سائز ہمیشہ بڑا ہوتا ہے۔ خاص طور سے تحقیق کے شعبہ پر وہ خصوصی توجہ دیتے ہیں اور یہی ترقی یافتہ ہونے کا راز ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ہند نے لازمی تعلیم ایکٹ بنا کر ہندوستانی شہریوں کو تعلیم کا حق آج دیا ہے لیکن مسلمانوں کو یہ حق اسلام کے پہلے روز ہی مل گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان تعلیم کے شعبہ میں ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ آگے بڑھیں۔

18 ستمبر کو اختتامی اجلاس میں پاور پوائنٹ پیش کرتے ہوئے سچر کمیٹی نے ممبر سکریٹری اور معروف ماہر معاشیات ڈاکر ابوصالح شریف نے کہا کہ سچر کمیٹی رپورٹ کے پارلیمنٹ میں پیش کئے جانے کے تقریباً 5 سال بعد ہندوستانی مسلمانوں کی تعلیمی صورتحال میں کوئی مثبت تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔

ان کے مطابق کے مطابق جو صورتِ حال سچر کمیٹی رپورٹ سے قبل پائی جا رہی تھی وہی صورتحال اب بھی پورے ملک میں پائی جا رہی ہے۔ جہاں تک ریاست بہار کا تعلق ہے یہاں تو صورتحال اور بھی دیگرگوں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اتنی بڑی ریاست میں محض 14 یونیورسیٹیاں اور 400 کالجز ہیں۔ اسکول میں داخلہ لینے والے بچے اور بچیوں کی تعداد بہت کم ہے علاوہ ازیں ڈراپ آؤٹ کی شرح بھی بہت زیادہ ہے۔ اعلیٰ تعلیم کی بہت محدود پیمانے پر سہولیات دستیاب ہیں۔ جس کے سبب ریاست سے طلباء وطالبات کی بڑی تعداد کو اسکولی تعلیم کے بعد دہلی و دیگر ریاستوں کے شہروں میں منتقل ہونا پڑتا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ریاست بہار میں تعلیمی پسماندگی کے متاثرین میں سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے، یہی وجہ ہے کہ مسلمان تعلیم میں پیچھے رہنے کے سبب زندگی کی ہر دوڑ میں پیچھے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس ضمن میں مرکزی و ریاستی حکومت کو خصوصی طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم لوگوں کی تیار کردہ سچر رپورٹ محض خواب بن کر نہ رہ جائے۔ اس تعلق سے انہوں نے یہ بھی کہا کہ آئی او ایس نے مختلف مواقع پر سچر رپورٹ کے تعلق سے پروگرام کرا کر غور و فکر کے جو مواقع فراہم کرائے ہیں وہ یقیناً تعریف کے لائق ہیں۔ اس سے عام عوام کو سچر رپورٹ اور اس کے تعلق سے کی جا رہی کوششوں کو سمجھنے کا موقع ملا ہے اور حکومت کو بھی متوجہ کرایا جا سکا ہے۔

اسی اجلاس میں آئی او ایس چیئر مین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ ریاست بہار جو کہ اپنے علمی و تحقیقی ورثہ کے لئے قومی و بین الاقوامی طور پر شہرت رکھتا تھا، کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ آج یہ تعلیمی طور پر ایک پسماندہ ریاست بن کر رہ گئی ہے۔ جدید تعلیمی اداروں کی تعداد ہے بھی تو وہاں معیار نہیں ہے۔ وہاں پرائمری، سکنڈری اور اعلیٰ تعلیم کی سطح پر مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اسکولی تعلیم کے دوران ڈراپ آؤٹ اپنے عروج پر ہے اور اعلیٰ تعلیم میں وہ بہت ہی کم پہونچ پاتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور ڈالتے ہوئے کہا کہ جہاں تک ذرائع وسائل کا معاملہ ہے یہ بھی حل ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اپنے اوقاف کا ٹھیک سے نظم کر لیں اور انہیں سنبھال لیں۔

انہوں نے کہا کہ اوقاف سے حاصل ہونے والی رقم مسلمانوں کے تعلیم کے فروغ میں خرچ ہو، اس کے لئے مسلم قیادت کو آگے آنا پڑے گا۔ انہوں کہا کہ پوری ملت کی حالت بدل سکتی ہے اگر ہم تعلیم پر توجہ دیں۔

اختتامی اجلاس کے دوران اہم شرکاء میں ڈاکٹر احمد عبدالحئی، اے این سنہا انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ڈی ایم دیواکر، مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر قمر احسن، جامعہ ہمدرد نئی دہلی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر محمد علاء الدین، اے این سنہا انسٹی ٹیوٹ کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر سچیدا انند، ایس سی ای آر کے ڈائریکٹر ڈاکٹر حسن وارث، آئی او ایس سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خاں، پٹنہ چیپٹر کے ڈائریکٹر ڈاکٹر سید فضل رب اور معروف دانشور و ڈائریکٹر ڈاکٹر ایم اے قدوس، قومی تنظیم کے مدیر ایس ایم اجمل فرید، ڈاکٹر معراج العابدین اور انوار الہدیٰ کے نام قابل ذکر ہیں۔ □□

25 سال کے چند اہم کارنامے

آئی او ایس کے تحت مختلف رسالوں اور 1991 سے مسلسل اعداد و شمار پر مبنی عکسی کلینڈر کے علاوہ مندرجہ ذیل چند اہم کارنامے ہیں:

- کتاب : 300
- ریسرچ پروجیکٹ : 250
- کانفرنس و دیگر پروگرام : 1000
- اسکالرشپ : 1000

''گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت''

(بنگلور، 16-14 اکتوبر 2011ء)

(دائیں سے) پروفیسر بی شیخ علی، ایچ آر بھاردواج، کے رحمٰن خاں، پروفیسر ونئے شیل گوتم، عبدالعظیم ایم ایل سی، ہشام جعفر (مصر)، آغا سلطان، عبیداللہ شریف اور مائک پر ڈاکٹر محمد منظور عالم

بنگلور میں 14 تا 16 اکتوبر 2011ء انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) کی سلور جبلی چھٹی بین الاقوامی کانفرنس بعنوان 'گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت'' منعقد ہوئی جس میں ملک کے مختلف حصوں سے متعدد صحافیوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کے دوران افتتاحی و اختتامی اجلاسوں کے علاوہ 5 بزنس اجلاس ہوئے جس میں مثبت و منفی دونوں پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی گئی۔

اظہار خیال کرنے والے اہم شرکاء میں مصر سے آئے انقلاب نواز معروف صحافی ہشام جعفر، شری لنکا کے حمید عبدالکریم، ممبئی سے سی این این (CNN) کے سابق خصوصی نمائندے رائے واڈیا، کولکاتا سے روزنامہ ''آزاد ہند'' کے ایگزیکیوٹیو ایڈیٹر احمد حسن عمران، نئی سے سینئر صحافی و فلم ساز پرن جئے ٹھاکرتا، ہندی روزنامہ 'نئی دنیا' کی محترمہ بھاشا سنگھ، اردو ہفت روزہ 'چوتھی دنیا' کی ایڈیٹر محترمہ وسیم راشد، سینئر صحافی محمد ضیاء الحق، ''فانا واچ ڈاٹ کام'' نیوز پورٹل کے ایڈیٹر اے یو آصف، معروف صحافی راجوممن سکھانی، 'ای ٹی وی' کے قاسم انصاری اور ہندی و اردو صحافی خورشید عالم، بیدر (کرناٹک) سے انگریزی روزنامہ 'دی ہندو' کے خصوصی نمائندہ رشی کیش بہادر دیسائی، بنگلور سے 'دی ہندو' کے ریزیڈنٹ ایڈیٹر جئے رام، 'اکانومک اینڈ پولیٹیکل ویکلی' کے آن لائن ایڈیٹر سبھاش رائے، پیڈیسٹرین پکچرز کے ڈائریکٹر پردیپ، عظیم پریم جی یونیورسٹی بنگلور کے استاد اے نارائن، وجئے گروور، ارون اگروال، واحد مسلم کنڑ روزنامہ 'وارتا بھارتی' کے چیف ایڈیٹر عبدالسلام پوتھیگے، کرناٹکا مسلمز کے ایڈیٹر سید تنویر احمد، سینئر صحافی محترمہ شیما محسن، عزیز اللہ بیگ (ریٹائرڈ آئی اے ایس) اور یونیسکو، یونیوٹو اور آئی ڈی بی کے سابق مشیر ڈاکٹر عبدالرحمٰن قمرالدین قابل ذکر ہیں۔

سہ روزہ کانفرنس کے انعقاد سے قبل 13 اکتوبر کو بنگلور کے مقامی پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ گلوبلائزیشن کے دور میں میڈیا میں ہندوستانی اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کا جو اسٹریوٹائپ (Stereotype) امیج پیش کیا جا رہا ہے وہ نہایت ہی افسوس ناک ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ گلوبلائزیشن کے دور میں میڈیا کی طاقت کا عمومی طور پر جس طرح مظاہرہ ہو رہا ہے، اس کا فائدہ ملک کے تمام طبقات کو یکساں طور پر ہونا چاہئے مگر افسوس کی بات ہے کہ جو طبقات پسماندہ اور حاشیہ پر رہ رہے ہیں وہ مزید نظر انداز ہو رہے ہیں نیز ان کی منفی امیج کو اچھالا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئی ٹی کے مرکزی شہر بنگلور میں ملازمتوں میں مسلمانوں سمیت اقلیتوں کا جو شیئر ہونا چاہئے تھا وہ بھی نہیں ہے۔

14 اکتوبر 2011ء کو آئی او ایس کی چھٹی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے گورنر کرناٹک ایچ آر بھاردواج نے کہا کہ ہندوستان ایک مذہبی ملک ہے۔ یہ گلوبلائزیشن کا ملک نہیں کہ آپ جو چاہیں کریں۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو آپ کو شریعت کی پابندی کرنا پڑے گی اور ایمان کو برقرار رکھنا پڑے گا۔

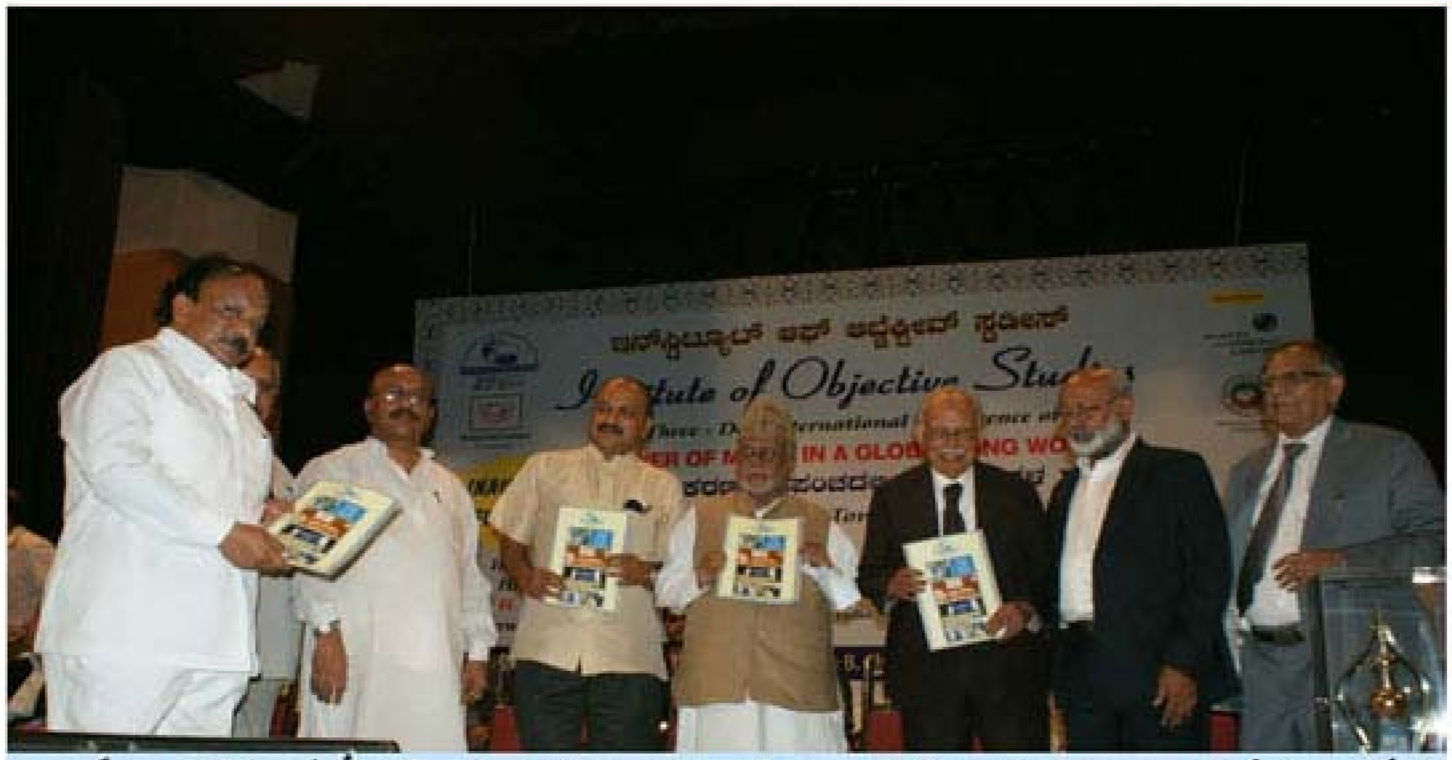

(دائیں سے) ''آئی او ایس سووینئر 2011ء'' کا رسم اجرا کرتے ہوئے پروفیسر زیڈ ایم خاں، ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر بی شیخ علی، سی کے جعفر شریف ودیگر افراد

اگر خدا کا خوف نہیں ہوگا تو انسان کمپیوٹر کی طرح ہو جائے گا یعنی بٹن دباؤ اور چالو ہو جاؤ۔ انہوں نے کسی کا نام لئے بغیر کہا کہ جو لوگ پارلیمنٹ کو پس پشت ڈال کر کچھ کرنے کی بات کرتے ہیں ان کو اس کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے اپنی بات پر زور ڈالتے ہوئے کہا کہ یہاں جو کچھ ہوگا وہ پارلیمنٹ کے ذریعہ ہوگا حتیٰ کہ یہاں کسی بھی ایشو پر ریفرنڈم کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہندوستان کے اندر پائی جارہی بے چینی پر اپنے خیالات رکھتے ہوئے انہوں نے مصر سے آئے معروف صحافی ہشام جعفر کو مخاطب کیا اور کہا کہ ہمیں مصر و دوسرے ملک کے حکمرانوں کے ساتھ جو کچھ ہورہا ہے اس پر تشویش کا اظہار کرنا چاہئے اور ان سے ہمدردی کرنی چاہئے کیوں کہ ان تمام ملکوں کے حکمراں ہمارے دوست رہے ہیں۔

بھاردواج کے نجی خیال پر اپنے ردّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے مصری مہمان ذی وقار نے کہا کہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ 1950ء کی دہائی کے اواخر میں اس وقت کے مصری صدر جمال عبدالناصر اور صدر انڈونیشیا ڈاکٹر اے آر سوکارنو کے ساتھ وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو نے ظلم اور ظالموں کے خلاف امن کا ایکشن پلان بنایا تھا۔ انہوں کہا کہ ان کے ملک میں ابھی حال میں 25 جنوری کا جو عظیم انقلاب آیا ہے وہ ہندوستان کے بابائے قوم گاندھی جی کے عدم تشدد پر مبنی ستیہ گرہ کے اصول پر آیا ہے اور اسے مکمل طور پر عوام کی تائید وحمایت حاصل ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ کسی بھی ملک کے عوامی انقلاب کو ایک ایسا ملک جو گاندھی جی اور جمہوریت کا ماننے والا ہے کیسے انکار کر سکتا ہے؟

ہشام جعفر نے یہ بھی کہا کہ آئی او ایس قابل تعریف ہے کہ اس نے گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت کو محسوس کرتے ہوئے ہند و بیرون ہند سے میڈیا پرسنز ودیگر متعلقین کو غور و فکر کے لئے ایک جگہ جمع کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میڈیا کی طاقت کا مظاہرہ مختلف مواقع پر ہوا ہے اور حال کے مصر کے انقلاب میں تو اس نے بڑا ہی اہم رول ادا کیا ہے۔

راجیہ سبھا ڈپٹی چیئرمین کے رحمٰن خان نے کہا کہ آئی او ایس قابل تعریف ادارہ ہے جو گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت کے موضوع پر یہ پروگرام کر رہا ہے مگر سوال یہ ہے کہ اصل ایشو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آج میڈیا میں کسی بھی نظریہ کو عام کیا جارہا ہے لیکن جو کچھ ہو رہا ہے اسے نہیں بتایا جارہا ہے جس سے حقائق سامنے نہیں آپا رہے ہیں۔ ان کے مطابق یہ صورت حال دراصل جمہوریت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔

سابق مرکزی وزیر سی کے جعفر شریف کا بھی یہی کہنا تھا کہ میڈیا کی طاقت کا صحیح استعمال نہیں ہو رہا ہے۔ اس موقع پر معروف دانشور اور روزنامہ 'سالار' کے چیف ایڈیٹر بی شیخ علی کو ان کی خدمات جلیلہ کے اعتراف کے طور پر چوتھے 'آئی او ایس لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ' سے نوازا گیا۔ بی شیخ علی نے اپنی تقریر میں تعلیم اور تحقیق پر زور ڈالا۔

اہم شرکاء میں متعدد ارکان اسمبلی و کونسل کے علاوہ سابق ریاستی وزیر آر روشن بیگ، ماہر مینجمنٹ ڈاکٹر ونئے شیل گوتم، اسسٹنٹ ایڈیٹر امیر اللہ نظامی اور معروف شاعر مبین منور کے نام قابل ذکر ہیں۔ اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جسٹس مارکنڈے کاٹجو نے میڈیا کو مثبت رول ادا کرنے کی تلقین کی۔

انہوں نے اس موقع پر یہ بھی اظہار خیال کیا کہ آئی او ایس نے تمام ایشوز میں معروضیت کی جو کوشش کی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اس نے پاکستانی سائنس داں خلیل چشتی اور ہندوستانی شہری سربجیت سنگھ کے معاملوں کو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جس طرح اُٹھایا اس سے مجھے بھی اس جانب توجہ کرنے میں مدد ملی اور میں نے وزیر اعظم کو خصوصی مکتوب لکھ کر اس تعلق سے گذارش کی۔ □□

(دائیں سے) پروفیسر بی شیخ علی (پانچویں) کو لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد منظور عالم (چھٹے) ودیگر افراد

''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''

(کولکاتا، 20-18 نومبر 2011ء)

(دائیں سے) عبدالرحیم خاں، امتیاز غلام احمد، پروفیسر ایم پی سنگھ، ڈاکٹر انور ابراہیم، پروفیسر فیضان مصطفیٰ اور پروفیسر زیڈ ایم خاں

کولکاتا میں 20-18 نومبر 2011ء کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی ساتویں بین الاقوامی کانفرنس ''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی'' کے موضوع پر ہوئی۔ اس میں سابق ملیشیائی نائب وزیر اعظم اور بین الاقوامی شہرت یافتہ مدبر و مفکر ڈاکٹر انور ابراہیم نے کہا کہ کسی بھی ملک میں اچھی حکمرانی تبھی ممکن ہے جب عام عوام وہاں موجود نظام، حقوق و اختیارات اور امتیاز و مسائل سے واقف ہوں۔ انھوں نے کولکاتہ چیپٹر کے اشتراک سے مقامی سینٹ زیویر کالج کے ہال میں سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے مہمان خصوصی کے طور پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر عوامی طور پر بیداری اور فہم نہ پیدا کیا جائے تو جمہوریت کے لیے بھی صحیح طور پر کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہندستان اور اُن کے ملک ملیشیا میں اقدار کے معاملے میں کافی یکسانیت ہے۔ دونوں ملکوں میں بہتر حکمرانی کے امکانات بہت ہی روشن ہیں کیوں کہ یہاں ملک کے عام شہریوں کو پہلے سے ہی اپنے حقوق و اختیارات کا احساس ہے۔ انھوں نے کہا کہ ماضی میں مہاتما گاندھی کی سرپرستی میں آزادی کی جو جنگ لڑی گئی اس دوران بھی بہتر حکمرانی کا خواب دیکھا گیا اور آج بھی وقتاً فوقتاً موجودہ نظام سے اُکتا کر احتجاجی طور پر اٹھنا اور تحریک برپا کرنا یہاں جمہوریت کی زندگی کی علامت ہے۔

انھوں نے اس بات پر زور دے کر کہا کہ اسلام کا بھی یہی تصور ہے۔ وہ بھی عام آدمی کو علم و فہم سے لیس کرنا چاہتا ہے جو کہ مقاصد شریعت کے عین مطابق ہے۔ انھوں نے اس ضمن میں اپنے ملک ملیشیا کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ ابھی حال میں وہاں ایک ریاست کے نئے وزیر اعلیٰ نے ایک مندر کو توڑنے کی بات کی تو میں نے جسٹس پارٹی کی طرف سے اس کی مخالفت کی۔ انھوں نے کہا کہ اسلام کے حاملین ہوتے ہوئے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ملک میں کسی دوسرے مذہب خصوصاً اقلیتوں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی بات کریں۔ ان کا صاف طور پر کہنا تھا کہ جس طرح ملیشیا میں ہندوؤں کے مندر مسمار کرنے کی بات غلط ہے اسی طرح ہندوستان میں بھی اقلیتی مذاہب بشمول مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو توڑنے کی بات کرنا غلط اور نامناسب ہے۔ انھوں نے اس تناظر میں عرب ممالک میں برپا ہونے والی موجودہ بیداری کی تحریک کو جمہوری بتاتے ہوئے کہا کہ وہ بھی بہتر حکمرانی کی خاطر برپا ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے مصر میں حسنی مبارک، تیونس میں زین العابدین اور لیبیا میں کرنل قذافی جیسے حکمرانوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ سب وہاں کے عوام پر مسلط ہو گئے تھے اور آمرانہ نظام قائم کر دیا تھا جس سے وہاں کے عوام نے اُکتا کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ ہندوستان ہو یا ملیشیا یا دنیا کا کوئی اور ملک اسے جسٹس یعنی انصاف کے نام پر بہتر حکمرانی عوام کو اعتماد میں لیتے ہوئے کرنا ہوگی، تبھی ہر جگہ سے غربت، ناخواندگی، بے روزگاری، بدعنوانی اور دیگر سماجی برائیاں ختم ہو سکتی ہیں۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے نیشنل لا یونیورسٹی، کٹک کے وائس چانسلر پروفیسر فیضان مصطفیٰ نے اپنے کلیدی خطبہ میں کہا کہ حکمرانی میں عام آدمی کی دخل اندازی سماج کے لیے کسی بھی لحاظ سے اچھی نہیں ہے۔ انا ہزارے کا نام لیے بغیر انھوں نے کہا کہ ملک میں آئین و قانون کی حکمرانی چلے گی، کسی اور کی نہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ حق معلومات کا قانون (آر ٹی آئی) بھی بہتر حکمرانی کے مواقع میں اڑچن پیدا کرتا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ عام آدمی اطلاعات کا بے جا استعمال بھی کرنے لگتا ہے جس کے سبب مختلف سرکاری دفاتر کے ذمہ داران کسی بھی فیصلہ کو کرنے میں ہچکچاتے ہیں اور اس سے حکمرانی کا مستقل عمل متاثر ہونے لگتا ہے۔

قبل ازیں افتتاحی خطبہ میں نیشنل یونیورسٹی آف جوری ڈیکل سائنسز کے وائس چانسلر پروفیسر ایم پی سنگھ نے آئین کی

مختلف دفعات کے حوالے سے کہا کہ جب تک کمزور طبقات کے استحکام کی کوشش نہیں ہوتی، اُسے بااختیار نہیں بنایا جاتا اور اُسے انصاف نہیں ملتا تب تک بہتر حکمرانی کا تصور نہیں ہوسکتا ہے۔ پروفیسر امتیاز غلام احمد نے کہا کہ آج جس طرح کا نظام ہمارے یہاں رائج ہے اس کے تحت امیر امیر تر ہو رہا ہے اور غریب، غریب تر ہو رہا ہے۔ معروف صحافی سیّد علی نے کہا کہ آج جب دنیا میں سارے نظام ناکام ہو چکے ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام بھی مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہو رہا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک ایسا نظام وجود میں لایا جائے جو سب کو عدل وانصاف اور راحت فراہم کر سکے۔ اُن کا کہنا تھا کہ اس لحاظ سے جو نظام اس ضرورت کو پورا کرسکتا ہے وہ اسلامی نظام ہے، لہٰذا بغیر کسی تعصب کے اس پر غور کیا جانا چاہئے۔ انھوں نے گاندھی جی کے حوالے سے کہا کہ وہ بھی عمر فاروقؓ کی خلافت کے قیام کی بات کرتے تھے کیوں کہ یہ وہی نظام ہے جو سماج میں بدعنوانی، افلاس، ناخواندگی اور عدم مساوات جیسے مسائل کو حل کرکے بہتر حکمرانی فراہم کرسکتا ہے۔

اپنے صدارتی خطبہ میں آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ ملک میں آئین وقانون کی بالادستی ہی بہتر حکمرانی فراہم کرسکتی ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ ہندوستان جیسے کثیر المذاہب ملک میں رائج سیکولرازم بہتر حکمرانی کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بہتر حکمرانی کے لیے جہاں برسر اقتدار اور حزب اختلاف کی ذمہ داری اہم ہے، وہیں ملک کے شہریوں کا بھی فریضہ ہے کہ وہ اس تعلق سے بھرپور تعاون دیں کیوں کہ بہتر حکمرانی دونوں کے اندر احساس ذمہ داری اور جوابدہی سے ہی پیدا ہوسکتی ہے۔

اس موقع پر آئی او ایس سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خاں، آئی او ایس کولکاتہ چیپٹر کوآرڈینیٹر ڈاکٹر ایم کے اے صدیقی، دانشور جاوید عباس صدیقی، عالیہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر سیّد شمس العالم، امام عیدین قاری فضل الرحمٰن، سینٹ زیوریس کالج کے فادر کے کے دیواسیس نے بھی اظہار خیال کیا۔ افتتاحی اجلاس کا اختتام نبگ باشی کالج کے سابق پرنسپل ڈاکٹر عبدالرحیم خاں کی تحریک شکریہ سے ہوا۔ کانفرنس کے 6 مختلف اجلاس آئندہ دو روز میں انڈین سائنس کانگریس ہال میں منعقد ہوئے اور اختتامی اجلاس کا انعقاد آخری دن 20 نومبر کو ہوا جس سے مغربی بنگال حقوق انسانی کمیشن کے سابق چیئرمین جسٹس شیامل کمار سین نے خطاب کیا۔

آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر منظور عالم نے کہا کہ کولکاتا میں ہونے والی اس کانفرنس کے لئے موجودہ موضوع کا انتخاب خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ وہ خطہ ہے جہاں جوش وخروش اور یکسوئی کے ساتھ حکمرانی کے مختلف ماڈل کے تجربات کئے جاتے رہے ہیں۔ اس موقع پر نیشنل لاء یونیورسٹی، بھونیشور کے وائس چانسلر پروفیسر فیضان مصطفیٰ نے کہا کہ موجودہ دور بہت ہی آزمائش بھرا ہے کیوں کہ جدید تکنیک سے پُر دنیا سمٹتی جارہی ہے اور ایک گاؤں یا خاندان کی شکل بھی اختیار کرتی جارہی ہے۔ گلوبلائزیشن تیزی سے اپنے پنجے پھیلا رہا ہے لیکن اس کا مقابلہ اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کے تعلق سے فہم، خصوصی طور پر دنیا بھر میں پھیلی ہوئی کمیونٹیز کے تہذیبی وتمدنی ہیری ٹیج کے تحفظ کے ساتھ کرنا ہے۔

اس سے قبل فیکلٹی آف لاء کولکاتہ یونیورسٹی پروفیسر امتیاز غلام احمد نے کہا کہ عالم گیریت سے بازار کھل گئے ہیں۔ معیشت میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس سے سبھی کو فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ جو امیر ہیں وہ امیر ہوتے جارہے ہیں اور جو غریب ہیں وہ اور غریب ہوتے جارہے ہیں۔ آئی او ایس کولکاتا چیپٹر کے ریسرچ اسکالر جاوید عباس صدیقی نے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی رپورٹ پیش کی اور آئندہ کے کاموں کا تذکرہ کیا۔

عام تاثر یہ تھا کہ گلوبلائزڈ دنیا میں آج گڈ گورننس کا ایشو بہت تیزی سے اٹھ رہا ہے۔ ہر کوئی گڈ گورننس کے قیام کیلئے اپنی رائے پیش کر رہا ہے۔ مگر اب تک کے جو تجربات ہیں اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ گڈ گورننس کیلئے ہم چاہئے جتنی بھی اصلاحات لے آئیں مگر جب تک اخلاقیات کا مرجع تصور نہیں ہوگا اس وقت تک دنیا کے کسی بھی حصہ میں گڈ گورننس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ان تاثرات کا اظہار سیمینار کے جن شرکاء نے کیا اُن میں ملیشیا کے سابق نائب وزیر اعظم انور ابراہیم، حقوق انسانی کے سابق چیئرمین جسٹس شیامل سین، پروفیسر عرشی خان، پروفیسر راتھن وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

ڈاکٹر انور ابراہیم نے اس بات پر زور دیا کہ گڈ گورننس کیلئے اخلاقیات پر سب سے زیادہ توجہ دی جانی چاہئے۔ جب تک ہم اخلاقی قدروں کا احترام نہیں کریں گے اس وقت تک ہمارا معاشرہ پاکیزہ اور شفاف نہیں ہوگا۔ انہوں نے علامہ اقبال کے ایک شعر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سیاست سے جب دین ختم ہوجاتا ہے تو صرف چنگیزی ہی باقی رہ جاتی ہے۔ اس لیے اخلاقیات کا تصور عام کرنے کیلئے مذہب کا مضبوط سہارا لینا ضروری ہے۔ انہوں نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے یہ بھی کہا کہ آئی او ایس جیسا ادارہ گڈ گورننس ودیگر ایشوز کے تعلق سے رجحان سازی کا جو گرانقدر کام کر رہا ہے وہ بہت قیمتی اور ضروری ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی ہر جگہ پذیرائی ہو رہی ہے۔

جسٹس شیامل سین نے کہا کہ بہتر حکمرانی صرف اور صرف اخلاقیات سے ہی قائم ہوسکتی ہے اور اخلاقی قدروں کا تصور مذہب کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی تعلیمات کی روشنی میں ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت کے تمام شعبوں میں اخلاقی قدروں کی بحالی پر زور دیا جائے۔ اس موضوع پر پروفیسر عرشی خان نے بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقی قدروں کو اجاگر کیا۔ سیمینار کے دوسرے حصہ میں انتخابی اصلاحات پر گفتگو ہوئی جس میں کرناٹک کے ایم سی راج نے بہت ہی تفصیل سے انتخابی اصلاحات کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں اس وقت جو سسٹم نافذ ہے وہ تمام شہریوں کی نمائندگی نہیں کرتا ہے۔

تین دنوں سے جاری بین الاقوامی کانفرنس انڈین سائنس کانفرنس ہال میں اختتام پذیر ہوئی۔ اس میں ملک کے مختلف ریاستوں بشمول مغربی بنگال سے ماہرین محققین اور دانشوران نے شرکت کی اور کل 6 بزنس اجلاس میں بڑی گہرائی وگیرائی سے غور وفکر کیا۔

صدارتی خطبہ میں آئی او ایس سکریٹری جنرل ڈاکٹر ظہور محمد خان نے کہا کہ بہتر حکمرانی کے متعدد تقاضے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کے آئین اور اس کی روشنی میں مختلف ایشوز کو سمجھنا پڑے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جزوی طور پر اپروچ کے بجائے مکمل وجامع اپروچ اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ ☐☐

''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز''

(چنئی، 11-10 دسمبر 2011ء)

(دائیں سے) ڈاکٹر کوی کوعبدالرحمٰن، وی آر لکشمی نارائن، ڈاکٹر کریسٹوداس گاندھی، مکہ رفیق احمد، داتو محمد اقبال، ڈاکٹر ابراہیم بن حماد القائد، محمد اشرف، عبدالقادر، اے آر نجاری، کیپٹن این اے امیر علی، ڈاکٹر زیڈ ایم خاں اور ڈاکٹر الطاف

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) کی سلور جبلی تقریبات کی تناظر میں آٹھویں بین الاقوامی کانفرنس چنئی میں 11-10 دسمبر 2011ء کو منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ (وامی) ریاض کے ڈاکٹر ابراہیم بن حماد القائد نے کہا کہ آج کے نوجوانوں کو تین طرح کے چیلنجوں کا سامنا ہے جس میں ایک کی نوعیت سیاسی ہے تو دوسرے کی معاشی اور تیسرے کی سماجی وثقافتی ہے۔ ان تینوں میدانوں میں نوجوان طرح طرح کے مسائل سے نبرد آزما ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک تدبر وحکمت کے ساتھ نوجوانوں کو درپیش مذکورہ بالا چیلنجوں کا ٹھیک سے مقابلہ نہیں کیا جاتا ہے تب تک ایک آئیڈیل سماج وجود میں نہیں آسکتا ہے۔ انھوں نے اس موقع پر یہ بھی کہا کہ آئی او ایس قابل مبارکباد ہے کہ اس نے اس جانب قابل تعریف توجہ دی ہے اور یہ پروگرام بھی اس کا ایک اہم حصہ اور بین ثبوت ہے۔

ملیشیا سے آئے مہمان ذی وقار داتو محمد اقبال نے کہا کہ اسلام خوفِ خدا کے علاوہ کسی بھی دیگر بنیادوں پر انسانوں کے درمیان امتیاز وفرق نہیں کرتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ آئی او ایس کے گذشتہ 25 سال اگر کامیابی کی کہانی ہیں تو اس کے آئندہ 75 سال چیلنجوں سے بھرے ہوں گے۔ لہٰذا اسے اپنے آئندہ لائحہ عمل کے تعلق سے بہت ہی فکرمند رہنے کی ضرورت ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اقوام متحدہ جس سے وہ خود منسلک ہیں و دیگر بین الاقوامی ادارے کا جو بھی موقف ہو اس سے ہٹ کر ان کی ذاتی رائے میں جس عمر کے نوجوانوں پر ہمیں اپنی توجہ مرکوز کرنا چاہئے وہ 16 سے 40 کے ہوں تبھی ہم کسی بھی دور کی ہم عصر دنیا کو مثبت خطوط پر متاثر کرسکتے ہیں۔

تمل ناڈو چیمبر آف کامرس کے چیئرمین ومعروف تاجر چرم پدم شری مکہ رفیق احمد نے اپنی پرمغز تقریر میں کہا کہ ایک ایسے وقت جب سبھی لوگ مادہ پرستی کی جانب رواں دواں ہیں اور دنیا خصوصاً اس میں رہ رہے نوجوان سخت ذہنی کشیدگی و بے چینی میں مبتلا ہیں، اسلام کا مکمل نظریہ حیات ان کے لیے بہترین حل پیش کرتا ہے۔

ریٹائرڈ آئی پی ایس آفیسر وی آر لکشمی نارائن نے کہا کہ اصل ایشو تعلیم ہے۔ ان کے خیال میں مسلمان آج بھی تعلیم میں پچھڑا ہوا ہے۔ لہٰذا اس جانب سخت توجہ کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر کوی کوعبدالرحمٰن نے مسلم نوجوانوں کو تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنے میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرنے کے تعلق سے کچھ تجاویز پیش کیں اور کہا کہ حکومتی سطح پر جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ کتنا موثر ہے یہ تو حکومت جانے لیکن کمیونٹی کو خود بھی اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں بی ایس عبدالرحمٰن یونیورسٹی کی جانب سے کی جارہی کوششوں اور 14 تعلیم اداروں کا خاص طور سے ذکر کیا۔

آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم جو کہ 28 سال قبل منظرعام پر آئی اپنی مشہور ومعروف کتاب ''ہم عصر دنیا کی تعمیر نو میں مسلم نوجوانوں کے رول'' کتاب کے لیے دنیا بھر میں جانے جاتے ہیں اور ایام شباب میں نوجوان لیڈر کے طور پر فعال بھی رہے ہیں نے کہا کہ چاہے جب کی بھی ہم عصر دنیا ہو، چند بنیادی رہنما اصول ہمیشہ کے لیے ایک ہی ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مسلم نوجوانوں کے لیے سب سے اہم ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ جس ملک وملت سے وابستہ ہیں اسے پہلے سمجھیں اور واقف ہوں اور اس کے تئیں پوری طرح وفادار ہوں۔ ان کا کہنا تھا کہ اخلاقی اقدار پر ہی آج کا نوجوان جب آبجیکٹیو لائحہ عمل اور پلاننگ کے ساتھ اٹھے گا تو یقیناً ایک مثالی معاشرہ وجود میں آئے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ جہاں تک چیلنجوں کا معاملہ ہے، یہ گلوبلائزنگ دنیا میں بڑھے ہیں لیکن

ان سے گھبرانا نہیں چاہئے اور اس کے مثبت پہلوؤں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آگے بڑھنا چاہئے۔

مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن آف ساؤتھ انڈیا نیو کالج کے سکریٹری اے محمد اشرف نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ انفارمیشن ٹکنالوجی کے دور میں آج کے عزائم بہت بڑھ گئے ہیں اور وہ تکنیکی و مہارت کے لحاظ سے ترقی کی اس دوڑ میں اخلاقی قدروں کو چھوڑ دیتے ہیں جس کے سبب بے راہ روی و دیگر بحرانی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ آئی او ایس جیسے ادارے انھیں صحیح فکر پر گامزن رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اس دو روزہ کانفرنس کے دوران افتتاحی و اختتامی اجلاسوں کے علاوہ پانچ بزنس سیشن ہوئے جس میں ملک و بیرون ملک کے ماہرین، دانشور، علماء و دیگر شخصیات نے نوجوانوں کے مختلف ایشوز پر تبادلہ خیال کیا۔ اس کانفرنس کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ نوجوانوں کے اندر قدروں کی واپسی کے ساتھ ساتھ ان کے اِمپاورمنٹ کو بھی موضوع بحث بنایا گیا۔ خواتین کا اِمپاورمنٹ بھی خصوصی طور پر اہمیت کا حامل رہا۔

پانچ بزنس اجلاسوں میں پہلا اجلاس اخلاقی اقدار کے فقدان پر ہوا جس میں اظہار خیال کرتے ہوئے مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن آف ساؤتھ انڈیا (میسی) کے چیئرمین و مشہور دانشور 80 سالہ یو خلیل اللہ نے کہا کہ مفاد پرستی اور تکبر دو بنیادی خرابیاں ہیں جو کہ نوجوانوں میں پائی جاتی ہیں۔ اُن کے خیال میں اگر ان پر قابو پا لیا جائے تو نوجوانوں کو درپیش 50 فیصد چیلنج کا حل نکل آئے گا۔ ان کے مطابق اخلاقیات کے ساتھ ساتھ تشخص کے ایشوز بھی بڑے اہم ہیں لہٰذا ان پر بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ خلیل اللہ نے یہ بھی کہا کہ فکری و نظریاتی اور صلاحیت کے اعتبار سے مسلم ملت ہندوستان میں اقلیتی و پسماندہ کمیونٹی ہرگز نہیں ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ وہ گروپ ہے جس نے اس ملک پر سب سے زیادہ مدت تک حکمرانی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کے مسائل اور چیلنجوں پر آئی او ایس کی خصوصی توجہ بہت ہی بروقت اور قابل تعریف ہے۔

بنگلور کے دانشور ڈاکٹر جمیل احمد نے کہا کہ آج کا نوجوان انفارمیشن ٹکنالوجی کے اس عہد میں آسمان چھو رہا ہے مگر اخلاقی اقدار کے معاملہ میں نیچے سے نیچے کی سطح پر پہنچ گیا ہے۔ یہ کانفرنس اس لحاظ سے بڑی اہم ہے کہ انسانی و اخلاقی قدروں کی پاسداری پر پورا زور دیا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے دانشور شفیع احمد کو کا خیال تھا کہ جب سماج میں اخلاقی قدریں رخصت ہونے لگتی ہیں تو لاکھ سائنسی و معاشی ترقی کے باوجود بھی اس سماج کا انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس جانب خصوصی توجہ دی جائے۔ میڈیا سے وابستہ وی ایم خلیل الرحمٰن نے کہا کہ میڈیا جو خود بھی اخلاقی قدروں کے معاملے میں بحران کا شکار ہے، پر بھی اس لحاظ سے توجہ کی ضرورت پہلے سے زیادہ ہے کیوں کہ اگر اسے ٹھیک کر لیا جائے تو اس کے ذریعہ نوجوانوں کو بھی اس جانب متوجہ کرنا آسان ہوگا۔ اپنے صدارتی کلمات میں پروفیشنل کوریئر سروس کے مینجنگ ڈائرکٹر ایس احمد میران نے کہا کہ انھیں توقع ہے کہ جب سماج کا موثر طبقہ اس جانب متوجہ ہو کر غور و فکر کر رہا ہے تو نوجوانوں اور نئی نسل میں کام کرنا یقیناً آسان ہو جائے گا اور اس کا مثبت اثر پوری نوجوان کمیونٹی پر پڑے گا۔

دوسرا سیشن تمل زبان میں تشخص، بحران اور مختلف مذاہب و مکاتب و نئے سماج میں مسلم نوجوانوں کے رول پر ہوا جس کی صدارت کے دوران بچوں کے امراض کے ماہر ڈاکٹر کے وی ایس حبیب محمد جو کہ تمل ناڈو میں اپنے دعوتی کام کے لیے بہت مشہور ہیں نے کہا کہ دعوتِ اسلامی ہی تشخص کے بحران کو ختم کر سکتی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ہم دعوت اسلامی کے ذریعہ نئی نسل میں جتنا زیادہ اسلام کو صحیح شکل میں پیش کریں گے اتنا ہی زیادہ ہم ان کے اندر بحران کو ختم کرتے چلے جائیں گے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ یہی وجہ ہے کہ اپنے میڈیکل پروفیشن میں بے پناہ مصروفیت کے باوجود انہوں نے دعوت اسلامی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے اور اس کے ذریعہ وہ خصوصاً نوجوانوں میں اثر انداز ہوتے جا رہے ہیں۔ اس موقع پر ابن سعود کی نظامت میں قائد ملت کالج کے پروفیسر خواجہ غنی، معروف سماجی کارکن بھارتی کرشنا کمار اور دانشور ایس ایم ہدایت اللہ نے بھی تشخص کے بحران پر تفصیل سے بحث کی۔

تیسرا اجلاس 'خواتین کے اِمپاورمنٹ اور خاندانی اقدار کے انحطاط' پر تھا۔ اس دوران ایم ناگ میں قاسم بی بی عبد القادر کالج فار ویمن کی پرنسپل ڈاکٹر سمیہ نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ اس مسئلہ کا حل یہی ہے کہ جو خواتین پہلے سے اِمپاورڈ ہیں وہ دیہی علاقوں میں جا کر زمینی سطح پر عام خواتین سے سب سے پہلے ربط بنائیں اور ان کے اندر اسلامی تشخص کے پہلو کو ابھارنے کے ساتھ ساتھ تعلیم کی طرف متوجہ کریں۔ اُن کا کہنا تھا کہ تعلیم کے علاوہ دوسرا بڑا مسئلہ بچیوں کی شادی کا ہے جو کہ مختلف اسباب کی بنا پر ڈھلتی ہوئی عمر کے باوجود حل نہیں ہو پاتا ہے۔

اس موقع پر ڈاکٹر عائشہ حامد جو کہ ایک این جی او چلاتی ہیں نے کہا کہ ان کے خیال میں اگر زندگی، صحت، دولت، علم اور اخلاقیات کی اہمیت اور ضرورت سے نوجوان بچیوں کو واقف کرایا جائے تو اس سے صحت مند معاشرہ کو وجود میں لانے میں مدد ملے گی۔ ایک کالج کی استاذ ڈاکٹر رضیہ پروین نے کہا کہ وہ اس خیال سے بالکل اتفاق نہیں کرتی ہیں کہ قرآن کریم خواتین کو دبا کر رکھنا چاہتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جو حقوق و اختیار خواتین کو اسلام فراہم کرتا ہے وہ کہیں اور حاصل نہیں ہیں۔ ایک دوسری استاد نعیمہ تبسم سراج کے نزدیک اصل ایشو خاندانی اقدار میں انحطاط کو روکنا ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب پورا معاشرہ اس سلسلے میں مل کر کوشش کرے۔ اس دوران اجلاس کی ناظمہ محترمہ فاطمہ مظفر نے کہا کہ ہم چاہے گلوبلائزنگ دنیا میں رہیں یا مغربی اقدار کی دنیا میں ہمیں یہ قطعی نہیں بھولنا چاہئے کہ ہم بنیادی طور پر خواتین ہیں۔ ان کا واضح طور پر کہنا تھا کہ دنیا کے ہر خطہ کی خواتین فطری و نفسیاتی طور پر ایک جیسی ہوتی ہیں اور چونکہ اسلام نظامِ فطرت ہے اس لئے وہ خواتین کو وہ سب کچھ فراہم کرتا ہے جس کی اسے ضرورت ہے۔

چوتھا اجلاس معیار و اقدار پر مبنی تعلیم پر مرکوز تھا جس کی صدارت آئی او ایس سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خاں نے کی جبکہ معروف اساتذہ ڈاکٹر آر وکیا راج، پروفیسر جی کمار، ڈاکٹر خورشید جہاں، ڈاکٹر سیّد حسین، ڈاکٹر چشتی آنندن نے بھی اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا۔

پانچواں اور آخری سیشن میڈیا اور سوشل نیٹ ورکنگ کے موضوع پر ہوا جس میں متعدد مقررین اس نتیجہ پر پہونچے کہ میڈیا اور سوشل نیٹ ورکنگ پر توجہ دیئے بغیر نوجوانوں کو درپیش چیلنجز کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ □□

''اسلامی آرٹ اور کلچر''

(حیدرآباد، 31-30 دسمبر 2011ء و یکم جنوری 2012ء)

(دائیں سے) پروفیسر ایچ خدیجہ بیگم، ڈاکٹر فخرالدین محمد، پروفیسر محمد میاں، گورنر آندھرا پردیش ایس ایل نرسمہن، محمد حامد انصاری، سدیدھر بابو، ڈاکٹر محمد منظور عالم، محمد جمیل بن علی الخیاط اور پروفیسر خالد سعید

آئی او ایس کی سلور جبلی تقریبات کی 9 ویں بین الاقوامی سہ روزہ کانفرنس ''اسلامی آرٹ اور کلچر'' کے موضوع پر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (مانو) اور مسلم ایجوکیشنل سوشل اینڈ کلچرل آرگنائزیشن (میسکو) کے مشترکہ تعاون سے حیدرآباد میں 31-30 دسمبر 2011ء اور یکم جنوری 2012ء کو منعقد ہوئی۔ کانفرنس اس لحاظ سے کافی اہمیت کی حامل تھی کہ اس میں پہلی بار ہندوستانی تہذیب وتمدن اور فن ثقافت کا تفصیل سے اسلامی تناظر میں جائزہ لیا گیا اور بہت سے نئے گوشے اُبھر کر سامنے آئے۔

کانفرنس کا افتتاح مہمان خصوصی نائب صدر جمہوریہ ہند محمد حامد انصاری نے کیا اور صدارت کے فرائض مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر محمد میاں نے انجام دیے۔ افتتاحی اجلاس کے دیگر اہم شرکاء میں گورنر آندھرا پردیش ایس ایل نرسمہن، ریاستی وزیر سیول سپلائی سریدھر بابو، سعودی عرب ورلڈ مسلم لیگ کے اسسٹنٹ سکریٹری جنرل محمد جمیل بن علی الخیاط اور میسکو سکریٹری ڈاکٹر فخرالدین محمد وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ اسلامی تہذیب وتمدن کا ہندوستانی تہذیب پر گہرا اثر پڑا ہے۔ یہ اثر ہندوستانی تہذیب کے مختلف طرز زندگی، تاریخ، تقاریب، ملبوسات، فیشن اور موسیقی پر بھی دیکھا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ مذہب اسلام نے اپنے آغاز کے صرف چند صدیوں میں ایک عالمی مذہب کی حیثیت اختیار کرلی اور اس کے حاملین نے وہاں کے مقامی ماحول اور تہذیب کو بھی اختیار کیا۔ اسلام کی ہندوستان میں آمد کے بعد سرزمین عرب وفارس سے تجارتی تعلقات مزید استوار ہوئے اور بحر احمر و خلیج فارس کے راستوں سے تجارت کو فروغ دینے میں معاون بھی ثابت ہوئے اور اس وقت کی تہذیب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

حامد انصاری نے مسلم دور حکومت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ مسلم حکومتیں آمرانہ نہیں تھیں۔ دہلی کے مسلم حکمراں اور دیگر چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے فرماں رواں گرچہ مسلمان تھے مگر کبھی بھی اسلامی طرز حکومت قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بادشاہت مکمل تھی لیکن ریاستوں کی جانب سے مدون کردہ قوانین وضوابط کے مطابق حکمرانی کی جاتی تھی، شریعت کے اصولوں پر حکمرانی کا تصور نہیں تھا۔ ہندوستانی تہذیب پر جو اسلامی تہذیب وفن کی چھاپ پڑی ہے وہ مسجد اور گنبد تھے جو اکثر وبیشتر مذہبی مقامات کے نام سے جانے جاتے تھے لیکن محلات، دربار، باب الداخلہ اور تفریحی مقامات پر اس کے نقوش دیکھے گئے۔ بارہویں صدی کے اختتام تک ہندوستانی تہذیب وتمدن بڑی حد تک تبدیل ہو چکا تھا۔

معروف تاریخ داں پروفیسر عرفان حبیب کے الفاظ میں کمانوں اور گنبدوں کی تعمیر میں گچی کا استعمال کیا جانے لگا۔ اس منفرد طرز تعمیر کو فروغ پانے میں چار صدیوں کا عرصہ لگا۔ مغل دور حکومت میں تعمیرات کی منصوبہ بندی، انجینئرس اور ماہر کاریگروں کو عروج حاصل ہوا اور علاقائی فن تعمیر کو بھی فروغ ملا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ مسلم تہذیب کی چھاپ عام ہندوستانی زندگی اور تمام شعبہ جات میں کتنی ہے مگر تہذیب اور عام زندگی میں ملبوسات کے استعمال، شادی بیاہ کی تقاریب، تہواروں اور میلوں، مراٹھا، راجپوت اور سکھوں کے درباروں اور طریقہ پکوان میں یہ چھاپ بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔

کانفرنس کے اجلاس کا دوسرا موضوع 'اسلام اور تکثیری سماج' تھا۔ 'ہندوستانی سماج پر مسلمانوں کے اثرات' کے

موضوع پر بنگلور کے عبد اللہ سلمان ریاض قاسمی نے اپنے مقالے میں کہا کہ ہندوستانی سماج پر مسلمانوں کے اثرات اس قدر ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا آسان نہیں ہے۔

اردو آرٹس (ایوننگ) کالج حیدرآباد میں پولیٹیکل سائنس کے ریڈر ڈاکٹر اسلام الدین مجاہد نے اپنے مقالے 'ہندوستانی سماج پر مسلمانوں کے اثرات' کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں نے اسلام کے نظریہ مساوات، انسان دوستی اور احترام آدمیت پر عمل کرتے ہوئے ہندوستانی سماج میں وحدت آدم کا درس دیا اور اس کی تعلیمات کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ بہت ہی مختصر عرصہ میں سماج کے وہ طبقے جو ہزاروں سال سے کچلے جارہے تھے انہیں وہ حقوق ملے۔

اورینٹل اردو پی جی کالج حیدرآباد کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر سید فضل اللہ کریم نے 'تلگو زبان وادب کے فروغ میں قطب شاہی سلاطین کا حصہ' کا تفصیل سے جائزہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ قطب شاہی دور کے سلاطین کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے ہمیشہ مذہب کو سیاست سے الگ رکھا اور اپنے عقائد کو کبھی بھی امور سلطنت پر مسلط نہیں کیا۔ وہ انتہائی روادار اور روشن خیال تھے۔ اس ضمن میں ہندوستان کا کوئی بھی مسلم بادشاہ قطب شاہی حکمرانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ان کا آندھراپردیش سے اس قدر ذہنی وابستگی اور جذباتی لگاؤ تھا کہ انھوں نے آندھرا کی تہذیب وثقافت، تلگو زبان وادب اور رقص وموسیقی کو فروغ دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ان حکمرانوں میں ابراہیم قطب شاہ، محمد قلی قطب شاہ اور ابوالحسن تاناشاہ نے دکن کی سیاست اور تہذیب پر ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

اسی موضوع کے دوسرے سیشن میں پر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کی ایسوسی ایٹ پروفیسر برائے فاصلاتی تعلیم ڈاکٹر نکہت جہاں نے 'اردو شاعری میں مشترکہ ثقافت کا تصور: مرثیہ کے حوالہ سے' اپنے مقالے میں کہا کہ یوں تو دنیا کا کوئی ادب ایسا نہیں ہے جس میں مقامی تہذیب وثقافت کو نظر انداز کردیا گیا ہو اور عصری ماحول سے ہم آہنگی کو اہمیت نہ دی گئی ہو۔ کیونکہ کسی بھی ادبی شاہکار کو اس وقت تک معیاری تخلیق نہیں سمجھا جاتا جب تک اس میں مقامی تہذیب وثقافت کے گہرے نقوش نہ پائے جاتے ہوں۔ چنانچہ اردو شاعری میں بھی ہندوستانی ثقافت کی شمولیت صرف موضوعی صورت ہی میں ملتی ہے سوائے اردو مرثیہ کے جو ہر عہد میں تہذیبی وثقافتی اقدار کی ترجمانی موضوعی حیثیت کے ساتھ معروضی صورت میں بھی کرتا رہا ہے۔

انٹرنیشنل سکھ سنٹر فار انٹرفیتھ ریلیشنز کے ڈائریکٹر تانک سنگھ نشتر نے 'سکھوں اور مسلمانوں میں مماثلت' کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سکھ مذہب انسانیت کو جوڑنے والا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ''تہذیب وتمدن کے قافلہ سالار مسلمان سائنس داں'' کے عنوان سے عثمانیہ یونیورسٹی کے پروفیسر محسن عثمانی نے مسلمان سائنسدانوں کی خدمات کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے اپنے مقالہ میں کہا کہ مختلف علوم میں مسلمانوں نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ ان کی ترقی کا راز یہ تھا کہ علم وحکمت مسلمانوں کی گمشدہ میراث ہے اور وہ جہاں سے بھی ملے، مسلمان اس کا زیادہ حقدار ہے۔ چنانچہ علم وحکمت حاصل کرنے کا سفر شروع ہوا۔ پھر کئی صدیاں ایسی ہیں جن میں مسلمانوں کی خدمات سائنس کے میدان میں سب سے زیادہ رہی ہیں۔

'اسلام کے مخصوص اور مایہ ناز' فن علم 'اسماء الرجال' کے موضوع پر 'المآثر' نامی مجلہ کے نائب مدیر ڈاکٹر مسعود احمد اعظمی نے اپنے تحقیقی اور پر مغز مقالہ میں کہا کہ فن اسماء الرجال کی ایجاد اس کی تدوین وترتیب اور اشاعت وترقی مسلمانوں کا قابل فخر کارنامہ اور اسلام کے ناصیۂ کمال کا بیش قیمت تاج ہے۔ جس سے احادیث نبویؐ کی حفاظت کا ایسا عجیب وغریب اور حیرت انگیز انتظام ہوگیا، جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں موجود نہیں ہے۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں شعبۂ عربی کے استاذ پروفیسر سید علیم اشرف جائسی نے نوآبادیاتی نظام کے خلاف صوفی تحریکات وشخصیات کی جدوجہد شمالی افریقہ کے خصوصی تناظر میں جائزہ لیتے ہوئے کہ کہ بیت المقدس کی بازیابی امام غزالی کی فکر، عبدالقادر جیلانی کی روحانی فکر اور صلاح الدین ایوبی کی عسکری پلاننگ کے تحت ہی ممکن ہوئی۔ یہ بات پورے یقین واعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ صوفیاء نے ہی مغربی استعمار کے خلاف اصل جدوجہد اور حقیقی معرکہ آرائی کی اور وہی قافلہ حریت کے سرخیل رہے۔

'تصوف اور مثنوی مولانا روم' کے موضوع پر گلبرگہ یونیورسٹی شعبہ اردو فارسی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالحمید اکبر نے کہا کہ تصوف اخلاق کا نام ہے۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات میں اخلاقیات کو بڑی فوقیت حاصل ہے۔ 2011ء کو اقوام متحدہ نے 'مولانا روم کا سال' قرار دیا تھا۔ مکارم اخلاق سے علماء واقف ہیں اور صوفیاء اس کے قائل ہیں۔ پوپ نے ابھی حال میں کہا ہے کہ جو لوگ اسلام کو سمجھنا چاہتے ہیں وہ مولانا روم کا مطالعہ کریں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں سی پی ڈی یو ایم ٹی کے ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد شجاعت علی نے 'اسلامی فنون کی مختلف شکلیں (فن موسیقی) پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ علماء کی موسیقی کے تعلق سے دورائے پائی جاتی ہیں۔ ایک شرائط کے ساتھ اسے قبول کرتے ہیں جبکہ دوسرے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں اختتامی خطبہ دیتے ہوئے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر محمد میاں نے کہا کہ اسلام کی تعلیمات بنیادی طور پر ایک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی تناظر میں اسلام کے تعلق سے ہم صوفی ازم کو نہیں بھول سکتے کیوں کہ اس کا بڑا اہم رول ہے۔ انہوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی آرٹ وکلچر پر پروگرام کا حیدرآباد میں ہونا خود ایک ایک بڑی بات ہے کیونکہ اسے اس حیثیت سے نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس موقع پر انھوں نے آئی او ایس کے ذریعہ سلور جبلی منانے کے لیے انھیں شامل کیے جانے اور میسکو کے اعزازی سکریٹری ڈاکٹر فخر الدین محمد کے ذریعہ تعاون دیئے جانے پر شکریہ ادا کیا۔

کانفرنس کے روح رواں آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم کے مطابق سلور جبلی تقریبات کی یہ نویں کانفرنس اس لحاظ سے کامیاب ہے کہ اس میں ملک بھر میں موجود اسلامی آرٹ وکلچر کا معروضی انداز میں جائزہ لیا گیا اور اس دوران مختلف آراء بھی آئیں۔ انہوں نے کہا کہ اس سے آرٹ وکلچر کو اسلامی تناظر میں سمجھنے میں یقیناً مدد ملے گی۔ □□

''خواتین کو با اختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار''

(کالی کٹ، 8-6 جنوری 2012ء)

(دائیں سے) ڈاکٹر پی ابراہیم، ڈاکٹر ابوصالح شریف، ڈاکٹر محمد منظور عالم، محترمہ نسنین بیگم اور محترمہ اے ایس زینب

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی سلور جبلی تقریبات کے تحت خواتین کو ایمپاور کرنے کے موضوع پر 8-6 جنوری 2012ء کو سہ روزہ دسویں بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کالی کٹ میں ہوا جس کا موضوع، 'خواتین کو با اختیار بنانے کی کوشش، معیار، ماخذ اور طریقہ کار' تھا۔ آئی او ایس کی یہ کانفرنس نیشنل ویمن فرنٹ کے باہمی تعاون سے منعقد ہوئی۔ ماہر اقتصادیات ڈاکٹر ابوصالح شریف نے ایک نہایت پر مغز مقالہ پڑھ کر کانفرنس کا افتتاح کیا۔ مختلف ممالک سے آئے ہوئے مندوبین نے اس موضوع پر تین روز تک غور وخوض کیا۔ آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم کے مطابق، تمام تر مباحث کا مرجع قرآنِ کریم اور احادیث نبوی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مباحث جینڈر اسٹڈیز (Gender Studies) کے نئے مطالعات کو سامنے رکھ کر قائم کئے جا رہے ہیں۔

دوسرے دن کی ایک اہم نشست کا موضوع تھا ''عورتوں کا مقام مذاہب اور نظریات میں''۔ اپنے پر مغز مقالے میں ڈاکٹر رضیہ پروین نے کہا کہ انفارمیشن اور کمیونی کیشن (اطلاعات اور مراسلات) کی نئی ٹیکنالوجی نے عورتوں کے لئے ذی اختیار بننے کے مواقع کو وسعت دی ہے گرچہ ان میدانوں میں عورتیں ابھی بھی مردوں سے کافی پیچھے ہیں۔

ڈاکٹر ابوصالح شریف جنہوں نے پہلے دن اس کانفرنس میں افتتاحی مقالہ پیش کیا تھا، دوسرے دن انہوں نے کہا کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان غیر برابری در اصل فطری نہیں بلکہ سماجی اور سیاسی ہے۔ یہ چیز نہ صرف ترقی پذیر اور غیر ترقی یافتہ ممالک میں دیکھی جاتی ہے بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی یہ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گرچہ یہ معاملہ ترقی یافتہ ملکوں میں نسبتاً بہت کم دکھائی پڑتا ہے پھر بھی وہاں عورتوں کو وہی کام کرنے کا مردوں سے کم معاوضہ ملتا ہے۔ انہوں نے امتیازی سلوک ختم کرنے کی وکالت کی۔

شبینہ زیاد کوچی نے اسلام کا مقابلہ دیگر بڑے مذاہب کے ساتھ پیش کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کی دیگر مذاہب کے مقابلے زیادہ پاسداری کی گئی ہے۔

دہلی میں انڈونیشیائی سفارتخانہ کی منسٹر کاؤنسلر ہینڈرا ایڈی انڈریز نے اپنے ملک میں عورتوں کے ذی اختیار بنائے جانے کی سرکاری مہم کا تفصیلی خاکہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مہم گاؤں، ضلع سطح کے شہروں سے لے کر صوبائی دار الحکومتوں اور بڑے شہروں میں بڑے منظم طریقے سے چلائی جارہی ہے جس میں انڈونیشیا کی وزیر اعظم سکارنو پتری کی خاص دلچسپی ہے۔

ملیشیا سے آئی ہوئی مندوبہ شریفہ شیداء، جو انور ابراہیم کی پارٹی کی اہم عہدیدار ہیں، نے اسلامی اقدار کو عالمی تہذیب اور ایشیائی ثقافت کے تناظر میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسلام سبھی طبقات اور گروہوں کے لئے ہے اور بہترین انسانی قدروں سے کہیں متصادم نہیں ہوتا۔

آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کانفرنس میں لوگوں کی گرم جوشی سے شرکت کو سراہتے ہوئے کہا کہ ان مسائل کے ساتھ جو سروکار شرکاء اور مندوبین نے ظاہر کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ انہوں نے جہت کے تعین کے لئے اسلامی ماخذ پر انحصار کی وکالت کی کیونکہ ان کے مطابق پوری طرح مغربی ماخذ پر مطمئن ہونا ہوشمندی نہیں ہے۔ موضوع کی چھان پھٹک اور مباحث کی نہج قائم کرنے میں آج دن بھر مندوبین اور شرکاء شامل رہے۔ عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے دوگنی تھی۔ منتظمین کے مطابق یہ ایک نیک فال ہے۔□□

''ہندوستان میں عدلیہ: اخلاقیات اور انصاف''

(کٹک، 22-21 جنوری 2012ء)

(دائیں سے) ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس دیپک مشرا، نوین پٹنائک، جسٹس وی گوپالا گوڑا اور پروفیسر مول چند شرما

آئی او ایس کی سلور جبلی تقریبات کے تعلق سے دو روزہ گیارہویں بین الاقوامی کانفرنس کٹک (اڑیسہ) کی نیشنل لاء یونیورسٹی میں منعقد ہوئی۔ ''ہندوستان میں عدلیہ، اخلاقیات اور انصاف'' کے موضوع پر ہوئی اس کانفرنس کی صدارت اڑیسہ ہوئی کورٹ کے چیف جسٹس گوپال گوڑا نے کی جبکہ وزیر اعلیٰ اڑیسہ نوین پاٹنائیک نے خصوصی اور سپریم کورٹ کے جسٹس دیپک مشرا نے مقرر خاص اور سنٹرل یونیورسٹی آف ہریانہ کے وائس چانسلر پروفیسر مول چند شرما نے مہمان ذی وقار کے طور پر شرکت کی۔

وزیر اعلیٰ اڑیسہ نوین پاٹنائیک نے اپنے افتتاحیہ خطبہ میں زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اخلاقیات کی اہمیت پر زور ڈالتے ہوئے گاندھی جی کے حوالے سے کہا کہ سچائی اور قانون کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہونی چاہئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ملک کے نظام عدلیہ کو اخلاقیات سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ انہوں ں نے یونیورسٹی کے طلباء سے مخاطب ہو کر کہا کہ اچھے وکلاء کبھی بھی اور کسی بھی قیمت پر اخلاقیات سے سمجھوتہ نہیں کرتے ہیں۔

آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ اس مشہور مقولہ سے تو سبھی لوگ واقف ہیں کہ کسی بھی عدالتی فیصلہ میں تاخیر ہونے سے انصاف شکست کھا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمارے نظام عدلیہ کو تاخیر سے بچنا چاہئے۔

پروفیسر مول چند شرما نے سامعین کی توجہ ملک میں جمہوریت کے گرتے ہوئے معیار کی طرف مبذول کراتے ہوئے کہا کہ جمہوریت دراصل ہمیشہ زندگی کے تمام شعبوں میں ایک مستقل تناؤ کی شکل میں موجود ہے لیکن اس تناؤ میں ہمیں مثبت قوت کو محسوس کرتے ہوئے اس کا صحیح استعمال کرنا چاہئے۔ جسٹس دیپک مشرا نے بھی آج کی جمہوریت کی خامی وکمی پر سخت نکتہ چینی کی اور اخلاقیات سے پُر ایک آزاد عدلیہ کی موجودگی پر زور ڈالا اور کہا کہ دراصل اس طرح کی عدلیہ ہی ایک مہذب سماج کی علامت ہوتی ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ عدالتی اخلاقیات انصاف کی روح ہے۔

پہلے روز پلینری اجلاس میں ''ججوں کی کارکردگی: پیمانہ کی تلاش'' کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے جسٹس وی ایس مالی نے کہا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ جج خواہ کتنا ہی ذہین اور فعال ہو لیکن اگر وہ کردار والا اور ایماندار نہ ہو تو بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ انہوں نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ آخر موجودہ عدالتی انتظامیہ معیار اور خوبی (Quality) کے بجائے مقدار (Quantity) پر زور کیوں دیتا ہے؟ انہوں نے یہ جاننا چاہا کہ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ ہر ایک عدالتی فیصلہ انصاف پر مبنی ہوگا؟ اور اونچی عدالتوں سے جو بھی فیصلہ ہوگا وہ عدل وانصاف کا متقاضی ہوگا؟

پہلے روز دونوں بزنس اجلاس کے دوران عدالتی احساس

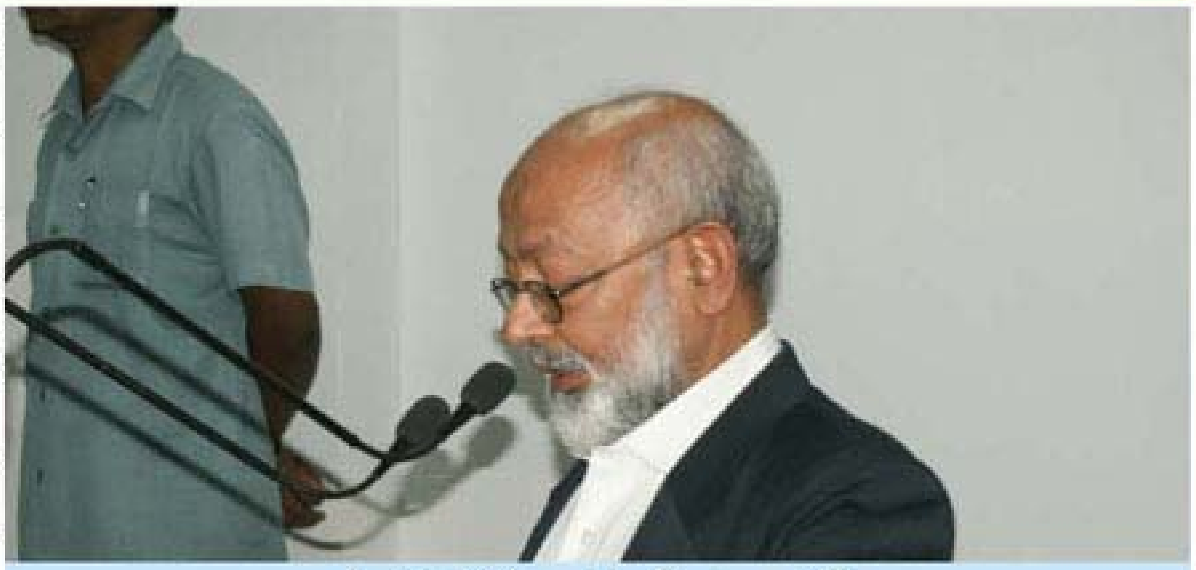
سامعین سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد منظور عالم

ذمہ داری موضوع بحث بنا رہا۔ ان اجلاس میں سپریم کورٹ کے سینئر وکیل اور اڑیسہ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر اور اڑیسہ جوڈیشیل اکیڈمی کے ڈائریکٹر ڈی پی چودھری نے شرکت کی اور اظہار خیال کیا۔

پہلے بزنس اجلاس کی صدارت سپریم کورٹ کے سابق جج ڈی پی مہاپترا نے کی جبکہ دوسرے اجلاس کی صدارت پروفیسر مول چند شرما نے فرمائی۔ جینت داس اور ڈی پی چودھری دونوں نے ججوں کے کنٹرول اور نظم وضبط کے میکنزم کی اہمیت پر زور ڈالا اور انہیں عدل وانصاف پر مبنی عدالت کے لئے لازمی جز بتایا۔ پہلے روز متعدد دانشوروں اور ریسرچ اسکالرز نے اپنے اپنے مقالے پیش کئے۔

دوسرے روز 22 جنوری کو پلینری اجلاس کی صدارت نیشنل یونیورسٹی آف جوری ڈیکل سائنسز کے وائس چانسلر پروفیسر پی ایشور بھٹ نے کی اور اس میں دانشور پروفیسر وی وجئے کمار نے مقرر خاص کے طور پر اظہار خیال کیا۔ جوڈیشیل تقریریوں کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر وجئے کمار نے کہا کہ آئین ہند دراصل دنیا کا سب سے اچھا آئین ہے اور اگر آج اس کے مثبت اثرات معاشرہ میں دیکھنے کو نہیں مل پا رہے ہیں تو اس کا ذمہ دار یہ آئین نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ہیں جنہیں اس پر عمل کرنا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ججز اس تعلق سے اہم رول ادا کرتے ہیں اور ان ججوں کو تحفظ آئین سے ملتا ہے۔ لہٰذا ان کی تقرری شفافیت اور غیر جانب دارانہ انداز سے ہونی لازمی ہے۔ پروفیسر وجئے کمار جو کہ تمل ناڈو ڈاکٹر امبیڈکر لاء یونیورسٹی چنئی کے وائس چانسلر ہیں نے اس بات پر زور ڈالا کہ ججوں کی تقرریوں میں ذات پات اور بھائی بھتیجہ واد ہرگز بنیاد نہیں بننا چاہئے۔

چوتھے بزنس اجلاس میں ''آئینی اخلاقیات کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر محفل سابق ایڈووکیٹ جنرل اڑیسہ بی کے موہنتی نے کہا کہ اس کی پابندی بہت ضروری ہے اور تبھی عدل وانصاف سبھی کو بلاتفریق مذہب وملت مل سکتا ہے۔ اسی اجلاس میں اُتکل یونیورسٹی میں قانون کے استاد پروفیسر پی کے سرکار نے کہا کہ جوڈیشیل احساس ذمہ داری کا آئیڈیا مغربی ممالک کے لئے نیا نہیں ہے مگر ہندوستان میں اسے ابھی باضابطہ عملی شکل اختیار کرنا باقی ہے۔ انہوں نے کہا جج لیجسلیچر اور انتظامیہ کی زیادتیوں پر قابو پانے کی بات کرتے ہیں مگر سوال تو یہ بھی ہے کہ جوڈیشیل زیادتیوں کو چیک کون کرے گا؟ یہ ذمہ داری کس کی ہوگی: پارلیمنٹ کی یا سپریم کورٹ کی؟

کانفرنس کے پانچویں بزنس اجلاس کے دوران کے آئی آئی ٹی اسکول آف لاء میں قانون کے استاد پروفیسر وی ڈی سیبتیان نے ائینی اخلاقیات کی تشریح پیش کی اور کہا کہ اس سے ایک ایسا فیصلہ سامنے آتا ہے جس سے قانونی آرڈر کے تحت انفرادی عزت نفس اور سماجی اخلاقیات کو بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔ جسٹس ایل موہاپترا نے ججوں کی ایمانداری کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ جو بھی بدعنوانی ہوتی ہے اس کی ذمہ دار دراصل عدالتوں کی انتظامیہ ہوتی ہے اور اس کا ذمہ دار جج نہیں ہوتا ہے۔ ویسے اسی موقع جی ایل سی ممبئی کی قانون کی طالبہ نونیتا داش نے کہا کہ ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کے مطابق 77 فیصد ہندستانیوں کی رائے ہے کہ عدلیہ بدعنوانی کا شکار ہے۔ ان کا خیال تھا کہ جتنے مقدمات التوا میں ہیں موجودہ رفتار کی روشنی میں انہیں نمٹانے میں 400 برس لگیں گے۔ اے ایم یو کے استاد ڈاکٹر ظفر محفوظ نعمانی نے کہا کہ عدلیہ سے Ethical Residue کا عنصر بالکل غائب نظر آتا ہے جو کہ یقیناً تشویشناک ہے۔

چھٹے بزنس اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اندر پرستھا یونیورسٹی کے سابق ڈین فیکلٹی لاء پروفیسر افضل وانی جو کہ لاء کمیشن آف انڈیا کے رکن بھی ہیں، نے مقامی قانونی معلومات کے ذرائع اور روایتوں کو ہندوستانی عدلیہ کے Anglo - Saxon Inheritance سے جوڑنے کے سوال پر امام ابوحنیفہ کی مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے جج کے طور پر اپنی تقرری سے انکار کر دیا تھا اور اس کے لئے انہیں جیل جانا پڑا اور اذیت بھی برداشت کرنی پڑی لیکن وہ ثابت قدم رہے جبکہ ان کے بہت سے شاگردان نامور جج بھی بنے۔

اختتامی اجلاس کے دوران اپنے خطبہ میں نیشنل یونیورسٹی جوری ڈیکل سائنسز کولکاتہ کے وائس چانسلر پروفیسر پی ایشور بھٹ نے کہا کہ آئینی اخلاقیات کی پاسداری کی واقعی ضرورت ہے اور تبھی قومی تشخص اور حقوق انسانی کا تحفظ ہو سکے گا۔ انہوں نے جوڈیشیل احساس ذمہ داری اور آزادی کے تعلق سے کہا کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ آج کے نوجوان کل کے رہنما ہیں۔ لہٰذا اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان کی معلومات وسیع اور گہری ہو۔ این ایل یو او کے وائس چانسلر پروفیسر فیضان مصطفیٰ نے کہا کہ سپریم کورٹ میں بھی اس دوران کمی واقع ہوئی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ 1990ء کی دہائی میں اس کے 93 جج تھے جبکہ فی الوقت صرف 9 ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ملک میں سپریم کورٹ سپریم نہیں ہے بلکہ یہ ملک کا آئین ہے جو کہ سپریم ہے اور اسی کے تحت سپریم کورٹ بھی با اختیار ہے۔ اپنے صدارتی خطبہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے اڑیسہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس وی گوپال گوڑا نے اتنی مفید اور بار آور کانفرنس کے انعقاد کے لئے ڈاکٹر منظور عالم اور ڈاکٹر فیضان مصطفیٰ کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ اقتصادی انصاف کے بغیر سماجی انصاف نہیں مل سکتا ہے اور اس کے بغیر سیاسی انصاف کا بھی حاصل ہونا ممکن نہیں ہے۔ ان کے خیال میں ججوں کے لئے آئینی اخلاقیات در اصل سب سے اہم منتر ہے۔□□

''امن و ترقی: مذاہب کا کردار''

(علیگڑھ، 12-11 فروری 2012ء)

(دائیں سے) گیشے دورجی دامدول، سوامی دھرمانند، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مفتی مصطفیٰ الصیرفی، پروفیسر صبغت اللہ فاروقی، کے رحمٰن خان، ڈاکٹر محمد منظور عالم، شیخ جمال الدین محمد قطب، سوامی سروانند سرسوتی، پروفیسر سید علی محمد نقوی اور ڈاکٹر ایم ڈی تھومس

آئی او ایس کی یک سالہ سلور جبلی تقریبات کے تعلق سے علیگڑھ مسلم یونیورسٹی میں اس کے مشترکہ تعاون سے 12-11 فروری 2012ء کو ''امن و ترقی: مذاہب کا کردار'' کے موضوع پر دو روزہ 12 ویں بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ کنیڈی ہال میں اس کے افتتاحی اجلاس کے دوران راجیہ سبھا کے ڈپٹی چیئرمین کے رحمان خان نے کہا کہ دنیا کے تمام مذاہب اتحاد، مساوات، رواداری، امن اور عدم تشدد کا پیغام دیتے ہیں اور کوئی بھی سماج یا قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک کہ سماج میں امن نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ تمام مذاہب کا ایک ہی مقصد ہے کہ سماج ترقی کرے اور انسانیت باقی رہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ممالک میں مذہب اور ترقی کو الگ الگ کرکے دیکھا گیا ہے جبکہ برصغیر ہند میں مذہب اور ترقی میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر مذہب کے ماننے والوں میں مغرور قسم کے افراد ہی اپنے اپنے مذہب کی تشریح اپنے انداز میں کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمام مذاہب کے درمیان افہام و تفہیم کا در کھلا ہونا چاہئے اور مذاہب کے درمیان خلیج کو پُر کیا جانا چاہئے اور فاصلوں کو کم کرنا چاہے۔

مہاشکتی پیٹھ کے چانسلر سوامی سروانند سرسوتی نے کہا کہ اس سمینار نے تمام مذاہب کے پھولوں کو ایک گلدستے کے طور پر سجایا ہے۔ لہٰذا اس کی سماج میں خوشبو پھیلے گی۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی عمل سے خوشی پیدا ہوتی ہے نفرت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذہب نفر، استرداد اور حکم عدولی نہیں سکھاتا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے نوجوان طلوع صبح کو دیکھنے کی عادت ڈال لیں تو قوم کی تقدیر سنور جائیگی۔ انہوں نے اس قسم کے پروگراموں کو وقت کی ضرورت بتایا۔ روحانی ریاضت کے مرکز کے ڈائریکٹر سوامی دھرمیندر نے کہا کہ روحانی سکون سے ہی خارجی سکون بھی میسر ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کٹر واد، توہم پرستی، خود غرضی اور تعصب سماج کے لئے ہلاکت خیز ہے۔

دینیات فیکلٹی کے سابق ڈین پروفیسر سعود عالم قاسمی نے کہا کہ ہندوستان رشیوں، منیوں، صوفی سنتوں کا دیش ہے لیکن ہمارے ملک کے قائدین نے اسے گھوٹالوں کا دیش بنا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امن اور ترقی میں مذہب کا خصوصی رول ہوتا ہے۔ دوحہ قطر کے مذہبی عالم مفتی مصطفیٰ الصیرفی نے کہا کہ اللہ نے انسان کو جنگ کے لئے نہیں پیدا کیا بلکہ رحمت، عدالت اور اخلاق اسلام کی مبادیات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ

ہر شخص کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے کھانے کو روٹی، پہننے کو کپڑا اور رہنے کو مکان ملے۔ اسلام غلامی کی رسم کا سخت مخالف ہے اور اس کا عام پیغام یہ ہے کہ سب کے ساتھ مساوات کا معاملہ ہوا ورتمام فیصلے آپسی صلاح ومشورہ سے کیے جائیں۔ اسلام مطلق العنانیت کا مخالف ہے جو آج بھی عرب میں رائج ہے۔ اسلام عام انسانوں کی آزادی پر زور دیتا ہے۔

دنیا کی ممتاز اسلامی دانشگاہ جامعہ الازہر کے شیخ جمال الدین محمد قطب نے کہا کہ اسلام سلامتی کے ساتھ ترقی کا راستہ دکھاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خود اللہ کا نام امن وسلامتی ہے اور اللہ نے بہشت میں جو گھر تعمیر کیا ہے اس کا نام بھی دارالاسلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے مذہبی عالموں کو مدعو کر کے امن وترقی کی اشاعت کا کام کیا۔ انہوں نے کہا کہ امن وترقی میں مذاہب کے کردار پر آئی او ایس نے خصوصی پروگرام کرا کے ایک بہت ہی اہم ایشو کو چھیڑا ہے اور اس کے لئے یہ قابل مبارکباد ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ انسانیت کو فروغ دینے کے لئے اور تمام مذاہب کے عالموں کے درمیان آپسی اعتماد اور تعاون کے جذبے کو استحکام پہونچانے کے لئے یہ سمینار منعقد کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مقدس قرآن ہمیں جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ شعبۂ فلسفہ کے ایم مقیم نے کہا کہ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے قیام کے پچیس سال پورے ہونے پر اس سمینار کا انعقاد کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ اب تک 250 تحقیقی مقالے اور ۳۰۰ کتابیں شائع کر چکا ہے اور ۱۵۰ قومی وبین الاقوامی سمینار منعقد کر چکا ہے۔ سمینار کے افتتاحی جلسے میں بودھ مذہب کے شری گیشے دور جی دامدل اور عیسائی مذہب کے ڈاکٹر ایم ڈی تھامس نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دینیات فیکلٹی کے ڈین پروفیسر علی محمد نقوی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور پروفیسر سعود عالم قاسمی نے پروگرام کی نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ پروفیسر سید فرمان حسین نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

12 فروری کو اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بین الاقوامی طور پر معروف دانشور اور سابق امیر جماعت اسلامی ہند ڈاکٹر عبدالحق انصاری نے کہا کہ نسل انسانی کے لئے سب سے اہم مقام یہ ہے کہ اللہ نے اسے زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ جب انسان کو اپنے مقام ومنصب کا اندازہ ہوگا اور اپنی ذمہ داری کا احساس ہوگا کہ اسکی دنیا میں ذمہ داری کیا ہے، اس وقت ہی دنیا میں امن پیدا ہوگا اور نسل انسانی ترقی کرے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ انسانی قدریں سب سے اہم ہیں جو مذہب اسلام نے بتائی ہیں۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ بغیر جنگ اور اسلحہ کے استعمال کے بغیر زندگی میں ترقی کرنے کی کوشش کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی کوشش کرے کہ اس کے حسن واخلاق اور کردار سے معاشرے میں ترقی کی راہیں نکلیں۔ ڈاکٹر عبدالحق انصاری نے کہا کہ معاشرے میں خواتین کو بھی وہی مقام دیا جانا چاہئے جو اسلام نے دیا ہے۔ اگر عورت اور مرد دونوں اپنی اپنی ذمہ داری بہتر طریقے سے سمجھیں تو معاشرہ ترقی کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ زندگی میں امن اور ترقی تبھی باقی رہ سکتی ہے جب انسان حق وانصاف کا راستہ اختیار کرے۔ اس سے یہاں کی زندگی بھی بہت حسین وجمیل ہوگی اور دائمی آخرت کی زندگی بھی کامیاب ہوگی۔

جلسے کو خطاب کرتے ہوئے جامعۃ الازہر مصر کے ڈاکٹر مصطفیٰ الصیرفی نے کہا کہ مجھے بہت اطمینان ملا ہے کہ سارے مذاہب کے لوگ اس عظیم الشان اجلاس میں اکٹھا ہوئے اور سبھی نے امن وترقی پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس طرح کی کوششیں جاری رہیں تو پوری دنیا سے دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائے گا اور دنیا ترقی کرے گی۔ ڈاکٹر مصطفیٰ نے کہا کہ بلاشبہ اسلام امن ومحبت سے پھیلا ہے نہ کہ تلوار سے لیکن عرب کے بعض ملکوں میں جہاں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے ان کے ساتھ ضرور طاقت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا۔ اسلام امن اور سلامتی کی بات کرتا ہے اس پر دہشت گردی کا الزام غلط اور بے بنیاد ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ نے تنظیم اتحاد بین المسلمین قاہرہ کی جانب سے سب کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ امن وترقی میں مذاہب کے رول پر آئی او ایس کا یہ پروگرام بہت سی غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے اور صحیح سوچ پیدا کرتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے صدارتی خطبہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ ادارہ نوجوانوں کا ہے کیونکہ نوجوان مستقبل کے معمار ہیں اور ملک وقوم کو کس سمت لے جانا ہے یہ نوجوانوں کو طے کرنا ہے۔ انہوں نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ اپنے بزرگوں سے سیکھیں، اپنی صلاحیتوں کو فروغ دیں کیونکہ زمانے سے شکوہ کرنا تنزلی کی علامت ہے۔ جس نے صرف زمانے سے شکایت کی وہ پیچھے رہ گیا۔ لہٰذا آج ضروری ہے کہ زمانے کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔

اس موقع پر پروفیسر مقیم نے قرارداد پیش کی اور دو کتابوں کا اجرا بھی عمل میں آیا۔ فیکلٹی آف دینیات کے ڈین پروفیسر سید علی محمد نقوی نے تمام مہمانوں کا استقبال کیا اور سرسید اکیڈمی کے ڈائریکٹر پروفیسر سعود عالم قاسمی نے اظہار تشکر کیا۔ شعبۂ دینیات کے پروفیسر توقیر عالم فلاحی نے بہترین انداز میں جلسے کی نظامت کی۔

اس اہم کانفرنس کے دوران ترکی کے دانشور جمیل کوتلو ترک، اسلامی فقہ اکیڈمی کے جنرل سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، سی جی سی آئی، نئی دہلی کے کمیشن برائے مذہبی ہم آہنگی کے قومی ڈائریکٹر ڈاکٹر ایم ڈی تھومس، تبت ہاؤس، نئی دہلی کے ڈائریکٹر جیتے دور جی دمدول، انٹرفیتھ فاؤنڈیشن فار انڈیا، نئی دہلی کے صدر ڈاکٹر ایم ورما، سوامی اومکار چیتنیہ، ڈاکٹر فرمان حسین، ڈاکٹر ریاض الاسلام ندوی، پروفیسر سدیپ جین، پروفیسر تیجندر سنگھ لامبا، ڈاکٹر احسان اللہ فہد، ڈاکٹر شائستہ پروین، ڈاکٹر محب الحق، پروفیسر صلاح الدین قریشی، ڈاکٹر ڈومینک ایما نوائل، پروفیسر لٹیین مظہر صدیقی، ڈاکٹر ثمینہ خان، کوئل جے بی سنگھ، پروفیسر مسعود احمد اور ڈاکٹر ریتا باگچی نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار تقریروں اور مقالوں کے ذریعے کیا۔ مختلف مذاہب ومکاتب فکر کے نمائندوں اور متعدد ماہرین کا علیگڑھ مسلم یونیورسٹی میں یکجا ہو کر امن وترقی میں مذاہب کے کردار پر گہرائی وگیرائی سے گفتگو کرنا یقیناً ایک بہت ہی غیر معمولی موقع تھا۔ توقع ہے کہ اس سے ملک میں امن وترقی کی بحالی میں یقیناً مدد ملے گی۔ □□

''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''

(پونے، 11-9 مارچ 2012ء)

(دائیں سے) پروفیسر زیڈ ایم خاں، جی ایم نظیر الدین، ڈاکٹر محمد منظور عالم، شری کانت برہیت، ڈاکٹر اوصاف احمد، کے جی پٹھان اور ڈاکٹر شکیل احمد

آئی او ایس سلور جبلی تقریبات کے تعلق سے 13 ویں بین الاقوامی کانفرنس 'ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ'' کے موضوع پر 11-9 مارچ 2012ء کو آئی او ایس اور پونے کالج آف آرٹس، سائنس اینڈ کامرس کے شعبۂ اقتصادیات کے اشتراک سے مقامی اروڑا ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر اپنے خطبہ استقبالیہ میں کالج کے پرنسپل ڈاکٹر جی این نذیر الدین نے اپنے 42 سالہ قدیم کالج کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ محض 28 طلباء سے شروع ہوا تھا اور آج یہاں 6 ہزار طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں نیز یہاں پوسٹ گریجویشن کورسیز اور ایڈوانس ریسرچ سینٹر بھی قائم ہے۔ انھوں نے اس وضاحت کے ساتھ یہ بتانے کی کوشش کی کہ اس ادارے نے بھی کس طرح سے چیلنجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ترقی کا متبادل نمونہ پیش کیا ہے اور آج جس موضوع پر یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے وہ اس کا عملی نمونہ ہے۔

آئی او ایس سکریٹری جنرل پروفیسر ظہور محمد خاں نے آئی او ایس کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ اداروں اور اقوام کی تاریخ میں 25 سال کا عرصہ بہت کم ہوتا ہے مگر ایک شخص کی زندگی میں یہ زیادہ وقفہ گردانا جاتا ہے۔ انھوں نے سامعین سے مخاطب ہو کر کہا کہ انہیں چاہئے کہ وہ اس کے تھنک ٹینک ویژن اور اس کی 25 سالہ تحقیق کے بارے میں اس کے ویب سائٹ (iosworld.org) سے جانیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ آج کے نوجوان مرد وخواتین کل کی دنیا کو چلائیں گے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نئی نسل آئی او ایس کی تحریک سے جڑے۔ انھوں نے طلباء سے مخاطب ہو کر کہا کہ پوسٹ گریجویشن، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لئے آئی او ایس اسکالرشپ دستیاب ہے۔ لہٰذا اس سے جو چاہے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اسلامک ڈیولپمنٹ بینک جدہ کے اسپیشل پروگرام کے سابق سربراہ ڈاکٹر اوصاف احمد نے معاشی ترقی کے تعلق سے ''اسلامی منظر نامہ'' پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ترقی کا اسلامی نظریہ دراصل محض چند فائدے کے بجائے مجموعی طور پر انسانی فلاح پر زور دیتا ہے۔

مہمانِ ذی وقار ڈاکٹر کے جی پٹھان، سینئر ایڈوائزر، ایجوکیشن سیکٹر، الائنس فار یو ایس-انڈیا بزنس نے اپنی تقریر میں کہا کہ جس طرح سے انسانی لالچ بڑھ رہی ہے اس نے قدرت وفطرت کو زبردست خطرے میں ڈال دیا ہے۔ انھوں نے اپنی بات پر زور ڈالتے ہوئے کہا کہ قدرت کو بچانے کے لئے اپنی خواہشات کو دبانے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے ترقی کے عمل میں مذہبی اقدار کے رول کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے انسانی بنیادوں پر دیکھا جائے۔

ورلڈ بینک کے شہری ترقی ووسائل انسانی کے مشیر ڈاکٹر شری کانت کے بڑھتا نے کہا کہ دراصل تہذیب، ترقی کی طرف بڑھتا ہوا ایک قدم ہے۔ سابق آئی اے ایس افسر ڈاکٹر ایس پی شکلا نے کہا کہ جب ایک پرانا نظریہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر دوسرے نئے نظریہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ترقی کے میدان میں ہمیں تین طرح کے تضادات درپیش ہیں جن میں سے ایک شمال-جنوب کا تضاد ہے تو دوسرا بڑھتی ہوئی خوشحالی ہے اور تیسرا بڑھتا ہوا عدم مساوات ہے۔

دائیں سے) ''ڈیولپمنٹ اینڈ اسلام'' کا رسم اجرا کرتے ہوئے زیڈ ایم خان، جی ایم نظیر الدین، ایس پی شکلا، ڈاکٹر اوصاف احمد، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور شری کانت برہیٹ

آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ اس کے سلور جبلی پروگرام کے تحت 14 اسی طرح کے پروگرام کو طے کیا گیا تھا اور آج کی اس 13 ویں کانفرنس یہاں ہو رہی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ترقی جس کے مختلف زاویہ اور طریقہ کار ہیں کے تعلق سے بھی مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ انھوں نے اسے علم، اقتدار اور سیاسی اقتصادیات کے تناظر میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی ترقی دراصل قبیلہ، مذہب یا علاقے سے اوپر اٹھ کر ہر ایک شخص کی فلاح و بہبود پر زور ڈالتی ہے۔ ڈاکٹر عالم نے کہا کہ آئی او ایس کے مخاطب در اصل ملک، معاشرہ اور حکومت وقت ہیں۔ لہٰذا میری یہاں موجود تمام سامعین اور ان کے توسط سے ملک کے لوگوں سے درخواست ہے کہ وہ سلور جبلی کے تاریخی اختتامی پروگرام میں دہلی آکر شرکت کریں تا کہ وہ ترقی کی اس دوڑ میں خود بھی شامل ہوسکیں۔

ٹیکنیکل سیشن ''توحیدی ترقی: کلچرل مداخلتی حکمت عملی'' کے موضوع پر ہوا جس کی صدارت پروفیسر ظہور محمد خاں نے کی۔ اس موقع پر اسلامیہ کالج وانمباڑی کے ریکٹر اور پروفیسر ایمرٹس ڈاکٹر ایم غالب حسین نے ترقی کے توحیدی نظریہ پر بھرپور روشنی ڈالی اور کہا کہ دراصل یہی اسلامی نقطۂ نظر ہے۔ بعدازاں ''بہتر حکمرانی اور سول رسپانس'' کے موضوع پر مباحثہ ہوا جس کی صدارت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اقتصادیات کے چیئرمین پروفیسر عبدالوہاب نے کی۔ پروفیسر عبدالوہاب نے کہا کہ بہتر حکمرانی دراصل اپنے اثرات سے جانی جاتی ہے۔ سپریم کورٹ کے وکیل دیو چوپڑا نے سوال کیا کہ کیا ایک ضلع کا کلکٹر، حکومت کا سکریٹری یا وزیر اعظم یہ سوچتا ہے کہ وہ ایک آدمی کا خدمت گذار ہے؟ اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے انھوں نے کہا کہ حکومت تو پالیسیاں بناتی ہیں جسے بیوروکریٹس کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ انھوں نے یہ بھی سوال کیا کہ آخر کیا بات ہے کہ ملک کے شہری جو صاف وشفاف پینے کے پانی کے حقدار ہیں انھیں وہ نہیں مل پاتا ہے اور دوسری جانب وہ بیوروکریٹس جو اسے فراہم نہیں کرا پاتے ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ بیوروکریٹ کو جو تحفظ حاصل ہے اس کے سبب وہ ڈکٹیٹر بن جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے کہا کہ معاشرے کو کچھ ایسا طریقہ کار تلاش کرنا چاہئے جس سے بیوروکریٹس کی احساس ذمہ داری بڑھے۔

'سکال ٹائمز' کے مدیر اپنا بھ داس گپتا نے فرمایا کہ آئین ہند نے بہتر حکمرانی کے قیام میں کوئی قابل ذکر رہنمائی نہیں کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ انتخابات میں اصلاحات نہ ہونے کے سبب انتخابات لڑنے میں جو اخراجات ہوتے ہیں اس کے سبب افراد سیاسی گلیارے سے اقتدار میں نہیں آپاتے ہیں اور اس طرح پورے نظام کو درست کرنے میں کوئی رول نہیں ادا کر پاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ گرام پنچایت کے انتخاب میں ایک امیدوار کے 10 سے 20 لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں جبکہ میونسپل انتخابات میں 4 لاکھ اور اسمبلی انتخابات میں 50 کروڑ روپے کا تخمینہ بتایا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ظاہری بات ہے کہ ایک امیدوار جب اتنی بڑی رقم خرچ کر کے منتخب ہوتا ہے تو وہ کسی نہ کسی طریقے سے اس کی بھرپائی کرنا چاہے گا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ایک پرائمری اسکول کی تعمیر کے لئے 3 لاکھ روپے ملتے ہیں جبکہ اب اشیاء کی قیمت بڑھنے سے پورے اخراجات میں 80 فیصد کا اضافہ ہوگیا ہے جس کے سبب اسکول کی عمارت اتنے کم پیسے میں کس طرح تعمیر ہو پائے گی اس کا اندازہ ایک شخص آسانی سے لگا سکتا ہے۔

دوسرے ٹیکنیکل سیشن میں ماحولیات کے کارکن نیرج جین نے گلوبل وارمنگ پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اس تعلق سے فوری توجہ کی سخت ضرورت ہے۔ اسی طرح کل ملا کر 8 مساوی ٹیکنیکل سیشن منعقد ہوئے جن میں 50 پُر مغز مقالات اندرون و بیرون ملک کے مندوبین کے ذریعہ پیش کئے گئے۔

ماحولیاتی تحفظ پر بھی ایک پینل ڈسکشن بھی ہوا جس کی صدارت گوکھلے انسٹی ٹیوٹ آف پالیٹیکلس اینڈ اکنامکس کے ڈاکٹر بنجامن نے کی۔ اس میں ڈاکٹر عارف شیخ، ڈاکٹر اظہر الدین اور جمیل احمد نے حصہ لیا اور ان سبھوں نے ماحولیات کی حفاظت پر زور ڈالا اور اس تعلق سے اپنے اپنے دلائل کی روشنی میں مشورے دئے۔

اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے دیوین گیرے یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ایس اندووتی نے کہا کہ عالمی سطح پر عدم مساوات اور نابرابری امیر اور غریب ملکوں کے درمیان بڑھتی جارہی ہے جو کہ یقیناً ایک تشویشناک صورتحال کی غمازی کرتا ہے۔ ہندوستان میں ایرانی سفارتکار ڈاکٹر محمد حسن کریم نے ترقی سے متعلق ایشوز پر بہت ہی گہرائی و گیرائی سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ترقی پذیر ممالک کو فارن ایکسچینج بچانے کے لئے عالمی تجارت مقامی کرنسی میں کرنا چاہئے۔ ان کا کہنا تھا کہ ترقی یافتہ ممالک ہمیشہ ترقی پذیر ممالک سے ان کا استحصال کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مستقبل میں پانی کے قیمتی ذرائع کے تعلق سے جنگوں کا ہونا ناگزیر ہے۔ لہٰذا ترقی کے تعلق سے نظر ثانی کی سخت ضرورت ہے۔

اس کانفرنس کے دوران اس بات پر زور رہا کہ کس طرح توحید کے پس منظر میں ترقی کا ایک واضح وسیع تر اور قابل عمل روڈ میپ بنایا جائے۔ □□

''اقلیتی شناخت وحقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات''

(نئی دہلی، 15-13 اپریل 2012ء)

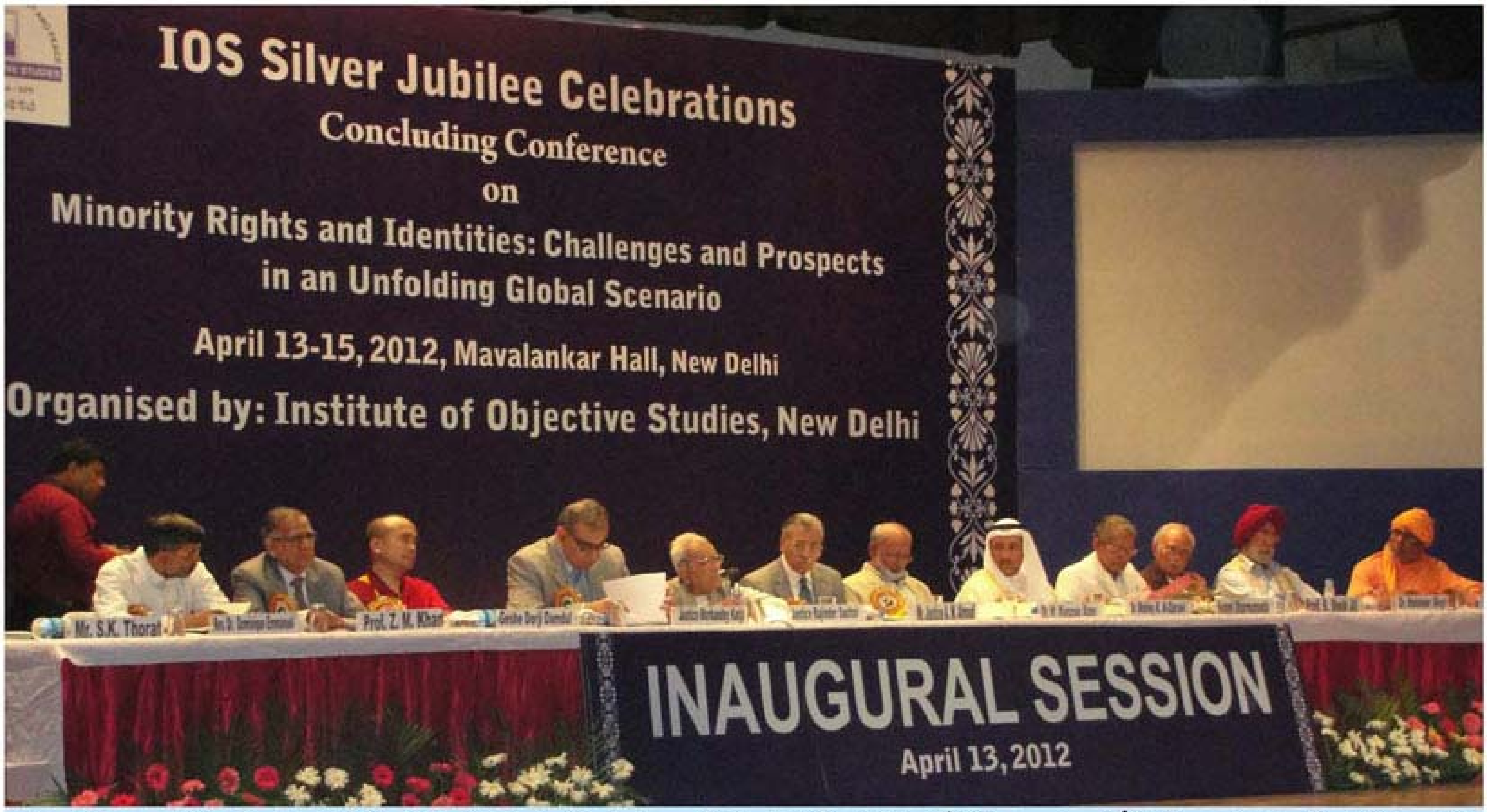

(دائیں سے) ڈاکٹر مہندر سنگھ، سوامی اوم کرانند، پروفیسر بی شیخ علی، سوامی دھرمانند، ڈاکٹر مطلق راشد القراوی، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس اے ایم احمدی، جسٹس راجندر سچر، جسٹس مارکنڈے کاٹجو، گیشے دورجی دمدول، زیڈ ایم خاں اور فادر ڈومینک ایمانوئل

نئی دہلی کے ماؤلنکر ہال میں شروع ہوکر کانسٹی ٹیوشن کلب میں اختتام پذیر ہوئی معروف تھینک ٹینک انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) کی ''اقلیتوں کے حقوق و شناخت: گلوبل تناظر میں چیلنجز اور امکانات'' کے مرکزی موضوع پر 15-13 اپریل کو سہ روزہ 14 ویں وآخری کانفرنس کا ماحصل یہ تھا کہ اس ملک میں آئین اور اس کی روشنی میں بنائے گئے قوانین اقلیتوں کو مکمل طور پر حقوق فراہم کرتے ہیں مگر عملی طور پر اس کی جھلک دیکھنے کو نہیں ملتی اور پھر ملک کی اقلیتوں کو صرف مایوسی ہی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس سے آئین و قانون کی خلاف ورزی و پامالی بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ آئین و متعلق قوانین کی روشنی میں حکومت کے ذریعہ کئے گئے فیصلوں کے نفاذ نہ ہونے کے خلاف باضابطہ کوئی قانون بنایا جائے تاکہ عدم نفاذ کی صورت میں ذمہ دار افراد کے خلاف کاروائی کی جاسکے اور پھر ملک کے پسماندہ طبقات دیگر شہریوں کی مانند ترقی کے یکساں مواقع حاصل کرسکیں۔

سابق چیف جسٹس دہلی ہائی کورٹ راجندر سچر نے ماؤلنکر ہال میں افتتاحی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی ملک میں جب تک اقلیتوں کو اطمینان نہ ہو کہ اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ ہوگا، اُنہیں برابری کی حصہ داری ملے گی اور اُن کے ساتھ انصاف ہوگا تب تک کوئی بھی ملک ترقی کی جانب گامزن نہیں ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقلیتوں کے حقوق در اصل ہمارے آئین میں تشریح کئے گئے سیکولرزم کا جز ہے۔ ان کے مطابق اس ملک میں موجود مختلف مذاہب کے حاملین اپنے اپنے تشخص کے ساتھ ہندوستانی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک تہذیب یافتہ اور ترقی یافتہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہاں موجود اقلیتوں کو انصاف نہ ملے اور وہ اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھیں۔

اس موقع پر انہوں نے یہ بھی اظہار خیال کیا کہ جہاں اسٹیٹ اور دوسروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک کریں وہیں اقلیتوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے حقوق سے واقف ہوں۔ انہوں اس بات پر زور ڈالا کہ ڈائیورسٹی (Diversity) ہمارے معاشرے کی جان ہے اور اصل روح ہے۔ لہٰذا اسے ہر حال میں قائم رکھنا ہے۔

جسٹس سچر نے اپنی مشہور سچر رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اب تو یہ حقیقت بھی سامنے آچکی ہے کہ غربت اور ڈس امپاورمنٹ (Disempowerment) کا اصل شکار مسلم کمیونٹی مجموعی طور پر ہے۔ انہوں نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے تعلق سے کہا کہ ہر مذہب میں بہت سی اچھی باتوں کے لحاظ سے یکسانیت موجود ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے سیکولر نظام میں آج زنگ لگ چکا ہے جس کی بدترین مثال 1987 میں میرٹھ کے ہاشم پورہ

سے 41 بے گناہ ومعصوم افراد کو پی اے سی کے ذریعہ اٹھا کر مرادنگر میں گنگ کینال کے کنارے گولیوں سے ہلاک کر کے بہتے ہوئے پانی میں پھینک دیا جاتا ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ ستم ظریفی نہیں تو کیا ہے کہ پچیس سال بعد آج بھی اُس غیر انسانی حرکت کے ذمہ دار پی اے سی جوان ودیگر ذمہ داران کے خلاف چل رہا مقدمہ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا ہے اور مظلوموں کو اب تک انصاف نہیں ملا ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ لڑائی کسی خاص گروہ کی نہیں بلکہ انسانیت کی لڑائی ہے۔

مہمان ذی وقار پریس کونسل آف انڈیا کے چیئرمین اور سپریم کورٹ آف انڈیا کے سابق جج جسٹس مارکنڈے کاٹجو نے جسٹس سچر کے اس خیال سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ یہ ملک ڈائیورسٹی کا ہے۔انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان امریکہ کی طرح باہر سے آئے ہوئے لوگوں (Immigrants) کا ملک ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ مختلف تہذیبوں کے حاملین جب مختلف زبانوں کے ساتھ یہاں آئے تو یہاں خود بخود ڈائیورسٹی بنتی ہوئی چلی گئی۔جسٹس کاٹجو نے مغل شہنشاہ اکبر کو جدید ہندوستان کا معمار بتاتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایک ایسے وقت جب کہ یوروپ میں رومنس اور کیتھولکس ایک دوسرے سے نبرد آزما تھے اور ایک دوسرے کا خون خرابہ کر رہے تھے، ہندوستان میں مختلف مذاہب کو یکساں اہمیت دی۔ انہوں نے کہا کہ اکبر کا دین الٰہی تو ناکام ہو گیا مگر اُن کا صلح کل کا فلسفہ اتنا کامیاب ہوا کہ آزاد ہندوستان کے آئین میں اسی فلسفہ کے تحت سیکولرزم کی تشریح کی گئی۔انہوں نے کہا کہ انہی سب باتوں کا اثر تھا کہ آزادی کے بعد اِس ملک کو ہندو اسٹیٹ نہیں بلکہ سیکولر اسٹیٹ بنایا گیا۔انہوں نے جسٹس سچر کی اِس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ یہاں بہت سی گڑبڑیاں ہیں اور ان گڑبڑیوں کو دور کرنے کے لئے ڈائیورسٹی کو برقرار رکھنا پڑے گا اور یہ سیکولرزم کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔اُن کا کہنا تھا کہ 1857 سے قبل مسلم حکمرانوں کے دور میں ملک میں مکمل طور پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی پائی جاتی تھی مگر 1857 میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کے بعد اس زہر کو مختلف مذاہب کے حاملین کے درمیان گھولا گیا اور اس کا واحد مقصد یہ تھا کہ فرقہ وارانہ طور پر معاشرہ میں تقسیم پیدا کی جائے اور پھر حکمرانی کی جائے۔انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ آج بھی کچھ عناصر ہمیں لڑانے پر تلے ہوئے ہیں۔لہٰذا ہمیں اُن سے ہوشیار رہنا ہے۔

(دائیں سے) ڈاکٹر تنویر فضل، پروفیسر خالد رشید، جسٹس فخر الدین احمد، سید ظفر محمود اور ظفریاب جیلانی

کویت سے آئے فاضل مہمان ڈاکٹر مطلق راشد القراوی جو کہ وہاں وزارت اوقاف واسلامی امور میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں نے کہا کہ کسی بھی ملک میں اقلیتوں کے حقوق کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ان کے خیال میں اسلام نے اقلیتوں کے خصوصی تحفظ کا سب سے زیادہ خیال رکھا ہے۔انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں مسلمان ایک بہت بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اقلیت میں ہیں۔لہٰذا جہاں انہیں اس ملک میں تحفظ وسلامتی کی ضرورت ہے وہیں اُن کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تشخص کے ساتھ رہتے ہوئے اسلام کا صحیح تعارف برادرانِ وطن سے کرائیں۔مطلق راشد القراوی نے اقلیتی شناخت وحقوق کے تعلق سے گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات کے موضوع پر آئی او ایس کی کانفرنس کو رجحان ساز بتایا۔

عیسائی رہنما فادر ڈومینک ایمانوئل نے کہا کہ آئین ہند کے تحت تمام اقلیتوں کو خصوصی اختیارات وحقوق حاصل ہیں مگر جب ان کے نفاذ کا وقت آتا ہے تو اُن پر پوری طرح عمل نہیں ہوتا ہے نیز ملک کے کچھ فرقہ پرست عناصر ان حقوق سے انہیں محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ صحیح معنوں میں آئین کی خلاف ورزی ہے۔سکھ رہنما ڈاکٹر مہندر سنگھ نے فادر ایمانوئل سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ سکھوں کو بھی یہی شکایت ہے۔ان کا کہنا تھا کہ جب تک اقلیتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہوگا یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا ہے۔سوامی دھرمانند نے کہا کہ جو لوگ اس ملک کی اقلیتوں کو اپنا نہیں سمجھتے ہیں اور ان کے حقوق کی پامالی کرتے ہیں وہ اس ملک کے وفادار نہیں ہیں۔ ہندو مذہبی رہنما سوامی اوکرانند سرسوتی نے اقلیتوں کو آٹے میں نمک کی طرح اہم قرار دیا اور کہا کہ ان کے تحفظ اور سلامتی کی ہمیں فکر کرنی پڑے گی اور اس کی تدابیر بھی کرنی ہوگی۔گوا و مینگلور یونیورسٹیوں کے سابق وائس چانسلر پروفیسر بی شیخ علی نے اس ملک کے آئین کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس کے تحت یہاں اقلیتیں محفوظ ہیں اور محفوظ رہیں گی۔بدھ رہنما جے شے دورجی دمدل نے کہا کہ ان کا بھی یہی خیال ہے کہ آئین ہند کے تحت اقلیتوں کو اگر مکمل طور پر حقوق حاصل ہوں گے تو ملک کی ترقی ہوگی۔ان کا کہنا تھا کہ اقلیتیں خواہ وہ مسلم ہوں یا بدھسٹ، عیسائی ہوں یا سکھ سبھی کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے اپنے تشخص کے ساتھ اس ملک میں رہیں۔

چیئرمین آئی او ایس ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ تعلیم اور ملازمت کے لحاظ سے دلتوں کی صورت حال مسلمانوں

سے بہتر ہوئی ہے لیکن منظم تشدد کا شکار ہونے کے اعتبار سے ان کی لاچاری میں خاطر خواہ کمی نہیں آئی ہے۔ دلتوں کا خون یوپی کے اندرون دہاڑے بہایا جاتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ مایاوتی کی حکومت میں بھی وہ بدترین ظلم وتشدد کا شکار ہوئے۔ اس مخصوص نقطۂ نگاہ سے دلت خود مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں اور ان قبائل کی طرح ہیں جن کے تحفظ میں ملک یا تو ناکام ہوگیا ہے یا ملک نے ان کے تحفظ سے انکار کر دیا ہے۔ قبل ازیں سکریٹری جنرل ڈاکٹر ظہور محمد خاں نے آئی او ایس کی 25 سالہ کارکردگی کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ اس نے اس دوران رجحان و ادارہ سازی کا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بڑی بات ہے کہ اب تو اس ملک میں مسلمانوں کے درمیان تھنک ٹینک کی بات چل پڑی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آئی او ایس کے پہلے 25 برس بہت اہم تھے کیونکہ اس دوران فکر اور حکمت عملی (Thought and Strategy) بنانے کا کام ہوا مگر دوسرے 25 برس تو اس سے بھی زیادہ اہم ہونگے کیونکہ اس دوران اس فکر اور حکمت عملی پر عمل ہونا ہے۔

سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس اے ایم احمدی نے اپنے صدارتی کلمات میں ملک میں موجود مختلف مذاہب کے حاملین کے درمیان فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے حوالے سے کہا کہ وہ اس تعلق سے Tolerance کے بجائے Accomodation کو ترجیح دیتے ہیں اور اس وقت ملک میں اس رجحان کو آگے بڑھانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب یہ رجحان بڑھے گا تو ملک کی اقلیتیں خود بخود آگے بڑھیں گی اور انہیں سکون و اطمینان حاصل ہوگا نیز وہ ترقی کی طرف گامزن ہوسکیں گی۔ اسی موقع پر انہوں نے کہا آئی او ایس نے ملک کے آئین وسیکولر ڈھانچے کے تحت اقلیتی شناخت وحقوق کی جو کوشش جاری کر رکھی ہے وہ تو اہم ہے ہی اور اب اس کی گلوبل تناظر میں بھی یہ نئی کوشش مفید ثابت ہوگی۔ افتتاحی اجلاس کی نظامت بنگلور سے آئے معروف اسکالر و ناظم پروگرام آغا سلطان نے کی۔

وزیر مملکت برائے زراعت، فوڈ پروسیسنگ انڈسٹریز و پارلیمانی امور ہریش چندر سنگھ راوت نے کانسٹی ٹیوشن کلب میں ''اقلیتوں کے تعلق سے مرکزی وریاستی کمیشنوں اور کمیٹیوں کے جائزہ'' کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کو ایک سپر پاور کے طور پر دیکھنے کے لئے ملک کی شکل میں ٹرین کے ہر ڈبے کو مضبوط و مستحکم کرنے کی

(دائیں سے) اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے جسٹس راجندر سچر، ساتھ میں ڈاکٹر عرشی خاں

ضرورت ہے اور اس کام کو انجام دیتے وقت اقلیتوں پر فوکس کرنا پڑے گا کیوں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مختلف شعبوں میں مجموعی طور پر ان کی اور خصوصی طور پر مسلمانوں کی حالت دیگر گوں ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ جسٹس راجندر سچر قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے ملک کے سامنے مختلف میدانوں میں مسلمانوں کی صورتحال کو اپنی سچر رپورٹ کے ذریعہ رکھا اور اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا ہے۔ اس تعلق سے انہوں نے مولانا آزاد فاؤنڈیشن کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایک ایسے وقت جب ہم روزمرہ کی زندگی میں یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے جسم کا ایک عضو کمزور ہے، مسلمانوں کے مسئلہ کو ایک قومی مسئلہ کے طور پر نہ لے کر صرف اقلیتی ایشو کے طور پر آخر کیوں لیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس ضمن میں معروضی تجزیے ومطالعے کے ذریعے آئی او ایس جیسے تھنک ٹینک کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اِس کی اس لحاظ سے جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

ووٹ بینک کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ووٹ بینک میں مسلم تعداد 13.5% فیصد سے بھی زیادہ ہے مگر انتخابات کے موقع پر انتخابی منشوروں میں اور امیدواروں کی نامزدگی کے وقت ان کی پسماندگی کا اصل ایشو پس پشت چلا جاتا ہے۔ پیشرو مقرر قومی اقلیتی کمیشن چیئرمین وجاہت حبیب اللہ سے اتفاق کرتے ہوئے ہریش راوت نے کہا کہ جو لوگ اردو زبان سے واقف بھی نہیں ہیں وہ چند کتابچوں و کتابوں کو بغیر پڑھے انہیں ''جہادی لٹریچر'' قرار دے دیتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دے کر کہا کہ ملک کے اُن بچوں ونوجوانوں جو کہ گرفتار کیے گئے ہیں کے خلاف جو بھی مقدمات چل رہے ہیں انہیں خصوصی ٹرایل کورٹ کے تحت جلد از جلد نمٹایا جائے تاکہ ان کی آزمائش کا سلسلہ ختم ہو اور ملک میں انصاف کا بول بالا ہو۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کا اُس عدلیہ میں پورا یقین ہے جس میں لوگ سیاسی طور پر منتخب ہوکر نہیں بلکہ اپنی اپنی مہارت کی بنیاد پر آتے ہیں، لہٰذا وہ توقع کرتے ہیں کہ عدلیہ اس سلسلہ میں خصوصی قدم اٹھائے گی۔ وزیر مملکت نے وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ کی لال قلعہ میں گذشتہ تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پچاس کروڑ افراد مستقبل قریب میں روزگار و دیگر معاملوں میں اسٹیل و دیگر شعبوں میں ہونے والی ترقی سے مستفیض ہونگے۔ انہوں نے اس ضمن میں کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ نہایت ہی پسماندہ مسلم طبقہ کو بھی اس فائدے میں شامل کرنا چاہئے اور ان کی زیادہ آبادی والے علاقوں

میں زیادہ سے زیادہ آئی ٹی آئیز (ITIs) ودیگر تکنیکی ادارے کھولنا چاہیے نیز ایسی اسکیم بنانی چاہئے جس سے اقلیتیں خوب پھلیں اور پھولیں۔ لیکن انہوں نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ ان کی ترقی کے لئے جب 650 کروڑ روپے بجٹ میں مختص کئے جاتے ہیں تو اس کا ایک بڑا حصہ استعمال کیوں نہیں ہو پاتا ہے؟ وزیر موصوف کے اس سوال پر آئی او ایس چیئرمین و ماہر اقتصادیات ڈاکٹر محمد منظور عالم نے بروقت یہ نکتہ اُٹھایا کہ آزادی کے بعد سے اب تک ہم کسی بھی وزیر یا ذمہ دار کی اچھی باتوں پر تالی بجاتے ہیں مگر چبھتا ہوا سوال یہ ہے کہ آخر اقلیتوں کی ترقی کے لئے 650 کروڑ روپے کی مختص رقم مکمل طور پر خرچ کیوں نہیں ہو پاتی؟ ڈاکٹر عالم نے کہا کہ یہ تلخ حقیقت کسی سے ڈھکی وچھپی ہوئی نہیں ہے کہ مسلمانوں کے خلاف مجموعی طور پر Systematic Bias ہر جگہ پایا جاتا ہے اور یہ جب تک رہے گا، انہیں ودیگر اقلیتوں کو انصاف ہرگز نہیں مل سکتا ہے۔ انہوں نے یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ فیصلوں کا نفاذ نہ کرنے والوں کے خلاف کوئی قانون کیوں نہیں بنایا جاتا ہے؟

(دائیں سے) ڈاکٹر ابوصالح شریف، ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر افضل وانی اور مائک پر سلمان خورشید

قبل ازیں وجاہت حبیب اللہ نے کہا کہ ہندوستان صحیح معنوں میں اقلیتوں کا ملک ہے اور اسے اپنی اقلیتوں کی ایک بڑی تعداد کی موجودگی پر فخر ہے۔ انہوں نے کہا کہ سچر کمیٹی کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے پہلی بار خصوصی طور پر مسلمانوں کی دیگر گوں صورت حال کو ملک کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ آئینِ ہند نے جب مسلمانوں ودیگر اقلیتوں کے تحفظ کی ذمہ داری لی ہے تو ہمیں یقین ہے کہ انہیں اس سے کوئی محروم نہیں رکھ سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قومی اقلیتی کمیشن کا یہی کام ہے کہ وہ ان کے کلچرل، مذہبی، لسانی وتعلیمی حقوق کا تحفظ کرے۔

قومی اقلیتی کمیشن چیئرمین نے بے گناہ ومعصوم مسلم نوجوانوں کی گرفتاری کے تعلق سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہشت گردی سے متعلق مختلف معاملات میں ٹھیک سے چارج شیٹ بھی تیار نہیں کی جاتی ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں اُن کے کمیشن نے مکہ مسجد، حیدرآباد بم بلاسٹ معاملہ میں صحیح صورت حال کو سامنے لانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل کی تھی جس کی رپورٹ سے یہ بات سامنے آئی۔ اس تعلق سے انہوں نے 53 مسلم نوجوانوں کی گرفتاری اور انہیں زبردستی اقبال جرم کروانے کی بات اٹھائی اور یہ کہا کہ غیر قانونی گرفتاری ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور ڈالا کہ غیر قانونی گرفتاری اور غلط چارج شیٹ کے تعلق سے جب کوئی بات سامنے آئے تو اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کریمنل ایکشن لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مالیگاؤں میں بھی اسی قسم کی صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اِن سب باتوں سے یہ رائے عامہ غلط طور پر بنتی ہے کہ تمام مسلمان دہشت گرد ہیں۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ گوجر و دیگر پسماندہ طبقات کو جموں وکشمیر میں شیڈیولڈ ٹرائب قرار دیا جائے۔

اس سے قبل ساؤتھ ایشیا ہیومن رائٹس ڈاکومینٹیشن سینٹر نئی دہلی کے ایگزیکیٹو ڈائریکٹر روی نائر نے غیر قانونی گرفتاری کو آج کی مسلم اقلیت کا سب سے بڑا مسئلہ بتایا جس کے سبب ان کے اندر خوف وہراس کی فضا قائم ہوگئی ہے۔ انہوں نے جینیوں اور بہائیوں کو ملک میں اقلیت کے طور پر تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ قومی اقلیتی کمیشن کی رپورٹوں پر تیار کی گئی ایکشن ٹیکن رپورٹ (ATR) کو میڈیا و دیگر ذرائع سے عام عوام کے سامنے لایا جائے۔ انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانسڈ لیگل اسٹڈیز، ایمیٹی یونیورسٹی نوئیڈا کے پروفیسر خواجہ عبدالمنتقم نے تفصیل سے اقلیتوں کے تعلق سے مرکزی و ریاستی سطحوں پر بنے کمیشنوں وکمیٹیوں کی کارگزاریوں کا تعارف کرایا اور اس ضمن میں ان پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر پلاننگ ڈپارٹمنٹ کرناٹک کے سینئر ڈائریکٹر ایم اے باسط نے بھی اظہار خیال کیا۔

اس اہم اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے سپریم کورٹ آف انڈیا کی سابق جج محترمہ جسٹس روما پال نے کہا کہ آئین ہند کے تحت تمام مذاہب ومکاتب فکر کو یکساں حقوق وآزادی دیئے گئے ہیں اور ان کے حاملین کو اپنے اپنے مذہب وفکر پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کے بھی حقوق فراہم کئے گئے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور ڈالا کہ سیکولرزم کا مقصد سبھی کو آزادی وحقوق فراہم کرنا ہے اور اسی کے تحت ملک اور حکومت کو ہمیشہ غیر جانب دار رہنا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ حقیقی سیکولرزم تو وہ ہے جس کے تحت سبھی لوگ اپنے اپنے تشخص کے ساتھ رہ سکیں۔ انہوں نے توقع کی کہ پولس ودیگر محکموں میں جو ادارہ جاتی امتیازات (Institutional Prejudices) پائے جاتے ہیں وہ ختم ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں پولس میں اصلاحات کی متعدد کوششیں ہوئی ہیں مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ انہوں نے کہا کہ پولس اور سیاست دانوں میں دوری بنائے رکھنا بہت ضروری ہے اور اس ضمن میں جب تک کوئی عملی وموثر کوشش نہیں ہوگی، یہ ملک ترقی نہیں کرسکتا۔ فاضل ماہر قانون نے مطالبہ کیا کہ مسلم نوجوانوں کی ایک قابل ذکر تعداد آج

جس اذیت وآزمائش میں مبتلا ہے، اس سے انہیں جلد راحت ملے۔ انھوں نے اس تعلق سے غیر قانونی گرفتاریوں اور زیادتیوں کے خاتمے کے لئے خصوصی اقدامات کرنے پر زور دیا۔

بعدازاں اسلامی تناظر میں اقلیتوں کے حقوق کے موضوع پر ہوئے علیحدہ خصوصی سیشن کی صدارت جامعہ ملیہ اسلامیہ میں شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے صدر ڈاکٹر اختر الواسع نے کی۔ اس سیشن میں ڈاکٹر پی ایم عادل احمد، عبدالخالق کمال، پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی، پروفیسر رفاقت علی خاں اور ڈاکٹر جمیل احمد نے اپنے اپنے مقالے پیش کئے۔ ڈاکٹر عادل نے پاور پوائنٹ کے ذریعہ اپنے پریزینٹیشن دیتے ہوئے اسلامی تناظر کو غیر اسلامی نظاموں کے موازنے میں پیش کیا اور اس بات پر روشنی ڈالی کہ قرآن کریم کی روشنی میں حضرت محمد ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ جو برتاؤ اور معاملات کئے انہیں کچھ بنیادی تصورات کے حوالے سے دیکھا جاسکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اخلاقیات ان بنیادی اصولوں میں سرفہرست ہے اور اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا برتاؤ دنیا کے سامنے موجود ہے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر عبدالخالق کمال نے اصولوں اور واقعات کے حوالوں سے اس بات کو پیش کیا کہ اسلام نے دوسرے عقائد کے لوگوں کے ساتھ، خواہ وہ اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں، حسن سلوک کی جو مثالیں پیش کی ہیں وہ آج کی دنیا کے لئے رول ماڈل ہیں۔ پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمان خود اپنی اصطلاحیں وضع کریں اور اسلامی نظام اخلاق کی خوبیوں کو غیر مبہم اور ممتاز اصطلاحوں کے ساتھ دنیا کے سامنے لائیں۔ پروفیسر رفاقت علی نے عباسی خلافت کے زمانے کو آج کی دنیا میں اقلیتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی مثال بتایا اور کہا کہ شخصی حکمرانی یا عوامی حکومت کے تحت شہری آزادی کی اس سے بہتر مثالیں ملنا مشکل ہیں۔

پروفیسر اختر الواسع نے کہا کہ اسلام اور مسلمانوں کو الگ الگ کرکے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ مسلمان اپنے رویوں اور سلوک کو قرآن وحدیث اور خلافت راشدہ کے حالات کی کسوٹی پر پرکھیں اور جو چیزیں محض ان کے روایتی یا علاقائی رویوں کی وجہ سے جاری ہیں اور دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انہیں دور کریں۔ انھوں نے سوال اٹھایا کہ مسلمان ایک اقلیت کی حیثیت سے جن آزادیوں کا مطالبہ کرتے ہیں کیا وہ آزادیاں خود وہ ان ممالک میں اقلیتی فرقوں کو دینے کو تیار ہیں جہاں مسلمانوں کی حکومتیں ہیں؟ انھوں نے کہا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی تعلیمات کی روشنی میں بننے والا ماڈل ہی دنیا کے لئے فلاح وبہبود اور عدل وانصاف نیز قیام امن کا واحد راستہ ہے۔

(دائیں سے) متوازی اجلاس میں سنجے کے رائے، پرنجے گوہا ٹھاکرتا، جسٹس آر ایس سودھی، تیستا سیتلواڑ اور ڈاکٹر اے کے مرچنٹ

مذکورہ بالا اجلاس کے علاوہ بیک وقت جسٹس راجندر سچر کی صدارت میں ''تھیوری اور پریکٹس میں اقلیتی حقوق'' اور دارالعلوم دیوبند (وقف) کے مہتمم مولانا محمد سالم قاسمی کی صدارت میں ''امت مسلمہ میں اتحاد قائم کرنے میں علماء کے کردار'' کے موضوع پر دو الگ الگ اجلاس ہوئے جن میں ماہرین، دانشوران وعلمائے کرام نے اپنے اپنے قیمتی خیالات پیش کئے اور یہ حل سجھائے کہ کس طرح اقلیتوں کے حقوق کے تعلق سے تھیوری اور پریکٹس میں یکسانیت لائی جاسکتی ہے نیز کس طرح امت مسلمہ میں علماء اتحاد لانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اول الذکر اجلاس میں سابق سول سرونٹ عبدالخالق، سپریم کورٹ وکیل روی کشور، اے ایم یو کے ڈاکٹر عرشی خاں، دانشور اے پی سنگھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ایم ایچ قریشی، اے ایم یو کے پروفیسر عبدالرحیم بیجاپور، سوشل سائنٹسٹ ڈاکٹر ثریا تبسم، ماہر اسلامیات ڈاکٹر جمیل، اے ایم یو کے ڈاکٹر محمد شمیم اور اسی طرح ثانی الذکر اجلاس میں انٹگرل یونیورسٹی، لکھنؤ کے چانسلر ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے نائب صدر ڈاکٹر کلب صادق، شاہی مسجد فتح پوری کے امام وخطیب مفتی محمد مکرم، جماعت اسلامی ہند کے مولانا انعام اللہ فلاحی مدنی، آل انڈیا ملی کونسل کے نائب صدر ڈاکٹر یاسین علی عثمانی، اسلامی اسکالر محسن عثمانی، پونے کے ماہر تعلیم انیس چشتی، جمعیۃ علمائے ہند کے سکریٹری مولانا عبدالحمید نعمانی، اصلاحی موومنٹ کے صدر مولانا عبد الوہاب خلجی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی اور پٹنہ کے پروفیسر شکیل قاسمی نے حصہ لیا۔

علاوہ ازیں اسی دن بیک وقت تین علیحدہ موضوعات پر الگ الگ اجلاس بھی ہوئے۔ پروفیسر منظور احمد کی صدارت میں ''اعلیٰ تعلیم میں مسلمانوں کے ایشوز اور تعلیم''، دہلی ہائی کورٹ کے سابق جج آر ایس سودھی کی صدارت میں ''اقلیتی حقوق، سول سوسائٹی اور میڈیا'' اور پروفیسر سید خالد رشید کی صدارت میں ''دنیا میں مسلم اقلیتیں: چیلنجز اور امکانات'' کے اہم موضوعات پر متعدد ماہرین ودانشوران

نے اظہار خیال کئے۔ اول الذکر اجلاس میں آئی آئی ٹی دہلی کے پروفیسر سید ای حسنین، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ماہر تعلیم پروفیسر ایم اختر صدیقی، کالی کٹ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ایم عبدالسلام، مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی، پٹنہ کے سابق وائس چانسلر پروفیسر قمر احسن، منگلور و گوا یونیورسٹیوں کے سابق وائس چانسلر پروفیسر بی شیخ علی، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سابق وائس چانسلر پروفیسر شاہد مہدی، مانو، حیدرآباد کے وائس چانسلر پروفیسر محمد میاں، عالیہ یونیورسٹی، کولکاتہ کے وائس چانسلر پروفیسر شمس العالم، این سی پی یو ایل، نئی دہلی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر حمید اللہ بٹ، میسکو، حیدرآباد کے سکریٹری ڈاکٹر فخر الدین محمد، جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ڈاکٹر عذرئی رزّاق، مانو حیدرآباد کے ڈاکٹر مسعود علی خان، چنئی کی پروفیسر ایم رضیہ پروین اور اے ایم یو کے پروفیسر نسیم اے زیدی، ثانی الذکر اجلاس میں سینئر صحافی پرنجے گوہا ٹھاکرتا، سماجی کارکن وصحافی تیستا سیتلواڈ، سرووئے انٹرنیشنل ٹرسٹ دہلی کے چیئرمین ڈاکٹر اے کے مرچنٹ، صحافی بھاشا سنگھ، سماجی کارکن سنجے رائے، جامعہ ملیہ اسلامیہ کی محترمہ اروند کور انصاری، پونے کی ماہر معاشیات ڈاکٹر ملکہ بی مستری، دہلی یونیورسٹی کے ماہر سیاسیات ڈاکٹر آفتاب عالم، اے ایم یو کی محترمہ کومل جے بی سنگھ، ڈاکٹر امان محمد خاں اور تبسم رسول اور تیسرے اجلاس میں یوسف حاتم بھالہ، سری لنکا سے آئے رکن پارلیمنٹ ایم بی فاروق اور اسکالرا ے جے ایم زنیر، اے ایم یو کے صلاح الدین قریشی، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ڈاکٹر مسلم خان، اے ایم یو کے ڈاکٹر عبدالماجد خاں، جامعہ کے ڈاکٹر ایس اے ایم خاں، ڈاکٹر مہتاب منظر، اجئے موہن اور ڈاکٹر بدرالکاظم نے اپنی اپنی آراء پیش کیں۔

تیسرے دن مرکزی وزیر برائے قانون واقلیتی امور سلمان خورشید نے ''سچر اور مشرا رپورٹوں پر عمل درآمد کے تعلق سے جائزہ'' کے عنوان پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ یکساں مواقع کمیشن کی تجویز ہی نہیں بلکہ دیگر ایسے متعدد ایشوز ہیں جن پر پورے ملک یا پوری امت مسلمہ کے درمیان ایک رائے نہیں پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ سب سے پہلے کسی بھی ایشو پر اتفاق رائے ہو جائے اور جہاں تک یکساں مواقع کمیشن کے قیام کا معاملہ ہے، یہ بھی ممکن ہے مگر پہلے آپ اس تعلق سے خود اجتماعی طور پر یکسو ہو جایئے۔ مرکزی وزیر نے کہا کہ ہماری جمہوریت میں اقلیتی حقوق کی حصولیابی میں یقیناً کمی رہ جاتی ہے مگر بدنصیبی یہ ہے کہ ہم عام عوام کے طور پر صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں بحیثیت اقلیت وہ تمام حقوق نہیں مل رہے ہیں مگر ہم اس پر غور نہیں کرتے کہ آخر ہمیں وہ کیوں نہیں مل پا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کچھ لوگوں کی طرح وہ خود بھی یہی رائے رکھتے ہیں کہ ہندوستان جیسے ملک میں اقلیتی وزارت کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ یہ وزارت دراصل کوآرڈی نیشن کی وزارت ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ صرف اقلیتی وزارت سے اقلیتی یا مسلم مسئلہ حل نہیں ہوسکتا ہے، اس کے لئے مختلف شعبوں سے متعلق وزارتوں کو ملوث ہونا پڑتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سرکاری امداد وسہولیات پانے اور نہ پانے والے دونوں قسم کے اقلیتی تعلیمی اداروں کو عام تعلیمی اداروں سے الگ رکھا گیا ہے۔ انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ سرکاری امداد وسہولیات والے اقلیتی تعلیمی اداروں کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اقلیتی تعلیمی ادارے نہیں ہیں۔

اختتامی پروگرام سے خطاب کے دوران کے رحمٰن خان نے آئی او ایس کے کاموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ 60 سال گذر جانے کے بعد بھی اقلیتوں کے حقوق پر بات کرنی پڑ رہی ہے حالانکہ ملک کے آئین میں سب کچھ موجود ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اجتماعی غور وفکر کے ساتھ مستقبل کا ایک لائحہ عمل بنایا جائے اور ہر معاملہ اور ہر شعبہ میں اجتماعیت کی جھلک دیکھنے کو ملنی چاہئے تبھی ہم ملک کو آگے لے جاسکتے ہیں۔

اپنے اختتامی کلمات میں آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کے رحمٰن خان اور ظفریاب جیلانی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جو بے گناہ مسلمان دہشت گردی کے جھوٹے الزام میں جیلوں میں بند ہیں وہ انھیں رہا کرانے کے لئے حکومت میں اپنے رسوخ کا استعمال کرتے ہوئے قوم کی بھرپور نمائندگی کریں۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ اپنے اختلافات کو باہمی گفت وشنید سے حل کریں۔ اس موقع پر انہوں نے سینٹرل بینک آف انڈیا کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر آر کے دوبے کے اس بیان پر کہ آئی او ایس جن کی سفارش کرے گا اس کو بینک سے قرض ملے گا، اظہار خیال کیا کہ یہ بات جہاں آئی او ایس کے لئے بہت بڑے اعزاز کی ہے وہیں اس سے اس پر بہت بڑی ذمہ داری بھی عائد ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر انہوں نے تعلیم کے لئے ''فاؤنڈیشن فار ایجوکشن'' کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اس میں ہر کوئی اپنا زرتعاون دے سکتا ہے اور کم سے کم

(دائیں سے) پروفیسر بی شیخ علی، پروفیسر منظور احمد، پروفیسر علاء الدین احمد، پروفیسر ایم اشتیاق اور مائک پر پروفیسر شاہد مہدی

پانچ روپے ماہانہ دیکر اس میں تعاون کرسکتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ سماج کے وہ طبقات جو کسی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر پاتے ہیں انہیں تعلیم دلائی جاسکے۔

قبل ازیں سچر کمیٹی کے ممبر سکریٹری ڈاکٹر ابو صالح شریف نے کہا کہ سچر کمیٹی رپورٹ حکومت کو سونپے ہوئے پانچ سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ پانچ سال کا وہ عرصہ جو کہ کسی بھی حکومت کی مکمل مدت ہوتی ہے مگر ہنوز اس کے 14 ابواب میں سے بہت سے ابواب پر ٹھیک سے غور وفکر نیز تجزیہ تک نہیں ہو پایا ہے۔ جو لوگ ایسا کرنا چاہتے ہیں وہ ادارہ جاتی و مالی تعاون نہ ہونے کے سبب ایسا نہیں کر پا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سچر رپورٹ کے بارے میں یہ تاثر غلط ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کی صورت حال کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ یہ دوسرے مذہبی فرقوں کی صورتِ حال سے موازنہ کرتے ہوئے تیار کی گئی ہے۔ اس لئے اسے کسی ایک فرقہ کی مخصوص رپورٹ نہ کہہ کر مختلف فرقوں کی صورتِ حال کی موازنہ رپورٹ (Relative Report) کہنا بہتر ہوگا۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ سچر رپورٹ میں یکساں مواقع کمیشن کی جو تجویز پیش کی گئی ہے، اُس کا مقصد چند طلبا و نوجوانوں کو محض تعلیمی اداروں میں داخلہ اور نوکری دلانا ہی نہیں ہے بلکہ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام شہریوں میں سے کسی ساتھ ناانصافی نہ ہو اور سبھوں کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہو سکیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دے کر کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ یکساں مواقع کمیشن حقوق و انصاف دلانے کے تعلق سے وہ سب کچھ کرسکتا ہے جو عدالت بھی نہیں کرسکتی ہے۔ انہوں نے اعلانیہ طور پر کہا کہ ہندوستان تبھی عظیم ملک بن سکتا ہے جب سبھی کو یکساں مواقع دیئے جائیں۔

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملیشیا کے پروفیسر سید خالد رشید نے کہا کہ سچر اور مشرا رپورٹوں سے مسلمانوں کے ایشوز سامنے آگئے ہیں۔ لہٰذا اُن سے نمٹنے کے لئے حکومتی سطح پر پورے مواقع ہیں لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب جن کا مسئلہ ہے وہ اُن سے خود بھی پورے طور پر واقف ہوں اور پریشر گروپ بنا کر حکومت پر دباؤ بنائیں کہ وہ اس ضمن میں عملی اقدامات کرے۔

معروف ماہر قانون اور الٰہ آباد ہائی کورٹ کے ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل ظفریاب جیلانی نے کہا کہ جہاں تک اسٹیٹ کے تحت تمام شہریوں کو روزگار کے یکساں مواقع فراہم کرنے

(دائیں سے) خواجہ عبدالمنتقم، روی نائر، ہریش چندر سنگھ راوت، جسٹس روما پال، ایم اے باسط، پروفیسر افضل وانی اور مائک پر وجاہت حبیب اللہ

کی بات ہے، وہ تو بڑی حد تک ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئین کے معماروں نے دفعہ 16 کے کلاؤز 4 میں واضح طور پر یہ فقرہ شامل کیا ہے کہ ''ملک کو شہریوں کے پسماندہ طبقہ کے حق میں ملازمتوں میں ریزرویشن دینے سے کسی بھی صورت میں باز نہیں رکھا جاسکتا ہے'' لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسا عملی طور پر نہیں ہو رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ دفعہ 16(4) میں "Backward Class of Citizens" کا آئین میں نہ مطلب بتایا گیا ہے اور نہ ہی اُس کی تشریح کی گئی ہے مگر سپریم کورٹ نے بہت سے مقدمات کے دوران ''بیک ورڈ کلاس'' کی تشریح کرنے کی کوشش ضرور کی ہے جس کے تحت سماجی، تعلیمی، معاشی، سیاسی اور حتیٰ کہ جسمانی پسماندگی کور (Cover) ہوتی ہے۔ ظفریاب جیلانی نے یہ بھی کہا کہ مسلم و دیگر اقلیتی فرقوں کو تمل ناڈو اور چھتیس گڑھ میں معاشی بنیادوں پر 50 فیصد سے بھی زیادہ دیئے گئے ریزرویشن کی مانند قومی سطح پر سچر کمیٹی اور مشرا کمیشن کی رپورٹوں کی روشنی میں ریزرویشن دیا جاسکتا ہے۔ اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ مسلمانوں کو ریزرویشن اقلیت کے طور پر نہیں بلکہ مسلم کمیونٹی کے طور پر ملنے کی ضرورت ہے خواہ اس کے لئے مرکزی حکومت کو آئین میں تبدیلی ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ انہوں نے مرکزی وزیر قانون سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وہ ریزرویشن اور وقف بل کے تعلق سے واضح طور پر حکومت کا موقف بتائیں۔

ایک دوسرے ممتاز ماہر قانون اور بمبئی ہائی کورٹ کے وکیل یوسف حاتم مچھالا نے کہا کہ سچر رپورٹ کی تو بہت سی سفارشات آئیں مگر ابھی تک اُن پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ سوال یہ ہے کہ عمل درآمد نہ ہونے کے تعلق سے اصل ذمہ دار کون ہے؟ ان کا یہ کہنا تھا کہ ہم لوگ سیاست دانوں سے یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ آخر وہ اپنے کیے گئے وعدوں پر قائم کیوں نہیں رہتے ہیں اور خود اپنے ہی کیے گئے فیصلوں پر اقتدار میں آنے پر عمل کیوں نہیں کرواتے ہیں؟ انہوں نے یہ بھی سوال اٹھایا کہ جب سیکورٹی ایجنسیاں آتی ہیں اور جو چاہتی ہیں کرتی ہیں تو سوال یہ ہے کہ اُن سے کون نمٹے گا؟ ان کے خیال میں اِس مخصوص صورتِ حال میں قانونی چارہ جوئی ہی واحد راستہ بچ جاتا ہے اور قانونی چارہ جوئی کے لئے معاشرہ میں صرف ایک جیلانی یا ایک مچھالا کافی نہیں ہوگا، اس کے لئے کوئی لیگل ایڈ میکانزم بنانا پڑے گا اور اس کے تحت لیگل ایڈ والنٹیرس کو تیار کرنا پڑے گا اور اگر ایسا نہیں کیا جاتا ہے تو ہمارے ملک کی جیلوں میں بے گناہ معصوم بچے نوجوان

(دائیں سے) ڈاکٹر ابو صالح شریف کی عزت افزائی کرتے ہوئے سلمان خورشید اور ڈاکٹر محمد منظور عالم

سڑتے رہیں گے۔

اپنے صدارتی کلمات میں مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ ہائی کورٹوں کے سابق جج جسٹس فخرالدین احمد نے کہا کہ سچر اور مشرا رپورٹیں تو ہمارے سامنے موجود ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اِن کا ماہرین کے ذریعہ تفصیلی جائزہ لیا جائے اور یہ بھی معلوم کیا جائے کہ ان پر عمل درآمد کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس تعلق سے آئی او ایس جیسا تھنک ٹینک کوئی اہم رول ادا کرسکتا ہے۔ سچر کمیٹی کے سابق او ایس ڈی سیّد ظفر محمود نے وقف بل کے تعلق سے متعدد چونکا دینے والے حقائق سامنے رکھے اور کہا کہ اس تعلق سے سنجیدگی سے تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے اور پھر پریشر گروپ بنا کر حکومت پر دباؤ ڈالنے کی بھی ضرورت ہے۔ ان کے خیال میں وقف کا مسئلہ بہت ہی پیچیدہ مسئلہ ہے۔ اس موقع پر جامعہ ملیہ اسلامیہ میں نیلسن منڈیلا سینٹر فار پیس اینڈ کنفلکٹ ریزولوشن کے ڈاکٹر تنویر فضل نے کہا کہ عجیب بات تو یہ ہے کہ سچر رپورٹ کے تعلق سے مختلف قسم کے دعوے کیے جاتے ہیں۔ کبھی حکومت کا یہ دعویٰ سامنے آتا ہے کہ اس کے بیشتر حصوں پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے اور کبھی کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر نفاذ کا سلسلہ شروع ہی نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اِس تعلق سے کوئی حتمی بات تجزیہ کے بعد سامنے آئے۔

''ہندوستان کو عظیم بنانے میں آئی او ایس کے کردار'' پر ایک بہت ہی اہم اجلاس اس کے روح رواں و میر کارواں اور بانی چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم کی صدارت میں ہوا جس میں ماہر بینکنگ آر کے دوبے، جامعہ ہمدرد کے پروفیسر اشتیاق دانش، ماہر قانون پروفیسر افضل وانی، وکیل سالار محمد خاں، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر ایم مقیم اور دانشور ڈاکٹر ایم رضیہ پروین نے مختلف شعبوں اور میدانوں میں آئی او ایس کے رول کو ابھارتے ہوئے بتایا کہ اس نے گزشتہ 25 برسوں میں رُجحان و ادارہ سازی کا جو کارہائے نمایاں انجام دیا ہے وہ مستقبل میں اس کے کردار کو بتانے کے لئے کافی ہے۔ اس پروگرام کی نظامت کرتے ہوئے چنئی کے کیپٹن زاہد حسین نے کہا کہ آئی او ایس نے 25 برسوں میں جو بھی کام کیا ہے اُس کے سبب یہ آج قومی ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی طور پر جانا جاتا ہے۔

سہ روزہ کانفرنس میں ملک کی مختلف ریاستوں سے بڑی تعداد میں مندوبین کے علاوہ مختلف شعبوں کے ماہرین، دانشوران اور علماء نے شرکت کی۔ اس موقع پر طلباء و نوجوانوں کی بڑی تعداد اس بات کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ ملک کی نئی نسل آئی او ایس جیسے تھنک ٹینک میں گہری دلچسپی رکھتی ہے۔

اس طرح اس 14 ویں بین الاقوامی کانفرنس کے ختم ہوتے ہی سلور جبلی تقریبات کا یک سالہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا۔ □□

''اسلامی تہذیب کے اَبعاد'' کا رسم اجرا کرتے ہوئے (دائیں سے) پروفیسر ایم اشتیاق، ڈاکٹر اوصاف احمد، کے رحمٰن خاں، ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر زیڈ ایم خاں اور پروفیسر منظور احمد

باب چہارم

یک سالہ سلور جبلی کے دوران 14 بین الاقوامی کانفرنسوں کی 112 نکاتی تاریخی قراردادیں

نمبر شمار	کانفرنسز	صفحہ نمبر
1-	کانفرنس-1، نئی دہلی، ''علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ''	57
2-	کانفرنس-2، نئی دہلی، ''ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات''	58
3-	کانفرنس-3، سرینگر، ''سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام''	58
4-	کانفرنس-4، نئی دہلی، ''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری''	59
5-	کانفرنس-5، پٹنہ، ''تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات''	59
6-	کانفرنس-6، بنگلور، ''گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت''	60
7-	کانفرنس-7، کولکاتہ، ''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''	60
8-	کانفرنس-8، چنئی، ''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز''	61
9-	کانفرنس-9، حیدرآباد، ''اسلامی آرٹ اور کلچر''	61
10-	کانفرنس-10، کالی کٹ، ''خواتین کو با اختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقہ کار''	62
11-	کانفرنس-11، کٹک، ''ہندوستان میں عدلیہ: اخلاقیات اور انصاف''	63
12-	کانفرنس-12، علیگڑھ، ''امن و ترقی: مذاہب کا کردار''	63
13-	کانفرنس-13، پونے، ''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''	64
14-	کانفرنس-14، نئی دہلی، ''اقلیتی شناخت و حقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز و امکانات''	64

”علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ“

(نئی دہلی، پہلی کانفرنس، 17-15 اپریل 2011ء)

1- یہ کانفرنس تازہ ترین رائے شماری کے اعداد و شمار سے ظاہر ہونے والی بڑھتی ہوئی تعلیمی شرح پر قدرے اطمینان کا اظہار کرتی ہے، تاہم ہمہ گیر شخصی ارتقا کے لئے لازمی بصیرت کے فقدان پر افسردگی کا اظہار بھی کرتی ہے۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اگرچہ تعلیم دنیا بھر میں عام ہو رہی ہے پھر بھی یہ انسانی زندگی کے لئے فرحت و تازگی، وسعتِ نظر اور دانشورانہ و اخلاقی غذا کی فراہمی کا ذریعہ نہیں بن رہی ہے۔

2- یہ کانفرنس تمام متعلقہ لوگوں پر زور دیتی ہے کہ وہ بصیرت کے ان مقاصد کو فروغ دیں جن سے دستور ہند کے دیباچے کو آراستہ کیا گیا ہے۔ کانفرنس اس حقیقت سے شعور و آگہی کی بنیاد پر کہ ملک کا مستقبل معلومات کے انقلاب پر منحصر ہے حکومت ہند، صوبائی حکومتوں اور تمام دلچسپی رکھنے حضرات سے اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ وہ فہم کے بجائے یادداشت کے امتحان پر مبنی موجودہ تعلیمی نظام میں انقلابی تبدیلی لائیں، کانفرنس امتحان، نصاب تعلیم، مختلف شعبوں میں بھرتی، تعلیم کے انصرام نیز اساتذہ و منتظمین کے نظام میں بنیادی تبدیلیوں پر زور دیتی ہے، اس سلسلے میں کانفرنس حکومت ہند پر زور دیتی ہے کہ وہ نیشنل نالج کمیشن، سچر کمیٹی اور جسٹس رنگاناتھ مشرا کمیٹی کی رپورٹ پر عمل درآمد کریں۔

3- یہ کانفرنس اس یقین کا اظہار کرتی ہے کہ انقلاب اس وقت تک محض ایک کھوکھلا نعرہ رہے گا جب تک تعلیم تک رسائی محض ایک چھوٹے سے مراعات یافتہ طبقہ کی اجارہ داری رہے گی جس سے غریبوں اور خستہ حال لوگوں کی غالب اکثریت کا تعلق نہیں ہوگا، کانفرنس سبھی متعلقہ لوگوں پر زور دیتی ہے کہ وہ اقلیتوں اور معاشرے کے نظرانداز کردہ طبقات کے درمیان تعلیم کے فروغ کو ترجیح دیں، اسی لئے ہم اقلیتوں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ اقلیتی اداروں کے قیام پر زور دیتے ہیں اور ساتھ ہی مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اقلیتوں پر مشتمل علاقوں میں صوبوں کے تعلیمی اداروں کی مناسب تعداد کا قیام کریں۔ کانفرنس اس امر پر یقین رکھتی ہے کہ مادری زبان میں ابتدائی تعلیم دیئے جانے کی ضرورت و اہمیت کا اعتراف کئے بغیر کسی طرح کی معنی خیز تعلیم ممکن نہیں ہے۔

4- یہ کانفرنس اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اصل علم شعبہ ہائے علوم کا انتظام ہے، چنانچہ کانفرنس علم کے مختلف میدانوں کے درمیان تقسیم کی دیوار کھڑی کرنے کے بجائے ان کے انضمام و تکمیل پر زور دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ کانفرنس تعلیم کے اصلاحی اہداف میں سب سے اہم انضمام کے عمل پر زور دیتی ہے۔

5- یہ کانفرنس اس یقین کا اظہار کرتی ہے کہ علم ہی روزگار کی کنجی ہے، علم ہی پائیدار ترقی کو وجود بخش سکتا ہے، جو سب کے لئے مساویانہ اور مکمل طور پر ہمہ گیر ہو، کانفرنس اس بات پر زور دیتی ہے کہ ہمہ گیر ترقی کی بنیاد لازمی طور پر ہندوستان کے شاندار تنوع کے تحفظ پر ہونی چاہئے۔

6- یہ کانفرنس اس یقین کا بھی اظہار کرتی ہے کہ ہمہ گیر ترقی اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک معاشرے کے تمام طبقات خاص طور پر اقلیات اور نظرانداز کردہ گروہوں کو مساویانہ مواقع نہ فراہم کئے جائیں۔

7- یہ کانفرنس اس امر پر یقین رکھتی ہے کہ جب تک ہمارے معاشرے میں غیر منصفانہ رجحانات پائے جاتے ہیں کسی طرح کی ترقی و سلامتی کا وجود ممکن نہیں ہے، چنانچہ علم و ترقی کے ذریعہ سلامتی کے عزیز و باوقار مقصد کے حصول کے لئے ہر طرح کے غیر عادلانہ رجحان کا خاتمہ کرنا ہوگا اور ایک سچے، سلامتی پر مبنی اور ہمہ گیر مساویانہ معاشرے کو وجود میں لانا ہوگا، اسی لئے علم سے آراستہ معاشرے کے لئے مستقبل کا نقش راہ توسیع، ہمہ گیریت اور نفاست پر مبنی ہونا چاہئے۔

8- یہ کانفرنس اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ دیرپا امن اور بصیرت کا حصول ایک دوسرے سے آگاہی اور ایک دوسرے کی امتیازی شناخت کے اعتراف سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ امن و سلامتی کا حصول اس وقت تک محض ایک خواب ہی رہے گا جب تک ہم باہمی طور پر اور مختلف مذاہب، برادریوں، قبیلوں اور گروہوں کے درمیان امن سلامتی سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔

9- کانفرنس ہند و پاک دونوں کی حکومتوں پر زور دیتی ہے کہ وہ اپنے اپنے یہاں کے ان قیدیوں کو رہا کردیں جنہیں غلطی سے ملزم قرار دیدیا گیا ہے، خاص طور پر ڈاکٹر محمد خلیل چشتی اور سربجیت سنگھ کو۔ کانفرنس اس پر بھی زور دیتی ہے کہ دونوں ملکوں کے قیدیوں کی رہائی کو یقینی بناتے ہوئے عفو و درگذر کی پالیسی اختیار کی جائے۔ کانفرنس اس امر پر یقین کی حامل ہے کہ عالمی امن اسی صورت میں قائم ہوسکتا ہے جب برصغیر ہند میں سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔ ایک دوسرے کے قیدیوں کی رہائی امن کے سازگار ماحول کا سبب بنے گا۔

''ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات''

(نئی دہلی، دوسری کانفرنس، 15-14 مئی 2011ء)

1- اس کانفرنس نے نظریاتی و عملی سطح پر اسلامی بینکنگ میں ہونے والی حالیہ پیش رفت پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ یہ بات بھی کانفرنس کے لئے باعثِ اطمینان رہی ہے کہ نصف کرۂ ارض پر مشتمل متعدد مغربی ممالک نے اسلامی مصنوعات اور اسلامی طریقوں کو اپنانے کے لئے مختلف مالیاتی اداروں کو اجازت دینے کی سمت میں ضروری اقدام کئے ہیں۔ تاہم کانفرنس کو اس بات پر افسوس ہے کہ اس سلسلے میں ہندوستان میں ہونے والی پیش رفت مطلوبہ ہدف سے بہت کم ہے۔

2- کانفرنس نے حکومت ہند سے اس بات کی اپیل کی ہے کہ وہ اس سلسلے میں ضروری اقدامات کرے تاکہ معاشیات و مالیات کے ضمن میں ایسے ہموار میدان کی داغ بیل ڈالی جاسکے جس میں تمام کھلاڑی صاف ستھرے اور منصفانہ انداز میں اپنا رول ادا کرسکیں۔ کانفرنس نے اس کی تحسین کی ہے کہ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے اور اس کے جمہوری ادارے اور نہج وقت کی کسوٹی پر کھرے اترے ہیں۔ ملک کا جمہوری کردار اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ لوگوں کے مختلف طبقات کو اس امر کی پوری آزادی ہونی چاہئے کہ وہ اپنے عقیدے اور اصولی قدروں کے مطابق اپنے مالیاتی اداروں کی تعمیر کرسکیں۔

3- کانفرنس نے کنٹرول کرنے والے شعبوں، کاروباری اداروں، سرمایہ کاری کرنے والوں اور دیگر تمام متعلقہ لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ وینچر کیپٹل فنڈز استعمال کریں۔ کانفرنس نے ان نئی فرموں کی مالیاتی ضرورتوں کی فراہمی میں، جو مصنوعاتی صلاحیت کی توسیع اور ملک میں روزگار کے سلسلے میں زبردست رول ادا کرتی ہیں، وینچر کیپٹل فنڈ کے رول کو اجاگر کیا ہے۔ اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کا فروغ مزید سرمایہ کاری کو ہمارے ملک کی جانب راغب کرسکتا ہے اور مطلوبہ سمتوں کی جانب سرمایہ کاری کی رہنمائی کرسکتا ہے۔

''سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیاتی اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام''

(سری نگر، تیسری کانفرنس، 5-3 جون 2011ء)

1- اسلامی فلسفہ سے پیدا شدہ غیر سودی بنکاری کو ہندوستان میں خریداری کے لئے مقابلہ جاتی اختیار کی حیثیت سے متعارف کرانا۔

2- غیر سودی بنکاری کیلئے ہمہ گیر اور معقول بنیادی ڈھانچہ کو استوار کرنا۔

3- ایسے مناسب قانونی، منضبط کرنے والے اور نگرانی کرنے والے فریم ورک کو استوار کرنا جو غیر سودی بنکاری کی بڑھتی ہوئی طلب کو مؤثر انداز میں پورا کرسکے اور غیر سودی بنکاری نیز روایتی بنکاری کے درمیان مکمل توازن کو یقینی بناسکے۔

4- غیر سودی بنکاری کی خدمات کے تئیں عوامی شعور کو فروغ دینا۔

5- ہندوستان میں غیر سودی بنکاری کی خدمات کے سیکٹر میں آزاد، صاف ستھرے اور شفاف بازاروں کے عمل کو رواج دینا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا۔

6- غیر سودی بنکاری کی خدمات کو آبادی کے تمام زمروں کی رسائی کے لئے تگ ودو کرنا۔

7- تحقیق و تخلیق کے ذریعہ معیاری غیر سودی مصنوعات کو بہتر بنانے کے عمل کو فروغ دینا۔

8- غیر سودی بنکاری کو پیش کرنے والے اداروں کی سرمایہ کاری، اثر انگیزی اور لچیلے پن کو اس انداز میں استوار کرنا کہ اس بات کا یقین ہوجائے کہ وہ عالمی معیار کے مطابق ہیں اور بہترین خدمات کے آئینہ دار ہیں۔

9- بین الاقوامی حساب کتاب اور جانچ پڑتال کے لئے ان پیمانوں کو اپنانا جو غیر سودی بنکاری پر منطبق ہوتے ہوں۔

10- ان ممالک کے ساتھ تعاون کو فروغ دینا جو غیر سودی بنکاری کی خدمات پیش کرتے ہیں۔

11- غیر سودی بنکاری کے لئے ماہرین، باصلاحیت اور اعلیٰ معیار کے انسانی سرمایہ کے مطلوبہ مرکز کو تعمیر کرنا اور تازہ ترین تکنیک کے استعمال کو یقینی بنانا۔

12- غیر سودی بنکاری سے متعلق بنیادی ڈھانچہ کے اداروں کے درمیان تال میل استوار کرنا اور انھیں تقویت بخشنا۔

13- مقامی غیر سودی بنکوں کو بنکوں کے عالمی اور علاقائی نظام سے ہم آہنگ کرنے کے لئے مالیاتی روابط کو استوار کرنے کے مقصد سے اقدام کرنا۔

”ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری“

(نئی دہلی، چوتھی کانفرنس، 10-8 جولائی 2011ء)

1- آئی او ایس کے زیر نگرانی ایک مشاورتی مجلس قائمہ تشکیل دی جائے جو رابطہ وتعاون پر مبنی کوشش کے مشن کو آگے بڑھانے کا کام کرے۔ کمیٹی اس بات کی بھی مجاز ہوگی کہ وہ ایک قابل عمل اور قابل نفاذ پروگرام وضع کرے تاکہ تفویض کردہ ذمہ داری میں پیش رفت ہو۔ اس کمیٹی کی زیر نگرانی پیروی کے مقصد سے ایک نشست کا انعقاد ہوتا کہ جیسے ہی دستاویزی ایکشن پلان تیار ہو، وسیع شراکت کی بنیاد استوار کی جاسکے۔

2- آئی او ایس اور فورم ہندوستان اور آسیان کے درمیان ایسی ہمہ گیر شراکت کا تخیل رکھتے ہیں جو معاشی روابط سے زیادہ دراز ہوتا کہ علاقے میں بلند پایہ نشو ونما اور پائیدار ترقی کی راہ ہموار ہو۔

3- آئی او ایس اور فورم اعلیٰ سطحی کمیٹیاں تشکیل کریں گے جن میں ہندوستان اور آسیان کے پالیسی ساز اور فکر ودانش کے حامل زعماء شامل ہوں گے تاکہ ادارہ جاتی میکنزم کو ایسی سمت دی جاسکے کہ تجارت، سرمایہ کاری اور تکنالوجی پر مبنی حصہ داری کے میدانوں میں شرکت کا تعین کیا جائے۔

4- آئی او ایس اور فورم شرکت اور ترقی کی روح کو جلا بخشنے کے لئے آسیان میں اپنے اپنے اداروں کی شاخیں قائم کرنے کا جائزہ لیں گے۔

5- آئی او ایس اور فورم شریک ممالک میں منتقلی کی بنیاد پر ہند-آسیان شرکت برائے ترقی کے موضوع پر کانفرنس کا انعقاد کریں گے۔

6- یہ کانفرنس حکومت ہند اور ریزروبینک آف انڈیا کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کریگی کہ ادارہ جاتی اور منضبط کرنے والے ڈھانچہ میں ضروری تبدیلیاں اور ترامیم کے ذریعہ شراکتی بینکنگ اور مالیاتی اداروں کے قیام کو سہل بنایا جائے۔

”تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات“

(پٹنہ، پانچویں کانفرنس، 18-16 ستمبر 2011ء)

1- تعلیم اور عظیم تہذیب کا ارتقاء لازم وملزوم ہے۔ جدید ہندوستان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے تمام شہریوں کی قوت، سلامتی اور بقاء کے لئے نئے ایجنڈے کے طور پر تعلیم کی طرف پیش رفت کرے۔

2- جدید ہندوستان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ غلبہ اور تسلط کی مختلف عالمی قوتوں کے برخلاف اپنی مثبت عظمت کیلئے ایک تہذیبی نظام کا ایشیائی منارۂ نور ہو۔

3- مسلمانوں کی سماجی، اقتصادی اور تکنیکی ترقی کے لئے اوقاف کی ایک معاشی پلیٹ فارم کے طور پر تشکیل جدید سے ہندوستان میں مسلم اقلیتوں کی تعلیم کے فنڈ کا ایک سرچشمہ وجود میں آئے گا۔

4- انسانی امور، ہماری آرزو، تیاری اور اس نئے تناظر کی شرکت کی گردش کی شکل میں عالمی نئی حقیقتیں ہندوستان کی سیاسی، کاروباری، علمی، متمدن سماج اور ذرائع ابلاغ پر مشتمل قومی قیادت کے بدلتے رول کی کنجی ہے۔

5- مسلم قیادت اس بات کی ضرورت مند ہے کہ تعلیم کو اپنے مستقبل کا ایجنڈا بنا کر کمیونٹی کے مستقبل کے تئیں اپنا فریضہ انجام دے اور احتساب کو بروئے کار لانے کے لئے اپنے عزم کا اظہار کرے۔

6- پٹنہ کا آئی او ایس چیپٹر تعلیم سے متعلق مسائل پر عوام کو باشعور بنانے کے سلسلے میں ضروری اقدام کرنے کے لئے ”تعلیمی ٹاسک فورس“ کے نام سے مخلص کارکنوں کی ایک ٹیم تشکیل دے سکتا ہے۔ یہ ٹاسک فورس تعلیم کو عام کرنے خاص طور پر ”حق تعلیم“ اور دیگر سرکاری اقدام کی روشنی میں اجتماعات اور دیگر سرگرمیوں کا اہتمام کرسکتا ہے۔

7- مسلمانوں کے درمیان تعلیم سے متعلق بہار میں واقع مدرسہ ایجوکیشن بھی حسب معمول ایک اہم عنصر ہے، ان سیکٹرس میں مواصلات کے خاطر خواہ اور مناسب ذرائع (Channels) کو بروئے کار لانا چاہئے اور ان کی مرضی وتائید سے ان کی مشکلات کو حل کیا جانا چاہئے۔

8- آئی او ایس کے پٹنہ چیپٹر کو آئی او ایس کے تعلیمی فاؤنڈیشن کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے اور بہار میں تعلیم کی ترقی کیلئے فراہم مواقع اور وسائل کا استعمال کرنا چاہئے۔

9- مسلم خواتین کے درمیان تعلیم کو عام کرنے کیلئے خصوصی اقدامات کئے جانے چاہئیں، ان سیکٹرس میں کمی کے رجحان پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

10- مدرسہ ایجوکیشن کے میدان میں کانفرنس حکومت پر زور دیتی ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی سفارشات کو قبول کرے۔

''گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت''

(بنگلور، چھٹی کانفرنس، 16-14 اکتوبر 2011ء)

1- ذرائع ابلاغ کی اہمیت وقوت اس بات کی متقاضی ہے کہ معلومات، ترقی اور سلامتی کے تمام میدانوں میں ذرائع ابلاغ کی طاقت کو بروئے کار لانے کے لئے مہارتوں، حکمت عملی اور اداروں کو بہتر بنانے کے تئیں مناسب فکر کا اظہار کیا جائے۔

2- آئی او ایس الیکشن کمیشن اور CAG کے خطوط پرمبنی دستور کے ذریعہ تشکیل کردہ ایک خودمختار ادارے کے قیام کیلئے عوامی حمایت کی فضا ہموار کرے تاکہ ذرائع ابلاغ سے متعلق امور کا تحفظ، انضباط اور نگرانی کا عمل انجام پاسکے۔جس میں مخصوص توجہ ذرائع ابلاغ کے حقوق، اخلاقیات اور اقلیتوں کے حقوق پر مرکوز ہو۔

3- ایک ایسے میکنزم کو وجود میں لایا جائے جو لازمی قوت کے ساتھ اور مناسب وقت پر ضرورت کی تکمیل کے ساتھ اقلیتوں کے امور اور حقوق کے تحفظ اور خاکہ سازی کے لئے ذرائع ابلاغ کے میدانوں میں کام کرے۔

4- آئی او ایس تمام اقلیتوں سے ہمدردی رکھنے والے ذرائع ابلاغ سے متعلقہ اداروں کو ایک دوسرے سے قریب لانے اور متعلقہ میدانوں میں رابطہ وتعاون کی غرض سے تال میل پیدا کرنے کیلئے ایک ایکشن پلان کو وجود بخشے۔

5- ذرائع ابلاغ کے ساتھ گہرا تعلق صحیح نقطہ ہائے نگاہ سامنے لائے جس کا مقصد یہ ہو کہ ذرائع ابلاغ کو اس لئے متحرک کیا جائے کہ وہ تمام ہندوستانیوں کی جمہوری آرزوؤں اور امیدوں کی عکاسی کرنے والے افکار کو عام کرے۔

6- انٹرنیٹ، فیس بک اور ٹوئیٹر وغیرہ کے استعمال کو فروغ دیا جائے تاکہ اقلیتوں کے نقطۂ نظر کو عام کیا جاسکے اور ان کے خلاف پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکے۔

7- خوف پر مبنی نظریات اور نفرت کی میکنزم کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام متعلقہ لوگوں کو یکجا کیا جائے۔ تشدد کی لہر کا تمام ممکنہ ذرائع سے مقابلہ کیا جائے۔

8- ایک ایسے ایکشن پلان کو تیار کیا جائے جو اقلیتوں کے مفادات ومعاملات کی مستقل دیکھ ریکھ کے مقصد سے ذرائع ابلاغ کے مناسب استعمال کی حوصلہ افزائی کرے اور اسے قوت بخشے۔

9- مستقبل قریب میں بنگلور میں ''آئی او ایس مرکز برائے ذرائع ابلاغ اور علاقائی مطالعات'' کا قیام عمل میں آئے گا۔

10- اس قرارداد میں دہلی میں 17 اپریل 2011ء کو پاس کی گئی قرارداد میں جسٹس کاٹجو کی خواہش پر ہند کی جیل میں 1992ء سے قید وبند کی زندگی گزار رہے بزرگ پاکستانی سائنسداں خلیل چشتی کی رہائی والے مطالبے کو پھر سے شامل کرکے حکومت ہند سے مطالبہ کیا گیا کہ جلد از جلد ان کی رہائی کا راستہ صاف کیا جائے تاکہ انصاف کا بول بالا ہو۔

''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''

(کولکاتہ، ساتویں کانفرنس، 20-18 نومبر 2011ء)

1- مغربی بنگال میں میڈیا اور علاقائی مطالعات سے متعلق آئی او ایس کے خصوصی مرکز کے قیام کیلئے سنجیدہ کوشش ہونی چاہئے۔

2- آئی او ایس کی مقامی شاخ، مقامی اداروں سے رابطہ کے مقصد سے ایک منصوبہ تیار کرسکتی ہے جس کا مقصد یہ ہو کہ قریب ہوتے تعلقات کے پیش نظر حاشیہ پر رکھے گئے گروہوں کی مشکلات کا خصوصی سیاق میں جائزہ لینے کیلئے تعاون حاصل کیا جائے۔

3- مغربی بنگال کے سیاسی، سماجی اور ثقافتی عناصر کو صوبے میں مسلمانوں اور دیگر حاشیہ پر رکھے گئے گروہوں کی حالت زار سے متعلق شعور پیدا کرنے کیلئے یکجا کیا جائے۔

4- آئی او ایس کے زیر نگرانی جاری ادیان کے درمیان مذاکرات کو مغربی بنگال کی کلکتہ شاخ کے ذریعہ مزید فعال بنایا جاسکتا ہے۔ یہ سفارش بھی کی جاتی ہے کہ بین المذاہب مذاکرات کے موضوع پر ایک جریدے کی اشاعت عمل میں آئے۔

5- آئی او ایس کی کلکتہ شاخ مغربی بنگال کی علاقائی سطح پر جیسے پنچایتی راج اور مسلمانوں کی فلاح وبہبود سے متعلق خصوصی تحقیقی منصوبوں اور عملی جائزوں پر مبنی مطالعات پر کام کرنے کیلئے منصوبہ بندی کرسکتی ہے۔

6- آئی او ایس کا کولکاتہ چیپٹر ہندوستان میں انتخابی نظام کی اصلاح کیلئے خصوصی اقدام کا آغاز کرے۔

7- آئی او ایس کولکاتہ چیپٹر کچھ پروگرام شروع کرسکتا ہے خاص طور پر دہ خواتین اور نوجوانوں کی بہبود اور انھیں باشعور بنانے کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز''

(چنئی، آٹھویں کانفرنس، 11-10 دسمبر 2011ء)

1- یہ طے کیا گیا کہ چنئی میں آئی او ایس کے زیر اہتمام ایک عالمی کونسل برائے یوتھ ڈیولپمنٹ، قائم کی جائے۔

2- یہ طے کیا گیا کہ چنئی چیپٹر ایک پلان تیار کرے گا تا کہ تمام علاقائی اداروں اور پالیسی پلانر کی خدمات حاصل کی جائیں اور حاشیہ پر ڈال دئے گئے گروپ کے مسائل اور مشکلات کو ان کے خصوصی حوالہ کی روشنی میں موضوع بنا کر ان کی مدد کی جا سکے، دیگر معاشرتی گروپوں سے بھی اس سلسلہ میں تعاون حاصل کیا جائے۔

3- یہ بات طے کی جاتی ہے کہ چنئی شاخ آئی او ایس کی دیگر علاقائی شاخوں کے ساتھ عملی روابط قائم کرے گا اور اس بات کی کوشش کرے گا کہ باہمی تعاون استوار ہو۔

4- یہ طے کیا گیا کہ تامل ناڈو کے سیاسی، معاشرتی اور ثقافتی حلقوں کو مسلمان نوجوانوں اور دیگر حاشیہ پر ڈال دیئے گئے طبقات کی پریشانیوں کے بارے میں آگاہ کیا جائے اور ان کو اس معاملہ میں دلچسپی لینے پر آمادہ کیا جائے۔

5- یہ طے کیا گیا کہ حکومت سے گذارش کی جائے کہ اعلیٰ سطح کی معیاری تعلیم کو کمزور و غریب طبقات کے لئے جو اس وقت کافی مہنگی اور ناقابل برداشت ہے سستی اور قابل حصول بنایا جائے۔

6- یہ طے کیا گیا کہ نوجوانوں کے لئے سافٹ اور لائف اسکل ڈیولپمنٹ کے پروگرام تمام مطلوبہ سطحوں پر مہیا کرائے جائے۔ اس سلسلہ میں ریاستی حکومت کو ان شعبوں میں توجہ دلانے کا اقدام کیا جائے۔

7- یہ طے کیا گیا کہ اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں اخلاقی اقدار کی تعلیم کو شامل کرانے کی کوشش کی جائے۔

8- یہ طے کیا گیا کہ تامل ناڈو کی حکومت سے تمام اقلیتی زبانوں کی ترقی و تحفظ کے لئے اقدام کرنے کی گذارش کی جائے۔

9- یہ طے کیا گیا کہ وہ مسلمان نوجوان جو آئی اے ایس، آئی پی ایس اور مرکزی و ریاستی ملازمتوں میں مقابلہ میں شرکت کر رہے ہوں ان کی امداد کے لئے ایک علیحدہ فنڈ آئی او ایس قائم کرے۔

10- یہ طے کیا گیا کہ ایسے مسلم نوجوانوں اور انکے اہل خاندان کا سروے کیا جائے جنھیں مدت دراز تک جیلوں میں بند رکھا گیا اور طرح طرح کی ذہنی و جسمانی اذیتیں پہنچائی گئی۔ ان کی بازآبادکاری کے لئے مناسب اقدام کیا جائے۔

11- یہ کانفرنس مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی تعلیمات کے تناظر میں پرورش و پرداخت کرنے اور ان کو اپنے مستقبل کی تعمیر کے سلسلہ میں پوری مدد کرنے پر توجہ دیں۔

''اسلامی آرٹ اور کلچر''

(حیدرآباد، نویں کانفرنس، 31-30 دسمبر 2011ء و یکم جنوری 2012ء)

1- آرٹ و کلچر کا مطالعہ محض ماضی کی تعریف اور کارناموں تک محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ اس کے ذریعہ تاریخ سازی میں محرک تمام عمرانی حقائق کی غیر جانبدارانہ تحقیق و انکوائری پر فوکس کرنا چاہے۔

2- انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز (آئی او ایس) کو اسلامی کلچر و آرٹ کے میدان میں ریسرچ اور پبلی کیشنز کو آگے بڑھانے میں مندرجہ ذیل نکات پر فوکس کرتے ہوئے محرک بننا چاہئے: (الف) اسلامی آرٹ کی دنیا کی مستقل ترقی کے پیش نظر لٹریچر کی تیاری اور متعلقہ افراد کے اندر ضروری مہارت کو پیدا کرنے کی غرض سے تربیتی پروگرام کا اہتمام کرنا، (ب) کلچر و آرٹ کے مطالعہ میں تنقیدی اپروچ کو بڑھانا، (پ) اس فیلڈ میں کیئے گئے اچھے و معیاری کارناموں کی پذیرائی اور جو کمیاں و ناکامیاں ہیں اس کا احساس کرانا اور (ج) اس میدان میں اسکالرس کے کاموں کو حقائق اور کارناموں کی مدلل تفصیل کے ساتھ متعلق ایشوز کو غیر جانبدارانہ طور پر توجہ دینا۔

3- کلچرل اثاثے کے تحفظ اور انھیں جوں کی توں حالت میں رکھنے کی غرض سے ایک ٹرسٹ قائم کیا جائے۔

4- آرٹ کے وجود کو درپیش خطرات کے پیش نظر خصوصی طور پر ٹیکسٹائل اور میٹل کے کاموں کے شعبوں میں کلچرل اثاثے کا بڑے پیمانے پر ڈاکومینٹیشن کیا جائے اور اس تعلق سے فنکاروں اور دیگر کارکنوں کو پرکشش ڈیزائن، اچھی پیکنگ اور موثر مارکیٹنگ میں فنکاروں کو آگے بڑھانے کے لئے مدد فراہم کرنے کی غرض سے ایک اسلامک آرٹس کونسل کو بھی

قائم کیا جائے۔

5- جدید طریقہ کار استعمال کرتے ہوئے اس کو جمع کرنے اور آگے بڑھانے کے خیال سے اسلامی آرٹ وکلچر سے متعلق نصاب کو تیار کرکے شروع کرانے کے لئے متعدد یونیورسیٹیوں اور اداروں کی آرٹس ودیگر اداروں کی آرٹس اور اسلامک اسٹڈیز کی فیکلٹیز سے ربط قائم کرکے تعاون کی گذارش کی جائے۔

6- بحران کے وقت کلچرل اثاثہ کے تحفظ میں ڈیزاسٹر مینجمنٹ کی تربیت کے لئے پروگرام کے ساتھ ڈیزاسٹر مینجمنٹ کے نصاب کو تیار کرکے مختلف اداروں میں نافذ کرایا جائے۔

7- اندرون وبیرون ملک کے سیاحوں کے لئے آرٹ اور اس سے متعلق اشیاء کو عمومی کشش کے ساتھ پیش کیا جائے نیز مختلف طرح کے کلچر اور ہیریٹیج کے ہر حصہ پر خصوصی نمائش کا اہتمام کیا جائے۔

9- لوگوں کے ذریعہ مختلف کلچر کو وسیع تر انداز میں سمجھنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں میں اسلامی اور متوازی آرٹ گیلری کو قائم کرنے کے لئے مرکزی وریاستی سطحوں پر متعلقہ وزارتوں اور شعبوں سے دلچسپی لینے کے لئے گذارش کی جائے اور انھیں تیار کیا جائے۔

10- مسلمانوں کو اس مقصد کے لئے تیار کرنا چاہئے کہ وہ اپنے مذہب اور آرٹ کے درمیان باہمی تعلق کو سمجھیں اور اقتصادی ترقی کے ایک ذریعہ کے طور پر آرٹ کی بڑھتی ہوئی اہمیت وحیثیت پر توجہ دینے کے لئے انھیں تیار بھی کریں۔

”خواتین کو بااختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقہ کار“

(کالی کٹ، دسویں کانفرنس، 8-6 جنوری 2012ء)

1۔ یہ افسوسناک حقیقت سامنے آرہی ہے کہ خواتین بالخصوص شہروں اور دیہاتوں کی غریب خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔ خانگی تشدد خاص طور پر تشویش کا موجب ہے اور اس معاملہ میں کوئی بھی قوم، طبقہ اور گروہ بے قصور نہیں۔ یہ انحطاط عالمی سطح پر مذہبی اقدار کے زوال اور مادہ پرستانہ نظریات کے غلبہ کے سبب جو انسانوں کو بھی اقتصادی جانور تصور کرتے ہیں واقع ہوا ہے۔

2۔ مردوں اور عورتوں کا زوال ایک ایسے سماج کی تعمیر میں جو مساوات اور انصاف پر مبنی ہو ایک دوسرے کے تعاون وہم آہنگی پر منحصر ہے۔ تاریخ میں ایسی مستحکم دلیلیں موجود ہیں کہ مسابقت کے بجائے تعاون ویک جہتی کے ذریعہ نسل انسانی میں تخلیقی وفور اور ہم آہنگی پیدا ہوئی ہے۔

3۔ مردوں اور عورتوں کے رول اور ان کے مرتبہ ومقام کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے آگاہی اور واقفیت، صنفی عدل اور استحکام کے بارے میں غلط تصورات کو ختم کرسکتی ہے۔ مرد عورت ایک دوسرے کے حریف نہیں بلکہ معاون کار ہیں تا کہ معاشرتی ارتقا اور ہم آہنگ وخوش اسلوب رفاقت کے مراحل طے کرسکیں۔

4۔ عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں اسلامی توانین کی نامناسب ترجمانی کی وجہ سے عورتوں کے مقام ومرتبہ کے تعین میں کوتاہی ہوتی ہے۔ معاشرہ میں عورتوں کے کردار کے تعین کے سلسلہ میں ہندوستان میں مردوں کی فوقیت وبالادستی کا تصور سدراہ بنتا ہے۔ اس لئے تمام طبقات کی خواتین کے حقیقی ارتقا کے سلسلہ میں عورتوں کے لئے نیشنل کمیشن کی طرز پر ایک ذیلی کمیٹی کی تشکیل کی جانی چاہئے جو عورتوں کی تحقیر وتذلیل کے مسائل کا مطالعہ کرے۔

5۔ جملہ ڈیلی گیٹ یہ پختہ رائے رکھتے ہیں کہ قرآن اور رسول اکرم کی سنت اور جدید علوم کی روشنی میں عورتوں کو بااختیار بنانے کے سلسلہ میں گفتگو اور مباحثہ کو جاری رکھا جائے۔ موجودہ عشرہ میں بنیادی تصورات اور نمونہ ومثال پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے تا کہ عورتوں کے سلسلہ میں موجودہ سیاسی ومعاشرتی تصورات پر از سر نو غور کیا جائے اور تمام انسانوں کے ساتھ رنگ ونسل اور صنف کی تفریق سے بالاتر ہو کر انصاف ومساوات کا طرز عمل اختیار کیا جاسکے۔ لیکن اس بات پر مزید ریسرچ، جائزہ اور علمی دلائل کی ضرورت ہے تا کہ ان نقلی ومصنوعی رجحانات کی جو عورتوں کی آزادی کے نام پر جدیدیت کے عنوان سے فروغ پذیر ہیں قلعی کھولی جاسکے۔ اس لئے ڈیلی گیٹ انسٹی ٹیوٹ کی گورننگ باڈی سے گذارش کرتے ہیں کہ ایک سنٹر عورتوں کے مسائل کے مطالعہ کے لئے کالی کٹ میں قائم کیا جائے تا کہ مختلف علوم میں عورتوں کے امپاورمنٹ سے متعلق جو علمی خدمات انجام دی جارہی ہیں ان کو تقویت پہنچائی جاسکے۔

''ہندوستان میں عدلیہ: اخلاقیات اور انصاف''

(کٹک، گیارہویں کانفرنس، 22-21 جنوری 2012ء)

1- سماج کے غریب اور پسماندہ طبقہ کے حقوق واختیار کی حفاظت کے لئے ہندوستانی عدلیہ نے جو رول ادا کیا ہے۔ کانفرنس اس کے اس رول کی ستائش کرتی ہے۔ کانفرنس ہندوستانی عدلیہ کا اس لحاظ سے معترف ہے کہ اس نے دستور کی دفعہ 12 کی حدود کار کی توسیع کی تا کہ جینے کے حق اور فرد کی آزادی کے بنیادی حق کے بڑے پیمانے پر گارنٹی دی جاسکے۔

2- کانفرنس یہ بھی چاہتی ہے کہ سپریم کورٹ نے ایک آئینی عدالت کے طور پر کافی حساسیت، بہتر حکمرانی اور حق اطلاعات واظہار رائے کے ذریعہ جواب دہی اور لسانی ومذہبی اقلیتوں کے حقوق کو متعدد تاریخی فیصلوں کے ذریعہ مستحکم کرنے اور اس کے حدود کو بڑھانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

3- کانفرنس اس بات پر زور ڈالتی ہے کہ اخلاقی قانونی تعلیم کو بڑھاوا دیا جائے اور یہ تبھی ممکن ہے جب ان قانون کے طلبہ میں اخلاقی تعلیم کو پروان چڑھایا جائے جو کہ مستقبل میں عدلیہ کے قابل فخر جز بنیں گے۔

4- کانفرنس نے یہ بھی تجویز پاس کی کہ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ملک میں ججوں کی تعداد کو بڑھایا جائے اور عدلیہ میں ذہین وباصلاحیت افراد کو لانے کی کوشش کی جائے۔ کانفرنس نے یہ بھی تجویز کی کہ ججوں کی تنخواہیں اسی تناسب میں رکھی جائیں جیسا کہ بنیادی آئین میں مذکور ہے۔

5- یہ بھی اتفاق رائے سے طے کیا گیا کہ عام لوگوں تک انصاف پہونچانے کے عمل میں ججوں کو اپنے آپ کو الہامی مقام پر رکھ کر خود کو سب کچھ نہیں سمجھ لینا چاہئے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ججوں کی آزادی وغیر جانبداری کی بھی یقین دہانی کرائی جانی چاہئے تا کہ انہیں کسی بھی طرح کے غلط اور جھوٹے الزامات سے بچایا جاسکے۔

6- یہ بھی تجویز پیش کی گئی کہ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ججوں کی کارکردگی کا تجزیہ کرنے کے لئے متعدد پیمانوں کو بنانے میں گہرائی سے تحقیق کی جائے۔ یہ پیمانے داعی، مدعی، وکلاء، ججوں اور سب سے بڑھکر عام آدمی کے لئے الگ الگ ہوں۔

7- اس کانفرنس نے یہ بھی تجویز پیش کی کہ مقدمات کو جلد نمٹانے کے چکر میں ایسا نہ ہو جائے کہ جلدی میں معاملات نمٹانے کے سبب انصاف ہی دفن ہو جائے۔ یہ بھی تجویز پاس کی گئی کہ انصاف فراہم کرتے وقت تعداد کے بجائے کسی بھی معاملے کی خوبی وخصوصیت کو سامنے رکھا جائے۔

8- انصاف کی فراہمی عدلیہ تک ہی محدود نہیں ہونی چاہئے اس کے دائرہ کار کو گورنس کی تمام سطحوں میں یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔

''امن وترقی: مذاہب کا کردار''

(علیگڑھ، بارہویں کانفرنس، 12-11 فروری 2012ء)

1- ملکی اور عالمی سطح پر امن کی قیام میں مذاہب کا نہایت اہم کردار ہے تمام مذاہب خالق سے محبت کے ساتھ ساتھ انسانیت کی خدمت کرنے، نفرت اور تشدد سے بچنے، اور حسن اخلاق کے تقاضوں پر کار بند رہنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لیے پیشوایان مذاہب کی ذمہ داری ہے کہ وہ سماج میں مذہب کے اس آفاقی پیغام کو عام کریں۔

2- تمام مذاہب نے عدل وانصاف، تمام انسانوں کے ساتھ مساویانہ سلوک، خواتین، بچوں، سن رسیدہ حضرات اور اقلیتوں کے ساتھ انصاف کی تلقین کی ہے کیوں کہ امن وامان کا حاصل ہونا معاشرہ میں عدل وانصاف کے قیام سے جڑا ہوا ہے اور انصاف اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک سلوک اور برتاؤں میں یکسانیت نہ ہو اس لیے یہ سمینار حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سماج کے تمام لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کو یقینی بنائیں اور کسی فرقے کے ساتھ امتیازی رویہ اختیار نہ کریں۔ اظہار خیال کی آزادی، معاشی جدوجہد کا حق اور شہری حقوق سماج کے تمام لوگوں کو مساویانہ طور پر حاصل ہوں۔

3- یہ خیال غلط ہے کہ مذہب ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب ہر طرح کی ترقی جو اخلاقی تقاضے سے ہم آہنگ ہو اور انسانیت کے لیے نافع ہو کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کیوں کہ اس نے انسانی خدمت اور انسانیت کو راحت پہونچانے کا پہلو پایا جاتا ہے جو ہر مذہب میں پسندیدہ اور مطلوب ہے۔

4- انسانیت کی فلاح اور معاشرے کے امن کے لیے صرف مادی ترقی ہی کافی نہیں اخلاقی ترقی اور انسانی جذبے کی بیداری بھی ضروری ہے اس لیے یہ سمینار حکومت سے مطالبہ

کرتا ہے کہ وہ ترقی کے لیے صرف سائنس وٹکنالوجی اور معیشت کی بہتری کو معیار نہ بنائے بلکہ نظام تعلیم، سماجی اور معاشی قوانین میں اس بات کو بھی ملحوظ رکھے کہ ملک کے رہنے والے تمام طبقات میں اعلیٰ اخلاقی قدریں پیدا ہوں۔ ہماری سیاست، ہماری معیشت اور زندگی کی تمام شعبوں میں بلند کرداری، انسانیت نوازی اور اخلاقی قدروں کی پاسداری کو خصوصی اہمیت حاصل ہو جس کے بغیر ہماری ترقی ادھوری اور نا تمام ہوگی۔

5- انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ ایک ایسے ادارے کی تشکیل کرے جو مختلف مذاہب پر اعتقاد رکھنے والوں کے درمیان ہم آہنگی، رواداری اور انسانی اخوت کو فروغ دینے کی کوششوں کو بڑھاوا دے، امن کے لیے بین مذہبی مذاکرات منعقد کرے، اس فکر پر مبنی لٹریچر تیار کرے، مشترکہ انسانی اور سماجی مسائل پر اجتماعات منعقد کرنے کا اہتمام کرے، باہمی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی جدو جہد کرے تا کہ ایک ایسے معاشرے کو وجود میں لانا ممکن ہو سکے جس کی بنیاد انسانی اخوت، رواداری، عدم تشدد اور امن آشتی پر ہو۔

''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''

(پونے، تیرہویں کانفرنس، 11-9 مارچ 2012ء)

1- قابل تحسین ہے یہ امر کہ اس کانفرنس میں نوجوانوں اور خواتین کی شرکت قابل ذکر تعداد میں رہی اور اس طرح ان لوگوں کے درمیان ان سے متعلق موزوں سوالات کو اٹھانے کا موقع ملا۔

2- اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ایسے پلان اور پروگرام بنائے جائیں جن میں آئی او ایس پونے اور اس کے اِردگرد آبادی بالخصوص سماج کے اندر حاشیہ پر رہ رہے طبقات کو ان میں ملوث کیا جاسکے۔

3- اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ توحید کی بنیاد پر عالمی منظرنامے کی روشنی میں پروگرام بنائے جائیں۔ اس تعلق سے آئی او ایس اور آئی آئی ٹی سے ضروری تعاون ایک ساتھ کام کر کے حاصل کیا جائے۔

4- پونے میں آئی او ایس اور دیگر ہم خیال تنظیموں کے درمیان ربط کی عملی شکل کے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔ بی سی یو ڈی یونیورسٹی، یونیورسٹی آف پونا اس تعلق سے پوری اسکیم کو بنانے میں قائدانہ رول ادا کر سکتی ہے۔

5- آئی او ایس کو چاہئے کہ وہ جنوب بالخصوص چنئی اور کالی کٹ میں واقع اپنے چیپٹرس کو ان کی سرگرمیوں میں تعاون کے لئے خصوصی ہدایت دے۔ پونا کالج آرٹس، سائنس وکامرس کی مدد سے سماج کے حاشیہ پر رہ رہے طبقات کے لئے خصوصی طور پر پروگرام شروع کرے۔

''اقلیتی شناخت وحقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات''

(نئی دہلی، چودہویں کانفرنس، 15-13 اپریل 2012ء)

1- سلور جبلی تقریبات کی کانفرنسوں کے دوران پاس کی گئی تمام قراردادوں پر مبنی مستقبل کے ایکشن پلان کو بنانے کی غرض سے اور عمومی طور پر ملک میں حاشیہ پر رہ رہے افراد اور خصوصی طور پر مسلمانوں کی سیکورٹی اور ویلفیئر کے لئے حکمت عملی بنانے کے تعلق سے بنیادی آبجیکٹیو کو حاصل کرنے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جائے۔

2- علاقائی توقعات کے معروضی مطالعہ اور علاقائی وقومی سطحوں پر مسائل کے حل کیلئے صحیح طریقہ کار وحکمت عملی کو اختیار کرنے کے لئے آئی او ایس کے علاقائی چیپٹرس کو ملوث کرتے ہوئے خصوصی مہم چلائی جائے۔

3- گلوبلائزیشن کے عمل کے خصوصی حوالے سے آئندہ دس برسوں میں ہندوستان میں اقلیتوں کی فلاح کے لئے آئی او ایس تمام متعلقہ لوگوں وگروپوں سے مشورہ کرتے ہوئے ایک مفصل بلیو پرنٹ تیار کرے۔

4- ہندوستانی سیاسی واقتصادی نظاموں کو سمجھنے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ تدابیر بجھا سکے تا کہ مسلمان انتخابی حکمت عملی کے ساتھ ساتھ ایسی تمام حکمت عملیوں سے واقف ہو سکیں۔ (بقیہ صفحہ 15 پر)

باب پنجم

یک سالہ سلور جبلی تقریبات کے دوران انعام واکرام سے نوازی گئی 227 شخصیات

نمبر شمار	بموقع	ایوارڈ یافتگان کی تعداد	صفحہ
1-	کانفرنس-1، نئی دہلی ''علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ''	28	67
2-	کانفرنس-2، نئی دہلی ''ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات''	16	67-68
3-	کانفرنس-3، سرینگر ''سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام''	13	68
4-	کانفرنس-4، نئی دہلی ''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری''	13	68-69
5-	کانفرنس-5، پٹنہ ''تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات''	10	69
6-	کانفرنس-6، بنگلور ''گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت''	13	69
7-	کانفرنس-7، کولکاتہ ''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''	13	69-70
8-	کانفرنس-8، چنئی ''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز''	19	70
9-	کانفرنس-9، حیدرآباد ''اسلامی آرٹ اور کلچر''	13	70-71
10-	کانفرنس-10، کالی کٹ ''خواتین کو بااختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار''	16	71
11-	کانفرنس-11، کٹک ''ہندوستان میں عدلیہ: اخلاقیات اور انصاف''	5	71
12-	کانفرنس-12، علیگڑھ ''امن وترقی: مذاہب کا کردار''	13	71-72
13-	کانفرنس-13، پونے ''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''	16	72
14-	کانفرنس-14، نئی دہلی ''اقلیتی شناخت وحقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات''	39	72-73
	کل ایوارڈ یافتگان کی تعداد	227	

نمبر	نام وعہدہ	بموقع
۱۔	سراج الدین قریشی صدر، انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر، نئی دہلی	کانفرنس-1، نئی دہلی، "علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ"
۲۔	ڈاکٹر سید ظہور قاسم فاتح انٹارکٹیکا، دہلی	"
۳۔	پروفیسر منظور احمد سابق وائس چانسلر، امبیڈکر یونیورسٹی، آگرہ	"
۴۔	مولانا عبداللہ مغیثی صدر، آل انڈیا ملی کونسل، نئی دہلی	"
۵۔	پروفیسر ونے شیل گوتم ماہر مینجمنٹ، دہلی	"
۶۔	ڈاکٹر اسماء زہرا رکن، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ	"
۷۔	ڈاکٹر سید کلب صادق نائب صدر، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ	"
۸۔	سردار گردیپ سنگھ صحافی وسکھ رہنما	"
۹۔	پروفیسر اے آر مومن سابق صدر شعبۂ سماجیات، بمبئی یونیورسٹی	"
۱۰۔	جان دیال صحافی وعیسائی رہنماء	"
۱۱۔	مفتی اشرف علی باقوی عالم دین وامیر شریعت کرناٹک	"
۱۲۔	پروفیسر سنگھا سین سنگھ ماہر بدھسٹ وپالی اسٹڈیز	"
۱۳۔	پروفیسر زیڈ ایم خان ماہر سیاسیات	"
۱۴۔	پروفیسر عبدالمنان طرزی معروف شاعر وادیب	"
۱۵۔	سوامی اگنی ویش آریہ سماج رہنما	"
۱۶۔	پروفیسر ڈی پریم پتی دلت رہنما	"
۱۷۔	سنتوش بھارتیہ ایڈیٹر، 'چوتھی دنیا'	کانفرنس-1، نئی دہلی، "علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ"
۱۸۔	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جنرل سکریٹری، اسلامک فقہ اکیڈمی	"
۱۹۔	پروفیسر حسینہ حاشیہ شعبۂ جغرافیہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ	"
۲۰۔	مولانا سید جلال الدین عمری امیر جماعت اسلامی ہند	"
۲۱۔	مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی چیف ایڈیٹر، البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ	"
۲۲۔	مولانا عبدالوہاب خلجی صدر، انڈین اصلاحی موومنٹ	"
۲۳۔	اے آر آگوان سابق سکریٹری جنرل آئی او ایس وصدر، یونیورسل نالج ٹرسٹ، نئی دہلی	"
۲۴۔	انیس چشتی سینئر صحافی ومصنف، پونے	"
۲۵۔	مہنت جنم جے شرن جی صدر، شری رام جنم بھومی مندر نیاس، اجودھیا	"
۲۶۔	پروفیسر فیضان مصطفیٰ وائس چانسلر، نیشنل لاء یونیورسٹی، کٹک	"
۲۷۔	سید شہاب الدین سابق رکن پارلیمنٹ وصدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت	"
۲۸۔	کشور لال سیاسی وسماجی رہنما	"
۲۹۔	ڈاکٹر اوصاف احمد ماہر اقتصادیات وادیب	کانفرنس-2، نئی دہلی، "ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات"
۳۰۔	ڈی آر مہتہ سابق ڈپٹی چیئرمین، ریزرو بینک آف انڈیا، جے پور	"
۳۱۔	سید حامد چانسلر، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی	"
۳۲۔	پروفیسر رفاقت علی خان سابق استاد شعبۂ تاریخ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	"

نمبر	نام و عہدہ	بموقع
۳۳۔	روی کشور سکریٹری جنرل، انڈو عرب اکونامک کوآپریشن فورم، نئی دہلی	کانفرنس-2، نئی دہلی، "ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات"
۳۴۔	ڈاکٹر اشوک ہلدیہ ڈائریکٹر پی ٹی سی انڈیا فائنشیل سروسیز لمیٹڈ، نئی دہلی	"
۳۵۔	محمد ضیاء الحق سینئر صحافی	"
۳۶۔	ڈاکٹر جاوید اے خاں سینٹر فار ویسٹ ایشین اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	"
۳۷۔	ایم ایچ کھٹکھٹے بانی، غیر سرکاری ادارہ تاسیس، ممبئی	"
۳۸۔	امتیاز الرحمٰن صدر و چیف فائنشل آفیسر یو ٹی آئی، ممبئی	"
۳۹۔	شبیر اے خاں صدر، پرشین کارپٹس، جے پور	"
۴۰۔	ڈاکٹر طاہر بیگ چیئرمین، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اکنامک اینڈ ڈیولپمنٹ اسٹڈیز، بریلی	"
۴۱۔	عبدالقیوم اختر ایڈوکیٹ، جے پور	"
۴۲۔	جی راماسوامی صدر انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹینٹس آف انڈیا	"
۴۳۔	پروفیسر نوشاد علی آزاد فیکلٹی آف سوشل سائنسز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	"
۴۴۔	پی ایچ پاریکھ سینئر ایڈوکیٹ، سپریم کورٹ آف انڈیا	"
۴۵۔	آر کے دوبے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر، سینٹرل بینک آف انڈیا، ممبئی	کانفرنس-3، سرینگر، "سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام"
۴۶۔	پروفیسر افضل وانی گورو گوبند سنگھ اندر پرستھ یونیورسٹی، نئی دہلی	"
۴۷۔	ڈاکٹر خالد مرزا سابق پرو وائس چانسلر مولانا مظہر الحق عربک اینڈ پرسین یونیورسٹی، پٹنہ	"
۴۸۔	ڈاکٹر ایم حمید اللہ بٹ ڈائریکٹر، این سی پی یو ایل، نئی دہلی	
۴۹۔	پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی ڈائریکٹر، شاہ ہمدان انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف کشمیر	کانفرنس-3، سرینگر، "سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام"
۵۰۔	مشتاق احمد میر سی ای او اینڈ چیئرمین جے اینڈ کے بینک	"
۵۱۔	عاشق بانڈے بانڈے ایمپکس پرائیویٹ لمیٹڈ	"
۵۲۔	عبدالحامد بٹ سی ای او، رحیم گروپ آف انڈسٹریز	"
۵۳۔	ظہور احمد ٹاک چیئرمین، جے اینڈ کے یتیم ٹرسٹ، سری نگر	"
۵۴۔	زبیر اقبال نائب صدر، ایچ ڈی ایف سی بینک، سرینگر	"
۵۵۔	ظریف احمد ظریف سماجی کارکن	"
۵۶۔	مفتی نذیر احمد مفتی اعظم، سرینگر	"
۵۷۔	پروفیسر سید فیاض احمد رجسٹرار، کشمیر یونیورسٹی	"
۵۸۔	سید محمد بیری چیئرمین اینڈ ایم ڈی بیری گروپ، بنگلور	کانفرنس-4، نئی دہلی، "ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری"
۵۹۔	پروفیسر ایم ایچ قریشی اے ایم خواجہ چیئر، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	"
۶۰۔	پروفیسر ایم اشتیاق شعبۂ جغرافیہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	"
۶۱۔	پروفیسر اشتیاق دانش شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی	"
۶۲۔	پرواز رحمانی ایڈیٹر ان چیف، سہ روزہ دعوت، نئی دہلی	"
۶۳۔	مشتاق احمد ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف انڈیا	"
۶۴۔	سری نواس دیواکر ڈپٹی ریزیڈنٹ ایڈیٹر، دینک ہندوستان، لکھنؤ	"

نمبر	نام وعہدہ	بموقع
۶۵۔	راجیو رنجن جھا اسپیشل کرسپانڈنٹ، بنگال پوسٹ، (کولکاتہ) لکھنؤ	کانفرنس-4، نئی دہلی، ''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری''
۶۶۔	یوسف حاتم مچھالا سینئر وکیل، بمبئی ہائی کورٹ	''
۶۷۔	ڈاکٹر کمار راجیو شعبۂ مینجمنٹ اسٹڈیز، جودھپور یونیورسٹی	''
۶۸۔	پروفیسر اختر الواسع وائس چیئرمین، اردو اکیڈمی، دہلی	''
۶۹۔	پروفیسر محمد اختر صدیقی چیئرمین نیشنل کونسل فار ٹیچر ایجوکیشن، نئی دہلی	''
۷۰۔	موجی خاںؒ سابق اے سی پی، دہلی و فائنانس سکریٹری، آل انڈیا ملی کونسل	''
۷۱۔	پروفیسر سچد انندا سابق وائس چانسلر، رانچی یونیورسٹی	کانفرنس-5، پٹنہ، ''تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات''
۷۲۔	سید حسن بانی، انسان اسکول، کشن گنج، بہار	''
۷۳۔	مولانا سید نظام الدین جنرل سکریٹری، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ	''
۷۴۔	پروفیسر علاء الدین احمد سابق وائس چانسلر، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی	''
۷۵۔	پروفیسر ایم اے قدوس دانشور	''
۷۶۔	ڈاکٹر قمر احسن سابق وائس چانسلر، مولانا مظہر الحق عربک اینڈ پرشین یونیورسٹی، پٹنہ	''
۷۷۔	شفیع مشہدی سابق رکن، بہار پبلک سروس کمیشن	''
۷۸۔	پروفیسر ضیاء الدین احمد سابق وائس چانسلر، مگدھ یونیورسٹی اینڈ بہار یونیورسٹی	''
۷۹۔	ڈاکٹر پربھات پی گھوش ڈائریکٹر، ایشین ڈیولپ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، پٹنہ	''
۸۰۔	پروفیسر شمشاد حسین پروفیسر ایمریٹس، پٹنہ یونیورسٹی	
۸۱۔	جسٹس مارکنڈے کاٹجو چیئرمین پریس کونسل آف انڈیا	کانفرنس-6، بنگلور، ''گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت''
۸۲۔	ڈاکٹر فخر الدین محمد اعزازی سکریٹری، میسکو، حیدرآباد	''
۸۳۔	ڈاکٹر کے بلوریا ریڈی سابق وائس چانسلر، ویوریا ٹیکنولوجیکل یونیورسٹی، کرناٹک	''
۸۴۔	رزاق آدم سیٹھ صدر، حسنات ایجوکیشن سوسائٹی، بنگلور	''
۸۵۔	ڈاکٹر محمد یوسف علی معروف فزیشین، بنگلور	''
۸۶۔	ایس این ایچ رضوی سابق سکریٹری، کرناٹک اقلیتی کمیشن	''
۸۷۔	مرزا محمد مہدی پرنسپل، امامیہ انگلش ہائی اسکول، بنگلور	''
۸۸۔	احمد حسن عمران ایڈیٹر ہفت روزہ ''قلم'' کولکاتہ و معروف صحافی	''
۸۹۔	عبد القدیر سکریٹری، علامہ اقبال ایجوکیشن سوسائٹی، بیدر	''
۹۰۔	تنویر احمد ایڈیٹر، کرناٹکا مسلمس، بنگلور	''
۹۱۔	سید باقر ارشد قاسمی عالم دین، بنگلور	''
۹۲۔	محترمہ تزئین عمر سماجی کارکن	''
۹۳۔	شاہ امیر اللہ نظامی صحافی	''
۹۴۔	ایم سی راج کوآرڈینیٹر مہم برائے الیکورل ریفارمس ان انڈیا	کانفرنس-7، کولکاتہ، ''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''
۹۵۔	لچھن بسواس ڈائریکٹر، جاگی پور بنگال میگا فوڈ پارک لمیٹڈ، کولکاتہ	''
۹۶۔	محمد امین الدین صدیقی معروف بزنس مین اور ایڈیٹر، روزنامہ آزاد ہند، کولکاتہ	''

نمبر	نام وعہدہ	بموقع
۹۷۔	پروفیسر رتنا باسو صدر شعبۂ سنسکرت، کلکتہ یونیورسٹی	کانفرنس-7، کولکاتہ، ''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''
۹۸۔	ڈاکٹر ایم کے اے صدیقی کوآرڈینیٹر آئی او ایس، کولکاتہ چیپٹر و ماہر عمرانیات	''
۹۹۔	ندیم الحق ایڈیٹر، اخبار مشرق، کولکاتہ و رکن پارلیمنٹ	''
۱۰۰۔	پروفیسر امتیاز غلام احمد شعبۂ قانون، کلکتہ یونیورسٹی	''
۱۰۱۔	جسٹس شیامل کمار سین سابق چیئرمین، بنگال حقوق انسانی کمیشن	''
۱۰۲۔	عبدالباسط اسمٰعیل ایڈیٹر، ایسٹرن پوسٹ، کولکاتہ	''
۱۰۳۔	سید فضل رب سابق ڈائریکٹر، اے این سنہا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز، پٹنہ	''
۱۰۴۔	پروفیسر ایس آر منڈل شعبۂ عمرانیات و سماجیات سینٹر فار ہمالین اسٹڈیز، دارجلنگ	''
۱۰۵۔	پرویز حفیظ ریزیڈنٹ ایڈیٹر، دی ایشین ایج، کولکاتہ	''
۱۰۶۔	سید علی بزرگ صحافی	''
۱۰۷۔	کیپٹن این اے امیر علی بانی پرنسپل ڈاکٹر ذاکر حسین کالج، الالیا نکڈی، تمل ناڈو	کانفرنس-8، چنئی، ''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز''
۱۰۸۔	یو محمد خلیل اللہ صدر، مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن آف سدرن انڈیا	''
۱۰۹۔	ایم ایم ہاشم صدر، تمل ناڈو حج سروس سوسائٹی، چنئی	''
۱۱۰۔	ٹی رفیق احمد چیئرمین، انجمن حمایت اسلام، چنئی	''
۱۱۱۔	اے محمد اشرف اعزازی سکریٹری، میاسی، چنئی	''
۱۱۲۔	پی کے شبیر احمد سماجی کارکن و بانی اومیاٹ، چنئی	''
۱۱۳۔	احمد میران ایم ڈی، پروفیشنل کوریئرس اینڈ بانی چیئرمین یونٹی پبلک اسکول اور بانی پرسٹن کالج، چنئی	کانفرنس-8، چنئی، ''ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز''
۱۱۴۔	ڈاکٹر کے وی ایس حبیب احمد معروف دعوہ کارکن، چنئی	''
۱۱۵۔	ڈاکٹر کوی کو عبدالرحمٰن سابق چیئرمین، تمل ناڈو وقف بورڈ اور ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ یافتہ	''
۱۱۶۔	ڈاکٹر سید کرامت اللہ بھمنی معروف عربی اسکالر	''
۱۱۷۔	ڈاکٹر عائشہ حامد بانی الہدایہ فاؤنڈیشن اور دعوہ کارکن	''
۱۱۸۔	ایچ ایم احمد عبدالقادر بانی تھولیر اسکول فار اسپیشل چلڈرن اور تھولیر ٹرسٹ، کیل پٹم	''
۱۱۹۔	بی ایس عبدالرحمٰن چانسلر، بی ایس اے عبدالرحمٰن یونیورسٹی، چنئی	''
۱۲۰۔	پدم شری مکہ رفیق احمد سابق صدر، فکی جنوبی ہند، چنئی	''
۱۲۱۔	ڈاکٹر حمید عبدالقادر سابق صدر، ساتھک ایجوکیشنل ٹرسٹ	''
۱۲۲۔	پدم بھوشن موسیٰ رضا چیئرمین جنوبی ہند ایجوکیشن ٹرسٹ	''
۱۲۳۔	حبیب اللہ بادشاہ سابق ایڈووکیٹ جنرل، تامل ناڈو	''
۱۲۴۔	نواب محمد عبدالعلی پرنس آف آرکوٹ	''
۱۲۵۔	کے پیچے موتھو چیئرمین، ایس آر ایم یونیورسٹی، چنئی	''
۱۲۶۔	ڈاکٹر رحیم الدین کمال دانشور، حیدرآباد	کانفرنس-9، حیدرآباد، ''اسلامی آرٹ اور کلچر''
۱۲۷۔	پروفیسر صادق نقوی ماہر تاریخ، حیدرآباد	''
۱۲۸۔	ایم اے قیوم ماہر آثار قدیمہ، حیدرآباد	''

نمبر	نام وعہدہ	بموقع
۱۲۹۔	محترمہ لکشمی دیوی راج ماہر ثقافت وآرٹ	کانفرنس-9، حیدرآباد، "اسلامی آرٹ اور کلچر"
۱۳۰۔	پنڈت وٹھل راؤ ماہر غزل وموسیقی	"
۱۳۱۔	محترمہ پی انورادھا ریڈی آثار قدیمہ کارکن، حیدرآباد	"
۱۳۲۔	صاحبزادہ میر عظمت علی خاں ماہر اسلامی آرٹ	"
۱۳۳۔	کے او قرنی ماہر آرٹ اور پینٹنگ	"
۱۳۴۔	پروفیسر محسن عثمانی ندوی شعبۂ عربک اسٹڈیز، دی انگلش اینڈ فارن لینگویجز یونیورسٹی، حیدرآباد	"
۱۳۵۔	پروفیسر خالد سعید ڈائریکٹر انچارج، سی یو ایل ایل سی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد	"
۱۳۶۔	سجاد شاہد رکن جنرل اسمبلی، آئی او ایس	"
۱۳۷۔	ذاکر سلمان عابد میسکو کیڈر، حیدرآباد	"
۱۳۸۔	ناگیندر ریڈی ڈائریکٹر انچارج، سالار جنگ میوزیم، حیدرآباد	"
۱۳۹۔	علی اشرف صحافی	کانفرنس-10، کالی کٹ، "خواتین کو بااختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار"
۱۴۰۔	پی این داس مصنف ودانشور	"
۱۴۱۔	ڈاکٹر مصطفیٰ کمال پاشا اسکالر	"
۱۴۲۔	کے کے بابوراج سماجی کارکن	"
۱۴۳۔	جمال کوچن گڈی صحافی ومصنف	"
۱۴۴۔	شیخ محمد کاراکنو سماجی کارکن، مصنف ومقرر	"

نمبر	نام وعہدہ	بموقع
۱۴۵۔	محترمہ جمیلہ اے سماجی کارکن ودانشور	کانفرنس-10، کالی کٹ، "خواتین کو بااختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار"
۱۴۶۔	محترمہ اے ایس زینب سماجی کارکن	"
۱۴۷۔	این پی چے کٹی معروف صحافی	"
۱۴۸۔	او عبداللہ کالم نگار اور سماجی کارکن	"
۱۴۹۔	ٹی کے عبید اسکالر	"
۱۵۰۔	وی اے کبیر اسکالر ومصنف	"
۱۵۱۔	پروفیسر تسنین بیگم سماجی، سیاسی وتعلیمی کارکن	"
۱۵۲۔	ای ایم نجیب بزنس مین	"
۱۵۳۔	احمد ایم پی بزنس مین	"
۱۵۴۔	پی وی عبدالوہاب بزنس مین	"
۱۵۵۔	پروفیسر ایم کیو خاں سابق وائس چانسلر بہرام پور یونیورسٹی، اڑیسہ	کانفرنس-11، کٹک، "ہندوستان میں عدلیہ: اخلاقیات اور انصاف"
۱۵۶۔	محترمہ فرحت امین ریاستی کنوینر، بھارتیہ مسلم مہیلا آندولن، اڑیسہ	"
۱۵۷۔	سید یوسف اقبال چیف ایڈوائزر، مسلم یوتھ کلچرل ایسوسی ایشن	"
۱۵۸۔	محترمہ میرا گھوش سینئر ایڈوکیٹ	"
۱۵۹۔	محترمہ ایس بی اے تنویر سماجی کارکن	"
۱۶۰۔	ڈاکٹر ایم ڈی تھامس نیشنل ڈائریکٹر، کمیشن فار ریلیجس ہارمونی، نئی دہلی	کانفرنس-12، علیگڑھ، "امن وترقی: مذاہب کا کردار"

نمبر	نام وعہدہ	بموقع
۱۶۱۔	فادر ڈومنک امینوئل عیسائی رہنما	کانفرنس–12، علیگڑھ، ''امن وترقی: مذاہب کا کردار''
۱۶۲۔	سوامی دھرمانند ڈائریکٹر، ادھیاتم سادھنا کیندر، نئی دہلی	,,
۱۶۳۔	پروفیسر بی ایس سندھو شعبۂ ریلیجیس اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، چنڈی گڑھ	,,
۱۶۴۔	گیسے دورجی وامدول ڈائریکٹر تبت ہاؤس، نئی دہلی	,,
۱۶۵۔	سوامی سروانند سرسوتی مہاشکتی پیٹھ، نئی دہلی	,,
۱۶۶۔	ڈاکٹر ایم ایم ورما صدر، انٹر فیتھ فاؤنڈیشن فار انڈیا، نئی دہلی	,,
۱۶۷۔	ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری سابق امیر جماعت اسلامی ہند	,,
۱۶۸۔	ڈاکٹر امان اللہ خاں معروف سرجن، علیگڑھ	,,
۱۶۹۔	پروفیسر آئی ایچ صدیقی سابق چیئرمین، شعبۂ تاریخ، اے ایم یو	,,
۱۷۰۔	محمد مقیم کوآرڈینیٹر، آئی او ایس چیپٹر علی گڑھ	,,
۱۷۱۔	پروفیسر سید علی محمد نقوی شعبۂ شیعہ تھیالوجی، اے ایم یو	,,
۱۷۲۔	پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی شعبۂ سنی تھیالوجی، اے ایم یو	,,
۱۷۳۔	پروفیسر محمد غالب حسین ایمریٹس پروفیسر، یوجی سی اور ریکٹر، اسلامیہ کالج، وانمباری	کانفرنس–13، پونے، ''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''
۱۷۴۔	ڈاکٹر صدر الحسن، ممبئی معروف عربی اسکالر	,,
۱۷۵۔	منور پیر بھائی ماہر تعلیم وسماجی کارکن	,,
۱۷۶۔	زبیر شیخ ثقہ نویش وسماجی کارکن	,,
۱۷۷۔	محترمہ اشرف ملا ماہر تعلیم وسماجی کارکن	کانفرنس–13، پونے، ''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''
۱۷۸۔	ڈاکٹر فیروز پوناوالا ماہر غیر سودی فائنانس اور سماجی کارکن	,,
۱۷۹۔	نیرج جین ماہر ماحولیات وسماجی کارکن	,,
۱۸۰۔	ڈاکٹر ایم عارف شیخ ماہر ماحولیات ودانشور	,,
۱۸۱۔	محترمہ موسیٰ فرین طالبہ	,,
۱۸۲۔	شریف ابراہیم کٹی سماجی کارکن	,,
۱۸۳۔	پروفیسر شکیل احمد اسکالر	,,
۱۸۴۔	پروفیسر معین الدین خاں عربی اسکالر	,,
۱۸۵۔	ڈاکٹر ملکہ بی مستری پروفیسر، پونا کالج	,,
۱۸۶۔	محترمہ ایس پی شکلا آئی اے ایس، ریٹائرڈ، فنانس اینڈ کامرس سکریٹری، حکومت ہند	,,
۱۸۷۔	مقبول احمد سراج معروف صحافی، بنگلور	,,
۱۸۸۔	پروفیسر عبدالوہاب ماہر معاشیات، اے ایم یو	,,
۱۸۹۔	احمد اشفاق کریم چیئرمین کٹیہار میڈیکل کالج	کانفرنس–14، نئی دہلی، ''اقلیتی شناخت وحقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات''
۱۹۰۔	سوامی اوم کارانند اسروتی اومکار دھام، نئی دہلی	,,
۱۹۱۔	وجاہت حبیب اللہ چیئرمین، نیشنل کمیشن فار مائنارٹیز	,,
۱۹۲۔	ڈاکٹر عرشی خاں شعبۂ سیاسیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی	,,
۱۹۳۔	ڈاکٹر ثریا تبسم سوشل سائنٹسٹ	

نمبر	نام و عہدہ	بموقع
۱۹۴۔	مولانا محمد سالم قاسمی ناظم، دارالعلوم دیوبند (وقف)	کانفرنس –14، نئی دہلی، ''اقلیتی شناخت و حقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز و امکانات''
۱۹۵۔	جسٹس روما پال سابق جج، سپریم کورٹ آف انڈیا	''
۱۹۶۔	مفتی محمد مکرم احمد شاہی امام، مسجد فتح پوری، دہلی	''
۱۹۷۔	مولانا یٰسین علی عثمانی نائب صدر، آل انڈیا ملی کونسل	''
۱۹۸۔	مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی ناظم عمومی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند	''
۱۹۹۔	مولانا عبدالحمید نعمانی سکریٹری، جمعیۃ العلماء ہند	''
۲۰۰۔	ڈاکٹر سید ای حسنین آئی آئی ٹی، دہلی	''
۲۰۱۔	ڈاکٹر ایم عبدالسلام وائس چانسلر، کالی کٹ یونیورسٹی	''
۲۰۲۔	شاہد مہدی سابق وائس چانسلر، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی	''
۲۰۳۔	سی قیصر احمد جنرل سکریٹری وانمباڑی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی	''
۲۰۴۔	جسٹس آر ایس سودھی سابق جج، دہلی ہائی کورٹ	''
۲۰۵۔	ڈاکٹر سید عبدالباری ایڈیٹر، ملی اتحاد	''
۲۰۶۔	پرنجے گوہا ٹھاکرتا سینئر صحافی	''
۲۰۷۔	محترمہ بھاشا سنگھ سینئر صحافی	''
۲۰۸۔	اسرار جامعی معروف شاعر	''
۲۰۹۔	محمد اویس خصوصی نمائندہ، ''شاہ ٹائمز''	''
۲۱۰۔	سلیم صدیقی خصوصی نمائندہ، اردو روزنامہ ''راشٹریہ سہارا''	''

نمبر	نام و عہدہ	بموقع
۲۱۱۔	ایم عاطف چیف رپورٹر، روزنامہ ''صحافت''	کانفرنس –14، نئی دہلی، ''اقلیتی شناخت و حقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز و امکانات''
۲۱۲۔	عامر سلیم خصوصی نمائندہ، روزنامہ ''ہمارا سماج''	
۲۱۳۔	جاوید اختر چیف سب ایڈیٹر، یو این آئی اردو	
۲۱۴۔	فرحان یحیٰ نمائندہ روزنامہ ''ہندوستان ایکسپریس''	''
۲۱۵۔	افتخار گیلانی ڈپٹی ایڈیٹر، انگریزی روزنامہ ''ڈی این اے''	''
۲۱۶۔	جسٹس فخرالدین احمد سابق جج، مدھیہ پردیش ہائی کورٹ	''
۲۱۷۔	ظفریاب جیلانی ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل، الہ آباد ہائی کورٹ	''
۲۱۸۔	ڈاکٹر ابوصالح شریف معروف ماہر اقتصادیات	''
۲۱۹۔	محمد عبیداللہ شریف چیف ایڈیٹر، پاسبان، بنگلور	''
۲۲۰۔	آغا سلطان تاجر و ماہر ناظم پروگرام، بنگلور	''
۲۲۱۔	عبدالرحیم پٹیل تاجر، چنئی	''
۲۲۲۔	کیپٹن زاہد حسین نیو کالج چنئی	''
۲۲۳۔	ڈاکٹر اے اے وہاب اسلامک پریچر اور ماہر تعلیم	''
۲۲۴۔	جمیل احمد رکن، آل انڈیا ملی کونسل کرناٹک، چنئی	''
۲۲۵۔	محترمہ رضیہ پروین شعبۂ ہسٹوریکل اسٹڈیز، قائد ملت کالج فار ویمن، چنئی	''
۲۲۶۔	محترمہ تیستا سیتلواد سماجی کارکن، ماہر تعلیم اور صحافی	''
۲۲۷۔	ظفر محمود سابق او ایس ڈی، سچر کمیٹی	''

باب ششم

سلور جبلی تقریبات کے دوران اجراء کی گئیں 43 کتابیں، جرائد، ڈاکومنٹریز اور ای رپورٹس

نمبر شمار	کانفرنسز	تعداد	صفحہ نمبر
1-	کانفرنس-1، نئی دہلی، 15-17 اپریل 2011ء ”علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ“	ڈاکومنٹری 1	77
2-	کانفرنس-1، نئی دہلی، 15-17 اپریل 2011ء ”علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ“	ای رپورٹ 1	77
3-	کانفرنس-1، نئی دہلی، 15-17 اپریل 2011ء ”علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ“	کتابیں 11	77
4-	کانفرنس-2، نئی دہلی، 14-15 مئی 2011ء ”ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات“	1	77
5-	کانفرنس-3، سرینگر، 3-5 جون 2011ء ”سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام“	2	77
6-	کانفرنس-4، نئی دہلی، 8-10 جولائی 2011ء ”ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری“	2	77
7-	کانفرنس-5، پٹنہ، 16-18 ستمبر 2011ء ”تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات“	2	77
8-	کانفرنس-6، بنگلور، 14-16 اکتوبر 2011ء ”گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت“	ڈاکومنٹری 1	77
9-	کانفرنس-7، کولکاتہ، 18-20 نومبر 2011ء ”گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی“	1	77
10-	کانفرنس-8، چنئی، 10-11 دسمبر 2011ء ”ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز“	2	78
11-	کانفرنس-9، حیدرآباد، 30,31 دسمبر 2011ء و یکم جنوری 2012ء، ”اسلامی آرٹ اور کلچر“	3	78
12-	کانفرنس-10، کالی کٹ، 6-8 جنوری 2012ء ”خواتین کو بااختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار“	1	78
13-	کانفرنس-12، علیگڑھ، 12-12 فروری 2012ء ”امن و ترقی: مذاہب کا کردار“	2	78
14-	کانفرنس-13، پونے، 9-11 مارچ 2012ء ”ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ“	1	78
15-	کانفرنس-14، نئی دہلی، 13-15 اپریل 2012ء ”اقلیتی شناخت و حقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز و امکانات“	11	78
16-	کانفرنس-14، نئی دہلی، 13-15 اپریل 2012ء ”اقلیتی شناخت و حقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز و امکانات“	ای رپورٹ 1	78
	کل کتابیں، جرائد، ڈاکومنٹریز اور ای رپورٹس	43	

کانفرنس-1، نئی دہلی، 17-15 اپریل 2011ء، ”علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ“

1- آئی او ایس سلور جبلی کمیموریٹیو ڈاکومنٹری — انگریزی

2- آئی او ایس سلور جبلی کمیموریٹیو ای رپورٹ — انگریزی

3- آئی او ایس کمیموریٹیو رپورٹ (پرنٹ) — انگریزی

4- آئی او ایس سلور جبلی سووینیر — انگریزی

5- این انسائیکلوپیڈک کمپنڈیم آف مسلم کمیونٹی ان دی ورلڈ- جلد اوّل — انگریزی
از ایم کے اے صدیقی

6- سہ ماہی مطالعات (ہند اسلامی تہذیب وثقافت نمبر) — اردو

7- سلور جبلی کتابچہ — انگریزی

8- ہیومن رائٹس ٹوڈے جلد ۱۳، شمارہ ۲، اپریل-جون ۲۰۱۱ء — انگریزی

9- ریلیجین اینڈ لاء ریویو آئی او ایس سلور جبلی نمبر (1986-2010) — انگریزی

10- جرنل آف آبجیکٹیو اسٹڈیز جلد ۲۳، شمارہ ۱، جنوری ۲۰۱۱ء — انگریزی

11- دی رول آف مسلمز ان دی انڈین فریڈم اسٹرگل موومنٹ-جلد اوّل (دہلی) — انگریزی
از پروفیسر ظفر احمد نظامیؒ

12- ہم عصر دنیا، ہندوستان اور ہندوستانی مسلمان — اردو
از ڈاکٹر اوصاف احمد

13- دی اسلامک ورلڈ ڈائنامکس آف چینج اینڈ کنٹی نیوٹی — انگریزی
از پروفیسر اے آر مومن

کانفرنس-2، نئی دہلی، 15-14 مئی 2011ء، ”ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات“

14- اسلامی اقتصادیات ومالیات — اردو
از ڈاکٹر اوصاف احمد

کانفرنس-3، سرینگر، 5-3 جون 2011ء

”سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام“

15- اسلامی اقتصادیات
از ڈاکٹر اوصاف احمد

16- ایسے ان سوشیولوجی منی پور مسلمس — انگریزی
از ڈاکٹر ایم شکیل

کانفرنس-4، نئی دہلی، 10-8 جولائی 2011ء، ”ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری“

17- انشورنس-ایک شرعی مطالعہ — اردو
از ڈاکٹر مصطفیٰ زرقاء، ترجمہ مولانا الیاس نعمانی

18- ایودھیا کی ہنومان گڑھی کا واقعہ — انگریزی
از محترمہ سریندر کور اور ڈاکٹر شیر سنگھ، آئی اے ایس (ریٹائرڈ)

کانفرنس-5، پٹنہ، 18-16 ستمبر 2011ء، ”تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات“

19- سووینیر آئی او ایس پٹنہ چیپٹر

20- ایلیمنٹس آف بائس ان سوشل سائنس ریسرچ — انگریزی
از ڈاکٹر اوصاف احمد

کانفرنس-6، بنگلور، 16-14 اکتوبر 2011ء، ”گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت“

21- چوتھے آئی او ایس لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کے موقع پر پروفیسر بی شیخ علی پر ”ڈیڈی کیشن ٹو ایجوکیشن“ کے عنوان سے ڈاکومنٹری — انگریزی

کانفرنس-7، کولکاتہ، 20-18 نومبر 2011ء، ”گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی“

22- این انسائیکلوپیڈک کمپنڈیم آف مسلم کمیونٹیز ان دی ورلڈ-جلد دوم — انگریزی
از جاوید اے صدیقی

کانفرنس-8، چنئی، 11-10 دسمبر 2011ء، "ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز"

23- دی رول آف مسلمز ان دی انڈین فریڈم اسٹرگل موومنٹ-جلد دوم انگریزی
از پروفیسر رفاقت علی خاں، پروفیسر جے راجہ محمد اور پروفیسر مجیب اشرف

24- ادب اختلاف کا اسلامی نقطۂ نگاہ اردو
از ڈاکٹر فہیم اختر ندوی

کانفرنس-9، حیدرآباد، 30،31 دسمبر 2011ء و یکم جنوری 2012ء، "اسلامی آرٹ اور کلچر"

25- دی رول آف مسلمز ان دی انڈین فریڈم اسٹرگل موومنٹ-جلد سوم انگریزی
از پروفیسر رفاقت علی خاں اور پروفیسر شوکت اللہ خاں

26- تاریخ تہذیب اسلامی جلد سوم اردو
از پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی

27- تاریخ تہذیب اسلامی جلد چہارم اردو
از پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی

کانفرنس-10، کالی کٹ، 8-6 جنوری 2012ء،
"خواتین کو بااختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار"

28- کارگہ حیات میں خواتین کی شرکت اردو
از واصفی عاشورہ ابوزید

کانفرنس-12، علیگڑھ، 12-12 فروری 2012ء، "امن وترقی: مذاہب کا کردار"

29- تدبر قرآن کے اصول ومسائل اردو
از طہ جابر العلوانی

30- دینی تعلیم اصلاح وجمود کی کشمکش اردو
از طہ جابر العلوانی

کانفرنس-13، پونے، 11-9 مارچ 2012ء، "ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ"

31- ڈولپ منٹ اینڈ اسلام انگریزی
از ڈاکٹر اوصاف احمد

کانفرنس-14، نئی دہلی، 15-13 اپریل 2012ء،
"اقلیتی شناخت وحقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات"

32- آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سونیئر انگریزی

33- این انسائیکلوپیڈک کمپنڈیم آف مسلم کمیونٹیز ان دی ورلڈ-حصہ سوم انگریزی
جاوید اے صدیقی

34- سہ ماہی مطالعات (اقلیت نمبر) اردو
از ڈاکٹر اوصاف احمد

35- فقہ الاقلیات اردو
ڈاکٹر محسن عثمانی

36- سربلندی کا دعوتی دستور اردو
ڈاکٹر ہشام الطالب

37- مسلم ویمن اینڈ اور گلوبل چیلنجز انگریزی
ڈاکٹر زینب العلوانی

38- بلیک امریکہ: اسلامک ایکسپرینس انگریزی
ڈاکٹر احمد الیاس ولایت اللہ

39- ریلیجن اینڈ لاء ریویو-جلد ۲۱-۲۰، شمارہ ۲-۱، ۱۲-۲۰۱۱ء انگریزی

40- جرنل آف آبجیکٹیو اسٹڈیز-جلد ۲۳، شمارہ ۲، جولائی ۲۰۱۱ء انگریزی

41- اسلامی تہذیب کے ابعاد اردو
ڈاکٹر اوصاف احمد

42- آئی او ایس سلور جبلی تقریبات میڈیا کوریج رپورٹ (پرنٹ) اردو، ہندی وانگریزی

43- آئی او ایس سلور جبلی تقریبات میڈیا کوریج ای رپورٹ اردو، ہندی وانگریزی

باب ہفتم

یک سالہ سلور جبلی تقریبات کے دوران اقوال زریں برائے آئی او ایس

محمد حامد انصاری

نائب صدر جمہوریہ ہند اور چیئر پرسن راجیہ سبھا

''اپنے وجود کی مختصر مدت میں آئی او ایس نے سوشل سائنٹسٹس، پالیسی پلانرس اور سوشل ورکرس کی بڑی تعداد کو متعدد میدانوں میں زمینی سطح کی ترقی کی پلاننگ کی خاطر ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی زبردست کوشش کی ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

کے رحمٰن خاں

ڈپٹی چیئر پرسن، راجیہ سبھا

''آئی او ایس فکری و عملی طور پر مختلف ایشوز میں جو رہنمائی کر رہا ہے وہ قابل قدر ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-2، نئی دہلی، 14/مئی 2011ء)

محترمہ سونیا گاندھی

چیئر پرسن، یوپی اے و صدر کانگریس

''آئی او ایس نے ملک کے کمزور طبقات کے مسائل پر توجہ دلانے میں اہم رول ادا کیا ہے اور توقع ہے کہ آئندہ بھی یہ ملک کی جامع ترقی کے لئے مثبت کوشش جاری رکھے گا۔''

(پیغام بموقع آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-1، نئی دہلی، 15/اپریل 2011ء)

شرد یادو

صدر جنتا دل یونائیٹیڈ

''مجھے یہ بات جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ آئی او ایس نے تحقیق اور سیکولرزم و جمہوریت کے اصولوں کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنے 25 برس پورے کر لئے ہیں اور مستقبل کی دوڑ میں رواں دواں ہے۔ اس ادارے سے مستقبل میں اقلیتوں کے تئیں رجحان سازی کے تعلق سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔''

(آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

جسٹس اے ایم احمدی

سابق چیف جسٹس آف انڈیا

''آئی او ایس نے ملک کے آئینی و سیکولر ڈھانچے کے تحت اقلیتی شناخت و حقوق کی جو کوشش جاری کر رکھی ہے وہ تو اہم ہے ہی اور توقع ہے کہ اب اس کی گلوبل تناظر میں بھی یہ نئی کوشش مفید ثابت ہوگی۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-14، نئی دہلی، 13/اپریل 2012ء)

جسٹس مارکنڈے کاٹجو

سابق جج، سپریم کورٹ آف انڈیا

''آئی او ایس نے تمام ایشوز میں معروضیت کی جو کوشش کی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اس نے پاکستانی سائنس داں خلیل چشتی اور ہندوستانی شہری سربجیت سنگھ کے معاملوں کو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جس طرح اٹھایا اس سے مجھے بھی اس جانب توجہ کرنے میں مدد ملی اور میں نے وزیر اعظم کو خصوصی مکتوب لکھ کر اس تعلق سے گذارش کی۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-6، بنگلور، 16/اکتوبر 2011ء)

ویرپا موئیلی

مرکزی وزیر قانون

’’آئی او ایس ترقی کرے گا تو ملک ترقی کرے گا۔ لہٰذا اس تھنک ٹینک کو مضبوط اور مستحکم کر کے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔‘‘

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-1، نئی دہلی، 15/اپریل 2011ء)

ڈاکٹر فاروق عبداللہ

مرکزی وزیر، نئی اور از سر نو تیار کی جانے والی توانائی

’’مجھے امید ہے کہ آئی او ایس اپنے 25 برسوں کی سرگرمیوں کی بنیاد پر آگے بڑھے گا اور اکیڈمک شہرت والے ایک انسٹی ٹیوٹ کے طور پر ہی نہیں بلکہ تحقیق، موزوں موضوعات پر سروے کرانے اور قومی مفاد کے شعبوں میں کتابیں و جرائد شائع کرنے اور سول سوسائٹیز کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے ایک سینٹر کے طور پر ابھر کر دنیا کے سامنے آئے گا۔‘‘

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

سلمان خورشید

مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور

’’بنی نوع انسان اور ملک کی خدمت میں 25 برس کے لمبے عرصہ میں آئی او ایس کی بغیر تھکے ہوئے مستقل کوشش یقیناً قابل تعریف اور قابل ذکر ہے۔‘‘

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

محترمہ ڈی پورن دیشوری

وزیر مملکت برائے فروغ انسانی وسائل

’’آئی او ایس جیسے تھنک ٹینک کا سامنے آکر فکری، نظریاتی اور عملی بحث کا مختلف پروگراموں کے ذریعے شروع کرانا بڑا اہم اور قابل تعریف ہے۔‘‘

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-1، نئی دہلی، 15/اپریل 2011ء)

سلطان احمد

وزیر مملکت برائے سیاحت

’’میرے نزدیک تو یہ بات بڑی اہم ہے کہ آئی او ایس جس نے گذشتہ 25 برسوں میں کارہائے نمایاں انجام دیا ہے، وہ معاشرے کے کمزور طبقات کے مسائل کے تعلق سے مستقبل کا کیا لائحہ عمل بناتا ہے اور پھر اس میں رنگ بھرنے میں کیا کچھ کرتا ہے؟‘‘

(آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

پرنیت کور

وزیر مملکت برائے امور خارجہ

’’بدلتے ہوئے منظر نامہ میں ہندوستان کے سیکولر جمہوری اور آئینی اقدار کی تطبیق کرتے ہوئے آئی او ایس کا رول کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے اور جگ ظاہر ہے۔‘‘

(آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

ہریش چندر سنگھ راوت

مرکزی وزیر مملکت برائے زراعت، فوڈ پروسیسنگ انڈسٹریز و پارلیمانی امور

''اقلیتوں پر فوکس کرنے کے تعلق سے آئی او ایس جیسے تھنک ٹینک نے معروضی تجزیہ و مطالعہ کے ذریعہ جو بیش قیمت کام کیا ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-14، نئی دہلی، 14/اپریل 2012ء)

آر پی این سنگھ

وزیر مملکت برائے پیٹرولیم و قدرتی گیس

''آئی او ایس نے ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری کا مسئلہ بروقت اٹھایا ہے اور اس سے مجھے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-4، نئی دہلی، 8/جولائی 2011ء)

محترمہ مارگریٹ الوا

گورنر اتراکھنڈ

''آئی او ایس نے ہندوستانی مسلمانوں کے تعلق سے فکری، تحقیقی اور معروضی تحقیق کے شعبوں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-5، پٹنہ، 16/ستمبر 2011ء)

ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی

سابق گورنر بہار، بنگال و ہریانہ

''یہ بات یقیناً باعث مسرت ہے کہ آئی او ایس نے گذشتہ 25 برسوں میں 300 کتابیں شائع کیں اور مختلف موضوعات پر ایک ہزار مقامی، قومی و بین الاقوامی پروگرام منعقد کرائے جو کہ رجحان سازی میں یقیناً اہم رول ادا کرتے ہیں۔''

(آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

محترمہ شیلا دکشت

وزیر اعلیٰ، دہلی

''میں سمجھتی ہوں کہ آئی او ایس موجودہ معاشرتی، اقتصادی و سیاسی ایشوز کو ہائی لائٹ کرنے میں زبردست کارہائے نمایاں انجام دے رہا ہے۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

وجاہت حبیب اللہ

چیئرمین، قومی اقلیتی کمیشن

''مجھے امید ہی نہیں یقین ہے کہ آئی او ایس نے 12-2011 میں اپنی سلور جبلی تقریبات کے دوران مختلف ایشوز پر کی گئی 14 کانفرنسوں میں جو تجربات حاصل کئے ہیں وہ عالمی پیمانے پر نئی سوچ کو بنانے میں معاون و مددگار رہوں گے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

وی گوپال گوڑا

چیف جسٹس، اڑیسہ ہائی کورٹ

''ہندوستان میں عدلیہ، اخلاقیات اور انصاف، کے موضوع پر آئی او ایس کی یہ بین الاقوامی کانفرنس عدلیہ میں اخلاقیات و انصاف کی از سر نو بحالی میں یقیناً ایک اہم رول ادا کرے گی اور اس کے انعقاد کے لئے ڈاکٹر محمد منظور عالم اور ڈاکٹر فیضان مصطفیٰ مبارکباد کے مستحق ہیں۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-11، کٹک، 22/جنوری 2012ء)

راجندر سچر

سابق چیف جسٹس، دہلی ہائی کورٹ

''آئی او ایس کے ذریعہ علم، ترقی اور امن کے پیش نظر مستقبل کے لئے خاکہ بنانے کی کوشش پر وقت اور قابل تحسین ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-1، نئی دہلی، 16/اپریل 2011ء)

جسٹس فخر الدین احمد

سابق جج مدھیہ پردیش و چھتیس گڑھ ہائی کورٹس

''سچر اور مشرا رپورٹوں کے عملدر آمد کے تعلق سے تفصیلی جائزے کی ضرورت ہے جس میں آئی او ایس جیسا تھنک ٹینک کوئی اہم رول ادا کرسکتا ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-14، نئی دہلی، 15/اپریل 2012ء)

پروفیسر محمد میاں

وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (مانو)، حیدرآباد

''آج آئی او ایس اپنے علمی و تحقیقی کام کے سبب محتاج تعارف نہیں ہے۔ انھیں اس بات پر فخر ہے کہ آئی او ایس نے اپنی سلور جبلی تقریبات کی اسلامی آرٹ و کلچر پر خا نفرنس ان کی یونیورسٹی میں ان کے اور ڈاکٹر فخر الدین کے میسکو کے اشتراک سے کی۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-9، حیدرآباد، یکم جنوری 2012ء)

پروفیسر طلعت احمد

وائس چانسلر، کشمیر یونیورسٹی

''سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کے ادارہ جاتی نظام و دیگر تعلق سے آئی او ایس نے جو بحث چھیڑ رکھی ہے وہ بہت ہی بر وقت اور غنیمت ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-3، سرینگر، 3/جون 2011ء)

لیفٹننٹ جنرل ایم اے ذکی

سابق وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ

''میں آئی او ایس کی اکیڈمک برتری اور امن و ترقی کو بڑھانے میں کی جارہی کوششوں سے اچھی طرح واقف ہوں جو کہ صرف اس ملک میں ہی نہیں بلکہ جنوبی ایشیا میں بھی محسوس کی جاتی ہیں۔''

(آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سوئیر 2012ء)

پروفیسر بی شیخ علی

سابق وائس چانسلر منگلور اور گوا یونیورسٹیز

"آئی اوایس جو کہ ایک مسلم تھنک ٹینک کی شکل میں نمودار ہوا ہے، کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ یہ ان مثبت آئیڈیاز کو فروغ دینے میں کوشاں ہے جو کہ مسلمانوں کو وقعت وعزت اور ایمپاورمنٹ فراہم کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی اس حیثیت کو از سرنو حاصل کریں گے اور اس کے لئے ڈاکٹر محمد منظور عالم ہمیشہ یاد کیے جائیں گے۔"

(آئی اوایس سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی

بین الاقوامی ماہر اسلامی معاشیات

"آئی اوایس کے اس پرعزم وینچر کو لانچ کرنے کے تعلق سے نہایت ہی اہم ابتدائی مرحلے میں شامل ایک فرد کے طور پر اس کی قیادت ودیگر افراد کو میں مبارکباد دیتا ہوں۔ ایک ادارہ کے لئے 25 سال کی عمر تک آگے بڑھنا یقیناً ایک بڑی بات ہے۔"

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

یو خلیل اللہ

چیئرمین، مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن آف ساؤتھ انڈیا (میسی)، چنئی

"نوجوانوں کے مسائل اور چیلنجوں پر آئی اوایس کی خصوصی توجہ بہت ہی بروقت اور قابل تعریف ہے۔"

(آئی اوایس سلور جبلی کانفرنس-8، چنئی، 11 دسمبر 2011ء)

جی راما سوامی

صدر، انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ آف انڈیا

"آئی اوایس کا علمی وتحقیقی کام انوکھا و قابل تعریف ہے۔ لہٰذا اس تعلق سے ان کا ادارہ آئی اوایس کے کام میں مکمل تعاون کا اعلان کرتا ہے۔"

(آئی اوایس سلور جبلی کانفرنس-2، نئی دہلی، 15 مئی 2011ء)

آر کے دوبے

ایگزیکیٹیو ڈائریکٹر، سینٹرل بینک آف انڈیا، نئی دہلی

"آئی اوایس جن لوگوں کی سفارش کرے گا ان کو ان کے بینک سے قرض ملے گا کیونکہ آئی اوایس نے اپنے 25 سالہ دور میں اپنی Credibility کو ثابت کر دکھایا ہے۔"

(آئی اوایس سلور جبلی کانفرنس-14، نئی دہلی، 15 اپریل 2012ء)

ڈاکٹر محمد منظور عالم

چیئرمین، آئی اوایس

"سینٹرل بینک کے ایگزیکیٹیو ڈائریکٹر کا یہ اعلان آئی اوایس کے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ آئی اوایس اس اہم ذمہ داری کو بخوبی ادا کرنے کی حتی الامکان کوشش کرے گا۔"

(آئی اوایس سلور جبلی کانفرنس-14، نئی دہلی، 15 اپریل 2012ء)

پروفیسر بالا داس گھوشال

ماہر امور آسیان

''آئی او ایس کی ''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری'' کے موضوع پر اس کانفرنس سے ہندوستان کو اس جانب مزید سنجیدہ اور یکسو بنانے مدد ملے گی۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-4، نئی دہلی، 10/جولائی 2011ء)

ڈاکٹر ابو صالح شریف

ماہر معاشیات

''آئی او ایس نے مختلف مواقع پر سچر رپورٹ کے تعلق سے پروگرام کرا کر غور وفکر کے جو مواقع فراہم کرائے ہیں وہ یقیناً تعریف کے لائق ہیں۔ اس سے عام عوام کو سچر رپورٹ اور اس کے تعلق سے کی جارہی کوششوں کو سمجھنے کا موقع ملا ہے اور حکومت کو بھی متوجہ کرایا جاسکا ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-5، پٹنہ، 18/ستمبر 2011ء)

پروفیسر ونے شیل گوتم

ماہر مینجمنٹ، نئی دہلی

''مجھے کمٹ منٹ، لگاؤ اور عمومی رفاقت کے اس جذبے نے بے حد متاثر کیا ہے جس کے سہارے آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم اور ان کے رفقاء کار اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ میرا تو پختہ یقین ہے کہ اگر ملک کی تعمیر کے لئے کوئی بھی شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے پاس کوئی نقطہ نظر ہے تو اسے صبر وتحمل اور فہم کے ساتھ سننا چاہئے۔ میں ڈاکٹر عالم کو اسی تناظر میں دیکھتا ہوں۔''

(آئی او ایس سلور جبلی تقریبات سوئیر 2012ء)

ایم ایچ کھٹکھٹے

بانی، تاسیس، ممبئی

''مختلف ایشوز کے ساتھ ساتھ وینچر کیپٹل فنڈ جیسے ایشو کو بھی اسلامی تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کا آئی او ایس جیسے تھنک ٹینک نے اپنی سلور جبلی تقریبات کے دوران یقیناً ایک اچھا موقع فراہم کیا ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-2، نئی دہلی، 15/مئی 2012ء)

ڈاکٹر انور ابراہیم

سابق نائب وزیر اعظم ملیشیاء

''آئی او ایس جیسا ادارہ گڈ گورننس و دیگر ایشوز کے تعلق سے رجحان سازی کا جو گرانقدر کام کر رہا ہے وہ بہت قیمتی اور ضروری ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی ہر جگہ پذیرائی ہو رہی ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-7، کولکاتہ، 20/نومبر 2011ء)

عبدالحمید احمد ابوسلیمان

صدر، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ، امریکا

’’آئی او ایس نے عمومی طور پر دنیا کے مسلمانوں اور ہندوستانی مسلمانوں اور خصوصی طور پر ہندوستانی مسلمانوں اور برادران وطن کے درمیان علم کے ایک پل کے طور پر کام کیا ہے اور وہ اس لحاظ سے اپنے اس کاز میں کامیاب ہے۔‘‘

(سلور جبلی تقریبات سوئنیر 2012ء)

ڈاکٹر صالح بن سلیمان الوھیبی

سکریٹری جنرل، ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ (وامی)، ریاض

’’آئی او ایس کی سلور جبلی تقریبات صرف ڈاکٹر محمد منظور عالم کی نہ تھکنے والی کوششوں کے لئے ہی تعریف کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ان سب کے لئے قابل تحسین ہے جو کہ اس سے بلا یا بالواسطہ منسلک ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ اکیڈمک میدان میں کام کرنے والا ہندوستان میں ایک غیر سرکاری انوکھا ادارہ ہے۔‘‘

(سلور جبلی تقریبات سوئنیر 2012ء)

ڈاکٹر ابراہیم بن حماد القعید

اسسٹنٹ سکریٹری جنرل، ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ (وامی)، ریاض

’’آئی او ایس قابل مبارکباد ہے کہ اس نے دیگر ایشوز کے ساتھ ساتھ ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز پر بھی خصوصی توجہ دی۔‘‘

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-5، پٹنہ، 16/ستمبر 2011ء)

داتو محمد اقبال

معروف دانشور، ملیشیا

’’آئی او ایس کے گذشتہ 25 برس اگر کامیابی کی کہانی ہیں تو اس کے آئندہ 75 برس چیلنجوں سے بھرے ہوئے ہونگے۔ لہٰذا اسے آئندہ کے لائحہ عمل کے تعلق سے بہت ہی فکرمند رہنے کی ضرورت ہے۔‘‘

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-8، چنئی، 10/دسمبر 2011ء)

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری

پروفیسر ایمریٹس، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

’’آئی او ایس اس بات کے لئے مبارکباد کا مستحق ہے کہ اس نے اب تک کی اپنی 25 سالہ حیات میں بے شمار پیش رفت کی ہے، بڑی تعداد میں معیاری، علمی و تحقیقی کتابیں شائع کی ہے اور تعمیری کاموں کے لئے بھانت بھانت کے دانشوروں کو موبلائز کیا ہے۔‘‘

(سلور جبلی تقریبات سوئنیر 2012ء)

روڈی یاک سک

بانی، امریکی کمپنی کانکورڈ کیپٹل پارٹنر، کانکورڈ

''آئی او ایس نے جس طرح اور جن حالات میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈس کے امکانات کے ایشو کو اٹھایا وہ قابل تعریف ہی نہیں بلکہ فطری بھی ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-2، نئی دہلی، 15 مئی 2011ء)

شیخ جمال الدین محمد قطب

سابق چیئرمین فتویٰ کمیٹی، جامعۃ الازہر، قاہرہ، مصر

''امن وترقی میں مذاہب کے کردار پر آئی او ایس نے خصوصی پروگرام کرا کے ایک بہت ہی اہم ایشو کو چھیڑا ہے اور اس کے لئے یہ قابل مبارکباد ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-12، علیگڑھ، 11 فروری 2012ء)

شیخ مصطفیٰ الصیرفی

وزیٹنگ پروفیسر، قطر

''امن وترقی میں مذاہب کے رول پر آئی او ایس کا یہ پروگرام بہت سی غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے اور صحیح سوچ پیدا کرتا ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-12، علیگڑھ، 11 فروری 2012ء)

ہشام جعفر

مصر کے تاریخی انقلاب میں شامل رہے صحافی وسماجی کارکن، قاہرہ

''آئی او ایس قابل تعریف ہے کہ اس نے گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت کو محسوس کرتے ہوئے ہندو بیرون ہند سے میڈیا کی متعدد شخصیات ودیگر متعلقین کو غور وفکر کے لئے ایک جگہ جمع کیا۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-6، بنگلور، 14 اکتوبر 2011ء)

ڈاکٹر مطلق راشد القراوی

ڈپٹی سکریٹری، وزارت اوقات، کویت

''اقلیتی شناخت وحقوق کے تعلق سے گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات کے موضوع پر آئی او ایس کی کانفرنس نے رجحان سازی کا جو کام کیا وہ قابل تعریف اور قابل ذکر ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-14، نئی دہلی، 14 اپریل 2012ء)

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

صدر، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ و مہتمم، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ،

''دہلی میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے نام سے یہ فعال ادارہ ملت اسلامیہ کی بہبود کی خاطر 25 سال سے سرگرم عمل ہے اور اس نے اپنی مدت کارکردگی میں فکری و تعلیمی موضوعات پر خاصا کام انجام دیا، تحقیقی و فکری سطح پر مفید تصنیفات تیار کرا کے شائع کرائیں اور ملت کی ضرورت کے لحاظ سے مختلف موضوعات پر سمینار و سمپوزیم منعقد کرائے۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

مولانا محمد سالم قاسمی

مہتمم، دار العلوم وقف، دیوبند

''یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آئی او ایس نے گذشتہ 25 برسوں میں جو کچھ کیا ہے وہ دراصل باعزت زندگی کا عملی درس ہے۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

چیف ایڈیٹر، البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

''ڈاکٹر محمد منظور عالم اور ان کے رفقاء کار عزم جواں اور ہمت مرداں کا مثالی نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے اس تعمیری اور مثبت رہنمائی سے آج کے عالمی و ملکی مسائل اور چیلنجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں اور اس راہ میں فکری و عملی رہنمائی کا فرض انجام دے رہے ہیں۔ لہٰذا اس کے لئے وہ دل کی گہرائیوں سے قابل مبارکباد ہیں۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

ڈاکٹر سید کلب صادق

نائب صدر، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

''ملک و ملت میں آئی او ایس جیسے تھنک ٹینک کی موجودگی یقیناً قابل اطمینان ہی نہیں بلکہ قابل فخر بھی ہے۔ اس کے تحت گذشتہ 25 برسوں میں جتنے دینی و دنیوی ایشوز اٹھائے گئے ہیں اور اس دوران جو بھی حل بجھائے گئے ہیں وہ سبھوں کے لئے بیش قیمت اور مفید ہیں۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

مولانا عبد اللہ مغیثی

صدر، آل انڈیا ملی کونسل

''انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز ہند و بیرون ہند ایک مفید، موثر اور اپنے ثقافتی، تہذیبی، تمدنی، تصنیفی و تالیفی اور صحافتی کارکردگی کے لحاظ سے لامثال ادارہ ہے۔ اس کی ہر طبقہ میں پذیرائی قبولیت عامہ اور عالمی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ موجودہ پیچیدہ مسائل بشمول ملی، علمی و عملی کے حل کرنے میں علماء دانشور اور اہل فکر و نظر حضرات اس کے تحت شب و روز منہمک ہیں۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

مولانا سید جلال الدین عمری

امیر جماعت اسلامی ہند

''آئی او ایس نے گذشتہ رواں صدی میں عصر حاضر میں اہمیت کے حامل متنوع موضوعات پر قابل قدر علمی کام کیا ہے۔ اس نے ہندوستان میں مسلمانوں و دیگر اقلیتوں کی مشکلات و مسائل پر نظری اعتبار سے بھی بحث کی ہے اور علمی اعتبار سے بھی ان کی رہنمائی کی خدمت انجام دی ہے جس کے لئے وہ یقیناً قابل مبارکباد ہے۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

ڈاکٹر عبدالحق انصاری

صدر، اسلامک اکیڈمک ٹرسٹ، علی گڑھ و سابق امیر جماعت اسلامی ہند

''25 سال پہلے جب ڈاکٹر منظور عالم نے آئی او ایس کی تشکیل کے بارے میں سوچنا شروع کیا تو قریبی دوستوں اور ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ ہم سب نے ان کے اس منصوبے کا خیر مقدم کیا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اس وقت یہ خیال نہیں تھا کہ ایک فرد واحد رواں صدی میں وہ کام کر دکھائے گا جو جماعتیں انجام دیا کرتی ہیں۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

پروفیسر کے اے صدیق حسن

نائب امیر جماعت اسلامی ہند

''مجموعی طور پر ملک و ملت کے لئے آئی او ایس کی خدمات غیر معمولی ہیں جن کی معاشرے کے تمام طبقات نے تعریف کی ہے۔ مابعد آزاد ہندوستان میں یہ ایک ایسی شمع کے طور پر ابھرا ہے جس نے لوگوں کی رہنمائی کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام بطور دین امن و بہبود کا حامل ہے۔ مزید برآں اس نے تکثیریت اور پر امن انداز میں آپسی میل جول کے ساتھ رہنے کی ترغیب دی ہے۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

مولانا محمود اسعد مدنی

جنرل سکریٹری، جمعیۃ العلماء ہند

''آئی او ایس کو ہم مبارکباد دیتے ہیں کہ اس نے ایک اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش اور آگے بڑھنے کے عزم کے ساتھ کام کرنے کا آغاز کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں کسی بھی ممکن تعاون سے گریز نہیں ہوگا۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

ناظم عمومی، مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند

''آئی او ایس قومی و ملی اور انسانی خدمات کے حوالے سے مختلف میدانوں میں جدو جہد کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور آئندہ بھی ملک و ملت اور انسانیت کی خدمت کی مزید توفیق بخشے۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

مولانا محمد ولی رحمانی

سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر (بہار)

''آئی او ایس نے یقیناً مفید، فکر انگیز اور تحقیقی کاوشوں کی ترتیب وطباعت اور اشاعت کی ریکارڈ خدمت انجام دی ہے۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

جنرل سکریٹری، اسلامک فقہ اکیڈمی

''میں امید کرتا ہوں کہ کہ آئی او ایس اب زیادہ تیز گامی کے ساتھ ترقی کا سفر طے کرے گا اور گذارش کرتا ہوں کہ ادارہ تعلیم، اکیڈمک، میڈیا، دعوت اسلام اور امت کے قدیم وجدید حلقوں کے درمیان فاصلوں کو سمیٹنے جیسے اہم کاموں کو اپنے ایجنڈہ میں ترجیحی حیثیت دے۔''

(سلور جبلی تقریبات سونیئر 2012ء)

ایم ایس مشتاق احمد

معروف آرچیٹیکٹ، چنئی

''میرے نزدیک آئی او ایس اپنے طرز کا ایک ایسا انوکھا ادارہ ہے جسے ایک تھنک ٹینک کہا جا سکتا ہے۔ میں نے اسے اس کی تاسیس کے وقت سے بہت ہی قریب سے دیکھا ہے اور فی الوقت اس کی مجوزہ آبجیکٹیو یونیورسٹی سے ایک آرچیٹیکٹ کے طور پر منسلک ہوں۔ آئی او ایس کے Concept اور کارناموں کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر محمد منظور عالم کی فکری، نظریاتی اور فعال شخصیت نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-8، چنئی، 11/دسمبر 2011ء)

ڈاکٹر فخر الدین محمد

اعزازی سکریٹری، مسلم ایجوکیشنل سوشل اینڈ کلچرل آرگنائزیشن (میسکو) حیدر آباد

''آئی او ایس ایک ایسا ادارہ ہے جس کی اہمیت صرف حکمرانوں ہی نے نہیں بلکہ سماج کے غیر سرکاری اداروں وتنظیموں (این جی اوز) اور ماہرین وشخصیات نے بھی محسوس کی ہیں۔ اس نے مسلمانوں کی موجودہ سماجی صورتحال کو نہ صرف متاثر کیا بلکہ ان میں بیداری بھی پیدا کی جس کے سبب مختلف این جی اوز وشخصیات اس میں شمولیت اور نمائندگی کے لئے مجبور ہوئے اور اس سے ملت میں ایک مثبت تبدیلی آئی۔ مزید برآں اس نے ریسرچ کے ذریعے کمیونٹی کے بارے میں جو ڈاٹا فراہم کیا وہ سچر رپورٹ، مشرا رپورٹ ودیگر دستاویز کو تیار کرنے میں کام آیا۔ اس کی یک سالہ سلور جبلی تقریبات کے دوران ملک کی مختلف ریاستوں میں متعدد مسلم وغیر مسلم دانشوران اور محققین اس سے جڑے اور انہیں اس طرح ایک مضبوط پلیٹ فارم ملا۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-9، حیدر آباد، یکم رجنوری 2012ء)

اکرام حسین خاں

سابق رجسٹرار، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

''میرے نزدیک آئی او ایس ایک روایتی قسم کا ادارہ نہیں ہے۔ یہ فلسفہ اور پریکٹس دونوں لحاظ سے سماجی وسیاسی طور پر حقائق اور موجودہ حالات پر مبنی ایک کامیاب تجربہ ہے جسے بہت ہی قلیل عرصہ میں مقبولیت عام حاصل ہو چکی ہے۔''

(آئی او ایس سلور جبلی کانفرنس-14، نئی دہلی، 14/اپریل 2012ء)

باب پنجم

سلور جبلی تقریبات کی کہانی تصویروں کی زبانی

کانفرنس-1، نئی دہلی، ''علم، ترقی اور امن: مستقبل کے لئے خاکہ''

(دائیں سے بائیں) ''ہم عصر دنیا، ہندوستان اور ہندوستانی مسلمان'' کتاب کی رسم اجرا کرتے ہوئے اے آر آگوان، ڈاکٹر انیس چشتی، ڈاکٹر اوصاف احمد، مولانا سعید الرحمن اعظمی، مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا عبدالوہاب خلجی، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر محسن عثمانی

(دائیں سے) پروفیسر زیڈ ایم خاں، ڈاکٹر ڈی پورن دیشوری، جسٹس ایم اے احمدی، ڈاکٹر ویرپا موئلی، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور ڈاکٹر ونیتے شیل گوتم

(دائیں سے) ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس مارکنڈے کاٹجو پروفیسر فیضان مصطفیٰ سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے، درمیان میں موجی خانؒ

(دائیں سے) پرفیسر فیضان مصطفیٰ، پروفیسر منظور احمد، مولانا سلطان احمد اصلاحی، ڈاکٹر سید کلب صادق اور پروفیسر افضل وانی

شرکائے اجلاس

محترمہ حسینہ حاشیہ (بائیں) محترمہ اسماء زہرا کو مومنٹو پیش کرتی ہوئی

کانفرنس-2، نئی دہلی، ''ہندوستان میں اسلامی وینچر کیپٹل فنڈ کے امکانات''

(دائیں سے) شاداب مبین، فیاض احمد لون، ایم ایچ کھٹکھٹے، امتیاز الرحمٰن اور روڈی یاک ٹِنک

ڈاکٹر قمر اسحاق، قدیم کارکن آئی او ایس سے مومنٹو قبول کرتے ہوئے شبیر احمد خاں (دائیں سے چوتھے)، ساتھ میں دیگر افراد

ڈاکٹر محمد منظور عالم خطاب کرتے ہوئے

(دائیں سے) ڈاکٹر محمد منظور عالم (دوم) ڈی آر مہتہ کو مومنٹو پیش کرتے ہوئے، ساتھ میں خالد ایم العبودی، کے رحمٰن خان اور پروفیسر زیڈ ایم خاں

(دائیں سے) ڈاکٹر طاہر بیگ، پروفیسر نوشاد علی آزاد، ڈاکٹر اوصاف احمد، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جی راما سوامی، پروفیسر زیڈ ایم خاں، نبیل العالمی اور پروین ایچ پاریکھ

عبدالقیوم اختر (دائیں سے تیسرے) کو آئی او ایس ایوارڈ پیش کرتے ہوئے موجی خاں'' (دائیں سے چوتھے) ساتھ میں ڈاکٹر شارق نثار، امتیاز الرحمٰن، ڈاکٹر اے محمد اجمل اور ڈاکٹر طاہر بیگ

کانفرنس-3، سرینگر، ”سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے اسلامی بینک کاری، مالیات اور بیمہ کا ادارہ جاتی نظام“

(دائیں سے) پروفیسر فیاض احمد خطاب کرتے ہوئے، ساتھ میں دیگر شخصیات

(دائیں سے) ڈاکٹر اوصاف احمد، پروفیسر واحد قریشی، پروفیسر طلعت احمد، کے رحمٰن خاں،
ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر نذیر اے نذیر

(دائیں سے) پروفیسر مصدق حسین سحاف، تفضل حسین، ڈاکٹر محمد منظو عالم، ریاض ریناٹی اور مائک پر فیاض احمد

(دائیں سے) ”اِیسیز ان سوشلوجی: منی پوری مسلمز“ کتاب کا رسم اجرا کرتے ہوئے پروفیسر زیڈ ایم خاں،
مصدق حسین سحاف، پروفیسر فیاض احمد، تفضل حسین، ڈاکٹر محمد منظور عالم، ریاض ریناٹی و دیگر افراد

سامعین کا ایک دلکش منظر

پروگرام میں منہمک و یکسو طالبات

کانفرنس-4، نئی دہلی، ''ہند-آسیان تجارت اور سرمایہ کاری''

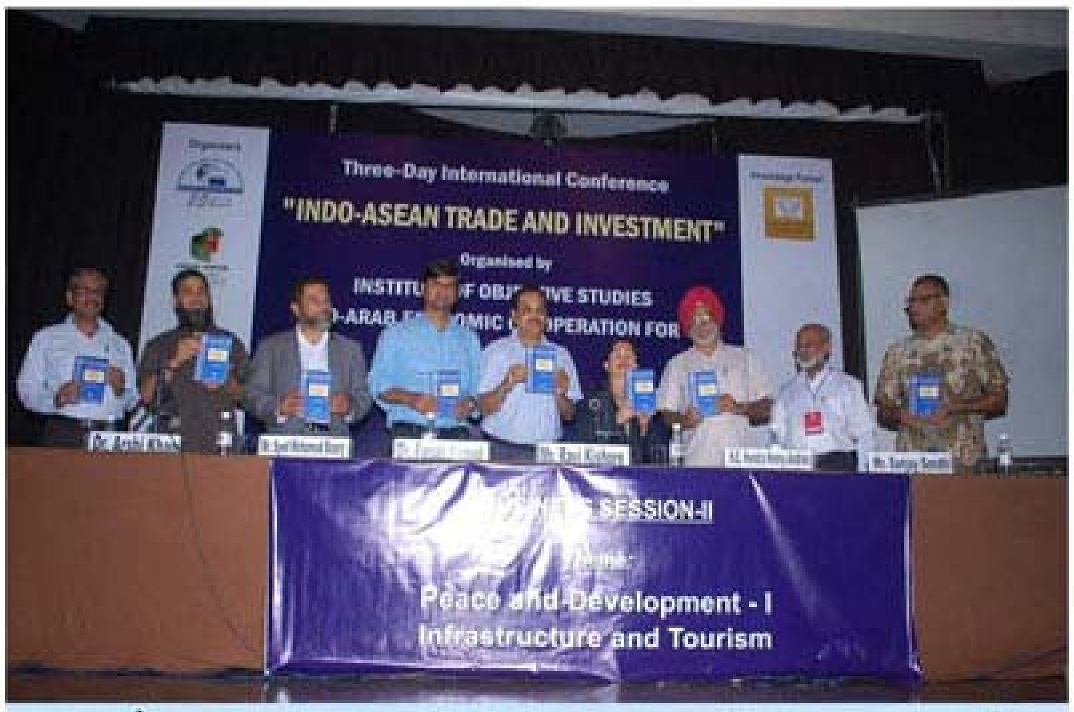

(دائیں سے) ڈاکٹر محمد منظور عالم (دوسرے)، سنجے سودھی، محترمہ ہیندرا الینی اینڈریز، روی کشور، فیصل احمد، سید محمد بیری، ڈاکٹر عرشی خاں اور پروفیسر ایم اشتیاق

(دائیں سے) پروفیسر وینا سکری، پروفیسر این چندر موہن، ڈاکٹر اوما شنکر، پروفیسر نوشاد علی آزاد، ڈاکٹر روبل شرما اور ڈاکٹر شاہنواز عابدین

انڈونیشیائی سفارتخانہ کی وزیر کونسل محترمہ ہیندرا الینی اینڈریز خطاب کرتی ہوئی

سلمان خورشید (درمیان) کو مومنٹو پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد منظور عالم اور خوشگوار موڈ میں کے رحمٰن خاں

(دائیں سے) ڈاکٹر ابو صالح شریف (دوسرے)، پروفیسر زیڈ ایم خاں، ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر بالا داس گھوشال، ڈاکٹر کمار راجیو اور روی کشور

یوسف حاتم مچھالہ (بائیں) کو ایوارڈ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد منظور عالم، ساتھ میں دیگر افراد

کانفرنس-5، پٹنہ، ''تعلیم کے عالمی رجحانات: جائزے اور امکانات''

(دائیں سے) سلور جبلی سوینیئر کا اجرا کرتے ہوئے ڈاکٹر احمد عبدالحئی، محترمہ مارگریٹ الوا، ڈاکٹر محمد منظور عالم،
جسٹس ایس این جھا اور پروفیسر زیڈ ایم خاں

پروفیسر ضیاء الدین احمد کو ایوارڈ دیتے ہوئے پروفیسر ظہور محمد خاں اور ڈاکٹر جنک پانڈے

(دائیں سے) ڈاکٹر خالد مرزا، پروفیسر ڈی این دیواکر اور ڈاکٹر اجے کمار سنگھ

(دائیں سے) ڈاکٹر اوصاف احمد، ڈاکٹر جان ارول فلپس، پروفیسر ایم اختر صدیقی، پروفیسر ایم این کارنا اور پروفیسر قمر احسن

شرکائے اجلاس

ڈاکٹر ابو صالح شریف سچر رپورٹ کے اثرات پر پاور پوائنٹ پیش کرتے ہوئے

کانفرنس-6، بنگلور، ''گلوبلائزنگ دنیا میں میڈیا کی طاقت''

(دائیں سے) ڈاکٹر محمد منظور عالم، (تیسرے) گورنر کرناٹک ایچ آر بھاردواج، کے رحمٰن خاں، پروفیسر ونے شیل گوتم، عبدالعظیم، ہشام جعفر (مصر) اور آغا سلطان

(دائیں سے) پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد منظور عالم (چوتھے) اور آغا سلطان و دیگر افراد

پروفیسر بی شیخ علی کی خدمات پر مبنی فلم کا اجرا کرتے ہوئے ایچ آر بھاردواج، ساتھ میں دیگر افراد

(دائیں سے) اے یو آصف، وقار احمد سعید، سیما محسن، پرنجے گوہا ٹھاکر، عبیداللہ شریف، ارون اگروال، قاسم انصاری اور وجے گروور

شرکائے اجلاس

(دائیں سے) پروفیسر بی شیخ علی، ڈاکٹر محمد منظور عالم، سی کے جعفر شریف اور روشن بیگ

کانفرنس-7، کولکاتہ، ''گلوبلائزنگ دنیا میں بہتر حکمرانی''

قاضی پبلیکیشنز کے بک اسٹال پر ڈاکٹر محمد منظور عالم (دائیں) کے ساتھ کتابوں میں غرق ڈاکٹر انور ابراہیم (بائیں)

(دائیں سے) ''انسائیکلوپیڈیا کمپنڈیم آف مسلم کمیونٹی ان دی ورلڈ'' کتاب کا رسم اجرا کرتے ہوئے پروفیسر ایم پی سنگھ، ڈاکٹر محمد منظور عالم، ڈاکٹر انور ابراہیم (ساتویں)، پروفیسر فیضان مصطفیٰ اور پروفیسر زیڈ ایم خاں

(دائیں سے) ڈاکٹر محب الحق، ڈاکٹر ظفر محفوظ نعمانی، پروفیسر ایس آر منڈل، ڈاکٹر تنویر فضل اور ڈاکٹر الضیاء ٹنڈاوالا

خوشگوار موڈ میں خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر انور ابراہیم

شرکائے اجلاس

ڈاکٹر محمد منظور عالم خطاب کرتے ہوئے، ساتھ میں دیگر افراد

کانفرنس-8، چنئی، ’’ہم عصر دنیا میں نوجوانوں کو درپیش چیلنجز‘‘

(دائیں سے) مائک پرڈاکٹر محمد منظور عالم، محترمہ فاطمہ مظفر، ڈاکٹر رضیہ پروین، پروفیسر نعیمہ تبسم سراج، ڈاکٹر عائشہ، ڈاکٹر سمیہ اور ڈاکٹر عادل احمد

(دائیں سے) شمس الاسلام، ڈاکٹر حاجی غنی ابن سعود، ڈاکٹر کے وی ایس حبیب محمد، ایس این ہدایت اللہ، کرشنا کمار اور بھارتی کشور کمار

پروفیسر رفاقت علی خاں کی انگریزی کتاب ’جنگ آزادی میں مسلمانوں کا رول‘ کا اجرا کرتے ہوئے ابراہیم القائد کے ساتھ دیگر افراد

میڈیا اور سوشل نیٹ ورکنگ کے موضوع پر بزنس اجلاس کا ایک منظر

شرکائے اجلاس

اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ (وامی) کے ڈاکٹر ابراہیم القائد

کانفرنس-9، حیدرآباد، ''اسلامی آرٹ اور کلچر''

محمد حامد انصاری کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے

(دائیں سے) پروفیسر محمد میاں، ای ایس ایل نرسمہن (گورنر) محمد حامد انصاری، ڈاکٹر شریدھر بابو، ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر جمیل بن الخیاط اور پروفیسر خالد سعید

ڈاکٹر محمد منظور عالم سامعین سے خطاب کرتے ہوئے، ساتھ میں دیگر افراد

گورنر آندھراپردیش ای ایس ایل نرسمہن خطاب کرتے ہوئے

شرکائے اجلاس

(دائیں سے) پروفیسر ایچ خدیجہ بیگم، ڈاکٹر فخرالدین محمد، پروفیسر محمد میاں، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر خالد سعید

کانفرنس-10، کالی کٹ، ''خواتین کو با اختیار بنانے کی کوشش: معیار، ماخذ اور طریقۂ کار''

ڈاکٹر ابوصالح شریف ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے

(دائیں سے) ''کارگہ حیات میں خواتین کی شرکت'' کا رسم اجرا کرتے ہوئے ڈاکٹر پی ابراہیم، ڈاکٹر ابوصالح شریف، محترمہ شریفہ شیدا، ڈاکٹر محمد منظور عالم، محترمہ ہیندر المنی اینڈریز اور محترمہ تسنین بیگم

این این ڈبلیو ایف کی نائب ریاستی صدر محترمہ جمیلہ بشیر ایک اجلاس سے خطاب کرتی ہوئی

ملیشیا کی محترمہ شریفہ شیدا ایک اجلاس سے خطاب کرتی ہوئی

اجلاس کی خواتین شرکاء

شرکائے اجلاس

کانفرنس-11، کٹک، ''ہندوستان میں عدلیہ: اخلاقیات اور انصاف''

(دائیں سے) پی کے بسوال، پروفیسر فیضان مصطفیٰ، جسٹس گوپالا گوڑا، ڈاکٹر ایشور بھان اور ڈاکٹر محمد منظور عالم

(دائیں سے) ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس دیپک مشرا، وزیراعلیٰ اڑیسہ نوین پٹنائیک، جسٹس گوپالا گوڑا اور پروفیسر مول چند شرما

جسٹس گوپالا گوڑا ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے

(دائیں سے) پروفیسر پی کے سرکار، سابق ایڈووکیٹ جنرل آف اڑیسہ موہنتی اور ڈاکٹر اروینٹ راؤ

شرکائے اجلاس

سپریم کورٹ کے جج دیپک مشرا خطاب کرتے ہوئے

کانفرنس-12، علیگڑھ، ''امن وترقی: مذاہب کا کردار''

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے

(دائیں سے) سوامی دھرمانند، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، شیخ جمال الدین محمد قطب، کے رحمن خاں، ڈاکٹر محمد منظور عالم، ڈاکٹر مصطفیٰ المصیرفی، سوامی سروننداسرسوتی، ڈاکٹر ایچ ڈی تھامس، پروفیسر سید علی نقوی، ڈاکٹر ایم ایم ورما اور پروفیسر سعود عالم قاسمی

الازہر مصر کے شیخ جمال الدین محمد قطب تقریر کرتے ہوئے، ساتھ میں دیگر افراد

مہاشکتی پیٹھ کے سوامی سروانندسرسوتی خطاب کرتے ہوئے، ساتھ میں دیگر افراد

شرکائے اجلاس

ڈاکٹر کومل سنگھ سامعین سے خطاب کرتی ہوئی، ساتھ میں دیگر افراد

کانفرنس-13، پونے، ''ترقی کا عالمی نظریہ: چیلنجز اور متبادل نمونہ''

(دائیں سے) پونے کالج کا جرنل ریلیز کرتے ہوئے ڈاکٹر جی ایم نظیر الدین، ڈاکٹر محمد منظور عالم،
ڈاکٹر شری کانت برہٹ، پروفیسر اوصاف احمد، ڈاکٹر جی ایم پٹھان اور ڈاکٹر شکیل احمد

(دائیں سے) ڈاکٹر ایس پی شکلا، ڈاکٹر جی ایم نظیر الدین، ڈاکٹر شری کانت برہٹ، ڈاکٹر کے جی پٹھان اور
ڈاکٹر شکیل احمد اور مائک پر ڈاکٹر محمد منظور عالم

(دائیں سے) ڈاکٹر محمد منظور عالم، کے جی پٹھان، ڈاکٹر شکیل احمد اور مائک پر ایس پی شکلا

(دائیں سے) ڈاکٹر جمیل احمد بنگلور، ڈاکٹر اظہر الدین، پروفیسر پی بنجامن اور ڈاکٹر ایم عارف شیخ

(دائیں سے) ڈاکٹر محمد منظور عالم، ڈاکٹر شری کانت برہٹ، ڈاکٹر اوصاف احمد، کے جی پٹھان، ڈاکٹر شکیل احمد اور
مائک پر محترمہ ملکہ بی مستری

شرکائے اجلاس

کانفرنس-14، نئی دہلی، ''اقلیتی شناخت وحقوق: گلوبل تناظر میں چیلنجز وامکانات''

(دائیں سے) آئی او ایس پر بنی فلم جاری کرتے ہوئے ڈاکٹر مہندر سنگھ، پروفیسر پی شیخ علی، سوامی دھرمانند، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس اے ایم احمدی، پروفیسر زیڈ ایم خاں، فریدہ واحدی اور ڈاکٹر اوصاف احمد

(دائیں سے) ڈاکٹر کلب صادق، ڈاکٹر اشتیاق دانش، ڈاکٹر مطلق راشد القراوی، مولانا محمد سالم قاسمی اور مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

(دائیں سے) خواجہ عبدالمنتقم روی نائر جسٹس روما پال، وجاہت حبیب اللہ، ایم اے باسط، پروفیسر افضل وانی اور مائک پر ہریش چندر سنگھ راوت

(درمیان میں دائیں سے) پروفیسر اختر الواسع، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور دہلی کی وزیر اعلیٰ محترمہ شیلا دکشت خوشگوار موڈ میں

شرکائے اجلاس

خالقِ ''شاعرِ اعظم'' وشاعر طنز ومزاح اسرار جامعی ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ کو سلور جبلی کے اختتامی اجلاس کے موقع پر دہلی سکریٹریٹ میں معروف صحافی وشاعر اسد رضا کی زیر صدارت ایک عظیم الشان مشاعرے کے دوران اشعار پڑھتے ہوئے

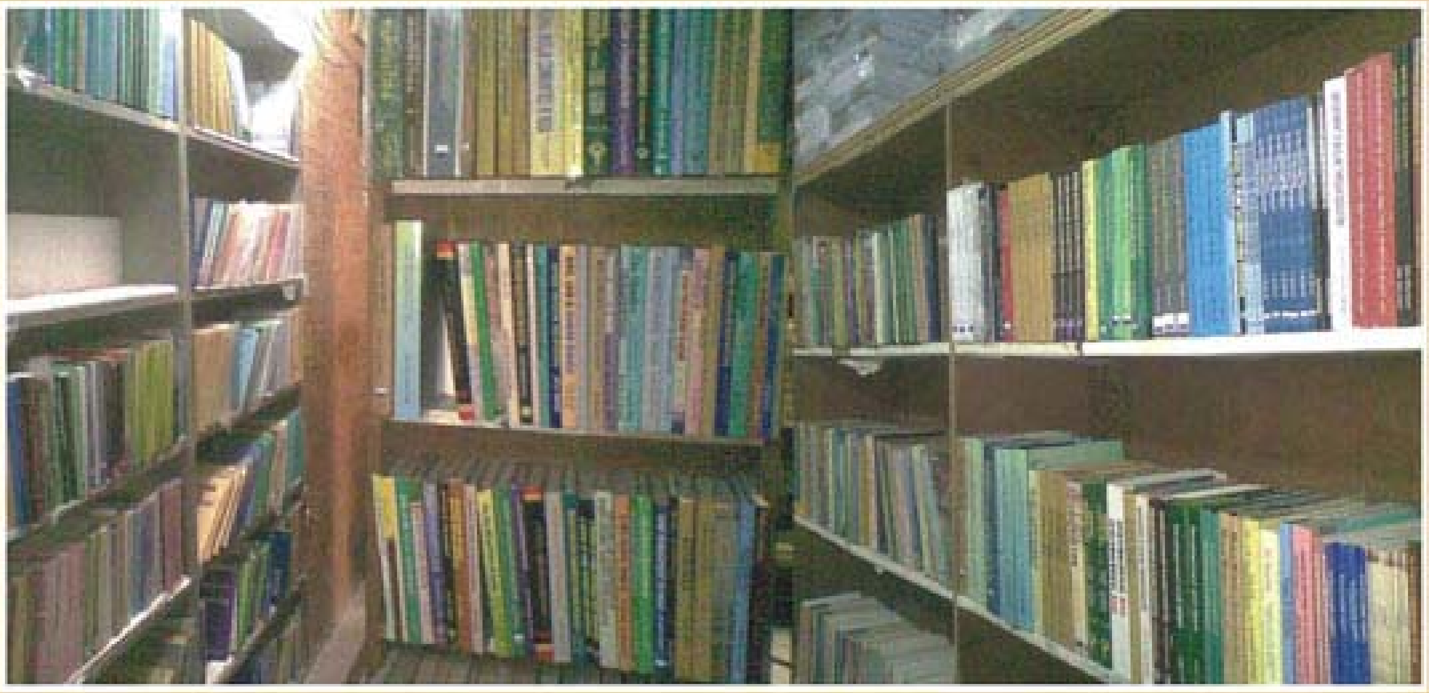

قاضی پبلیشرس اینڈ ڈسٹر بیوٹرس اور جینوئین پبلیکیشنز اینڈ میڈیا پرائیویٹ لمیٹڈ کی قابلِ فخر مطبوعات

QAZI PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

B-35 (LGF), Nizamuddin West, New Delhi-110013
Phone: +91-11-24352732, Fax: +91-11-24352048,
E-mails: info@qazipublishers.com
&
info@genuinepublications.com

GENUINE PUBLICATIONS & MEDIA PVT. LTD.

PRINTED MATTER

FROM
IOS KHABARNAMA
162, Jogabai Main Road,
Jamia Nagar,
New Delhi - 110025

....

....

....

Published from Institute of Objective Studies, 162 Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delh- 110025
printed at Bharat Offset, 2035, Qasimjan Street, Delhi - 110006